



[illegible]



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
185	سلمانہ مراد علی بنی نوا	155	جہاد کے اثر
185	سیدنا چل بیٹے	155	جہاد کا اہم مقصد ہے
186	مذہب کا تعلق ہے کیا	155	جہاد کی اہم
187	دین کا حق	159	مسلموں کو دین سے متعلق کیا ہے
188	آپ کا دین ہے	160	دین کا حق ہے
189	نہایت ہے		حق کا حق ہے
191	اللہ کا حق ہے	163	حق کا حق ہے
191	اللہ کا حق ہے	164	حق کا حق ہے
192	اللہ کا حق ہے	165	حق کا حق ہے
193	اللہ کا حق ہے	167	حق کا حق ہے
194	اللہ کا حق ہے	168	حق کا حق ہے
	اللہ کا حق ہے	169	حق کا حق ہے
195	اللہ کا حق ہے	170	حق کا حق ہے
197	اللہ کا حق ہے	171	حق کا حق ہے
197	اللہ کا حق ہے	174	حق کا حق ہے
198	اللہ کا حق ہے	174	حق کا حق ہے
199	اللہ کا حق ہے	175	حق کا حق ہے
201	اللہ کا حق ہے	175	حق کا حق ہے
	اللہ کا حق ہے	177	حق کا حق ہے
201	اللہ کا حق ہے	177	حق کا حق ہے
203	اللہ کا حق ہے	179	حق کا حق ہے
204	اللہ کا حق ہے	179	حق کا حق ہے
205	اللہ کا حق ہے	179	حق کا حق ہے
205	اللہ کا حق ہے	180	حق کا حق ہے
206	اللہ کا حق ہے	181	حق کا حق ہے
206	اللہ کا حق ہے	182	حق کا حق ہے
207	اللہ کا حق ہے	183	حق کا حق ہے
207	اللہ کا حق ہے	184	حق کا حق ہے



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
227	تھامس کی تفصیل	208	مذہب کا نام ہے باطنیات کی پرورش کرنا
227	اسکند	209	مذہبوں پر پیش ہوا بحث کا اگر
228	اسکند	210	انجیل دیکھو میرا اور تو ہے
228	اسکند	211	شہزادہ کی
228	اسکند	211	آزاد شہزادے
228	اسکند	212	مذہبوں کی
229	دوسری تفصیل	212	تفصیل کے وقت کی چیز یہ نہ
230	ایک حدیث	213	مذہب اور مذہب کا طوطا
232	نہایت روزگار کا فلسفہ	214	طوطا کے
233	مذہب کی یہ تھی		حق بات کو یہ سمجھنا کہ اس کے طوطا میں آکر دو تو یہ
233	مذہب کی تھی	215	آزاد
234	انجیل بڑا عظیم و عظیم کا نام ہے	216	ایک عظیم
235	قرآن کریم کا نزول رمضان المبارک میں	216	ایک اور چیز اور
235	پیدا اور سرور کے	218	انسانی جسم کی بہت دور ہیں
236	اسکند	219	مذہب کا نام
236	مذہب کے بارے میں چند تقریبی مسائل	220	مذہب اور جرات
238	انجیل کے آداب اور قرآن کی شہادت	221	مذہب کا نام اور یہ ہے
240	رمضان المبارک میں کھانا پین اور صحت	221	مذہب
241	مذہب کا نام اور اس کے مختلف	222	مذہب
242	اسکند	223	مذہب کا نام اور جس کے
244	انجیل کے چند مسائل	223	مذہب کا نام اور جس کے
245	ایک اور مذہب کا نام اور جس کے	224	مذہب کا نام اور جس کے
246	مذہب کا نام اور جس کے	225	مذہب کا نام اور جس کے
247	مذہب کا نام اور جس کے	225	مذہب کا نام اور جس کے
250	مذہب کا نام اور جس کے	226	مذہب کا نام اور جس کے
251	مذہب کا نام اور جس کے	226	مذہب کا نام اور جس کے
252	مذہب کا نام اور جس کے	226	مذہب کا نام اور جس کے
	مذہب کا نام اور جس کے	226	مذہب کا نام اور جس کے
253	مذہب کا نام اور جس کے	226	مذہب کا نام اور جس کے

صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات
289	مصری انعام اور اعلیٰ تحصیل	256	شاہان کے ہاتھوں سے اجماع
291	امامی مدت اور اعلیٰ تحصیل	257	اگرچہ ان کے ہاتھوں سے ہے
292	طلاق کی مدت	258	مصر سے سربل و زمانہ فرق کی تحقیق
293	قرہ کی تحصیل	261	اگرچہ ان کے ہاتھوں سے بھی کر سکتا ہے
294	میں یا نہ ہے - ایک اور سے بفرق	261	میں ان کے ہاتھوں میں اور بفرق کی نہیں
295	طلاق کا مرتبہ اور سربل	264	امامیوں کے لیے طلاق
296	طلاق سے سربل	264	ان کے ہاتھوں سے میرا و غفر
298	طلاق کے لیے ان صورتوں کی مدت طایمان		اور ان کی تحقیق کے بعد طلاق کا اثر کیا ہے
298	نیاطی اعلیٰ مدت سے بفرق ہو سکتا ہے	265	ان کے ہاتھوں سے
299	طلاق کے دوران طلاق کا بیان		ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
299	مصر	265	ان کے ہاتھوں سے
301	طلاق کی موقوفی اور جسے مرتبہ سے نصبت ہے	266	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
303	بفرق اور ان کے ہاتھوں سے	267	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
303	رہنہ کے لیے ان کے ہاتھوں سے سربل	268	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
305	طلاق کی مدت سے بعد مدت کی مدت مصر	266	ان کے ہاتھوں سے
367	پیدا کرنے کے لیے طلاق	270	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
368	ان کے ہاتھوں سے سربل	270	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
310	ان کے ہاتھوں سے تحصیل		ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
311	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے	272	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
316	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے	273	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
318	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے	274	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
320	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے	275	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
321	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے	275	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
322	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے	277	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
323	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے	279	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
324	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے		ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
324	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے	282	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے	283	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے
	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے	284	ان کے ہاتھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
383	بچے کی بیچ انگلی پر نام رکھنا اور پختہ کرنا	360	سے تھانہ لکھا ہے
384	حضرت سعدیؓ کی کفالت اور یہ کہ خلیفہ کا مقام والدہ نے	380	دل کے دوسروں کے واسطے سے لازم نہیں آتا کہ اس نے
384	حضرت مریمؑ اور دیگر اولیاء کے کرامات	361	پر مذکور بھی ہو
387	حضرت مریمؑ خدیجہ عاتکہ اور آنسہ زوجہ فرعون کی فضیلت	362	سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت
387	حضرت مریمؑ کی عبادت اور طاعت بزرگ	363	آسی کی کتابوں کو گئی جانتے ہیں جو انبیاء کرام پر مبنی ہیں
388	قرعہ طالع حضرت زکریاؑ کے نام	364	تفسیر سورہ العنکبوت
389	حضرت یحییٰؑ کی عمر اور پیدائش	365	نہیں آیات میں اس کا نظم ہے
390	حضرت عیسیٰؑ کے علم و شان و کرامات	366	ماں سے پیدا ہونے میں اس کی مثال دلائی گئی ہے
391	حضرت عیسیٰؑ کے انصار اور حضرت محمدؐ کے انصار	368	عقائد اور عقائد بہت کی وضاحت
393	حضرت عیسیٰؑ کا آسمانوں پر اٹھنا	368	اہل بدعت و تنہا بہت سے یہ استدلال کرتے ہیں
395	عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان کلام	369	غیر تامل و فکر بلکہ کی مذمت
400	عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان	370	کافروں کا بل اور اولاد کو کچھ نہیں آئے کہ
402	یہودیوں کی بد فعلیوں کا تذکرہ	371	بلکہ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کی قدر و قدر
403	اکثر یہودیوں کی خبیثہ طبیعت و خبیثہ	372	دین کا نام اسباب مادی اور مادی ہے
406	عیسائیوں کی خبیثہ طبیعت اور خبیثہ	374	کفری سنہ و سنت استغفار کی فضیلت
408	یہودیوں کی کلام اللہ تعالیٰ میں خبیثہ	375	حضرت زین العابدینؑ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول ہے
408	اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی کوئی فرشتہ اپنی بندگی کی رحمت نہیں	377	کافروں اور انبیاء کو قتل کرنے والوں کے قتل و کشت
408	دے سکتا	378	تیرا
410	یہودیوں کی کلام اللہ تعالیٰ میں خبیثہ	378	یہودیوں کی کلام اللہ تعالیٰ میں خبیثہ
411	زمین و آسمان کی برتری اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول ہے	379	سزا و جزا دے دے ان کا بدنامی اللہ تعالیٰ
413	آج رسد آج کو یہ کہے	380	کے اعتبار میں ہے
413	نور کی حالت میں یہ کہے	381	کتاب سے ترک ہو
414	تیسرا پارہ اختتام ہوا	382	اللہ تعالیٰ تمام چھٹی کلی باتوں کو جانتا ہے
		382	اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو رسول اللہ ﷺ کی
		383	انتظار نہ
			اللہ تعالیٰ کے برتر و دینیاء کرام
			خدا صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی ہے

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
443	آتش کا آتش پر ایمان پڑھتے تھے میرا		<b>چوتھا باب</b>
444	افات انہی جگہوں پر ملے		بندہ اس (اپنی پسندیدہ) گیس سے انہی چیزوں سے
445	موت کا وقت مقرر ہے		ہو جاتا ہے
445	ایسا کہ آفت کے پہلے چار سو سال تک	415	ہر فی فی قرینت چلی اسٹ کیے تھے
446	افروں کی بات، اس کے جس بات ہے	417	مذہب کا پہلا گھر
447	جنگ کے واقعات	417	ان کی جگہ
449	مصر کے تاریخی شہر	418	فی کی وضاحت
453	جنگ کے واقعات	419	فی کا گھر ہے
455	ایمان والوں کو اوروں کا دکھانے کے لیے ممانعت	420	یہ وہاں کا رہین مسام کی تعزیت سے نکلا
456	انہی جگہوں پر آیت پڑھ کر ہوا	420	اہل قرآن کی باتیں، تاکہ ملے
456	مصر کا گھر - اس سے	420	اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ علی اللہ تعالیٰ سے دیا ہے
457	فی جگہوں پر آیت پڑھ کر ہوا	421	فرقہ بندی کی ممانعت
457	فی کی جگہوں پر آیت پڑھ کر ہوا	422	مصر کا گھر - فی میں اسٹ کر کے اہل برکت
460	ایمان والوں کو اوروں کا دکھانے کے لیے ممانعت	424	دین میں اختلاف کرنا ہم کو کبھی نہیں
460	فی جگہوں پر آیت پڑھ کر ہوا	424	آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور انہی جگہوں سے بچنے
461	جنگ کے واقعات	424	پہنچنے کے
463	شہریت کی تبدیلی	425	اسٹ کر کے جگہوں پر آیت پڑھ کر ہوا
470	اللہ کے ساتھ کرنا کبھی جگہوں پر آیت پڑھ کر ہوا	426	فی کا گھر
471	فی سے ملے	427	ایمان والوں کو اوروں کا دکھانے کے لیے ممانعت
472	فی کا گھر - فی میں اسٹ کر کے اہل برکت	429	جنت میں اللہ اور جنت سے نجات دہی کا یہاں ہے
473	ہر جگہ پر اللہ کی جگہوں پر آیت پڑھ کر ہوا	430	مصر کی تعمیر
473	جنت میں اللہ اور جنت سے نجات دہی کا یہاں ہے	431	تعمیراتی اخلاق
474	مصر کی تعمیر	432	ایمان والوں کو اوروں کا دکھانے کے لیے ممانعت
477	تعمیراتی اخلاق	433	جنگ کے واقعات
482	ایمان والوں کو اوروں کا دکھانے کے لیے ممانعت	436	جنگ کے واقعات
483	ایمان والوں کو اوروں کا دکھانے کے لیے ممانعت	438	ایمان والوں کو اوروں کا دکھانے کے لیے ممانعت
484	ایمان والوں کو اوروں کا دکھانے کے لیے ممانعت	439	ایمان والوں کو اوروں کا دکھانے کے لیے ممانعت
486	ایمان والوں کو اوروں کا دکھانے کے لیے ممانعت		

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
522	نہی اور ان کی تعمیل کی وجہ سے	489	تفسیر سورہ نساء
523	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	490	تفسیر سورہ نساء
526	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	490	تفسیر سورہ نساء
529	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	491	تفسیر سورہ نساء
531	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	491	تفسیر سورہ نساء
534	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	492	تفسیر سورہ نساء
537	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	495	تفسیر سورہ نساء
538	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	497	تفسیر سورہ نساء
540	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	500	تفسیر سورہ نساء
542	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	502	تفسیر سورہ نساء
543	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	503	تفسیر سورہ نساء
544	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	504	تفسیر سورہ نساء
545	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	504	تفسیر سورہ نساء
547	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	505	تفسیر سورہ نساء
548	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	506	تفسیر سورہ نساء
549	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	508	تفسیر سورہ نساء
551	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	509	تفسیر سورہ نساء
552	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	510	تفسیر سورہ نساء
554	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	513	تفسیر سورہ نساء
555	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	513	تفسیر سورہ نساء
558	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	515	تفسیر سورہ نساء
559	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	520	تفسیر سورہ نساء
560	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے		تفسیر سورہ نساء
565	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے		تفسیر سورہ نساء
567	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے		تفسیر سورہ نساء
568	ان کے اعمال سے ان کی اصلاح کی وجہ سے	521	تفسیر سورہ نساء

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
620	سورۃ یحییٰ کی تفسیر	569	مذہب کی تفسیر اور اس کی اہمیت
622	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	571	مذہب کی اہمیت اور اس کی اہمیت
624	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	575	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
626	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	576	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
629	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	576	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
630	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	581	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
633	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	582	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
634	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	583	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
635	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	585	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
636	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	588	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
637	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	589	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
638	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	590	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
640	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	591	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
641	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	592	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
	<b>پہچان</b>	594	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
643	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	596	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
644	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	598	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
	<b>پہچان</b>	604	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
645	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	605	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
647	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	607	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
651	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	608	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
651	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	611	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
652	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت	615	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت
	<b>پہچان</b>	616	اس سورۃ کی تفسیر میں عربی کی لغت کی ضرورت

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
143	مسئلہ	653	حضرت یحییٰ کا زوال قریب قیامت اور ہونیکا
144	اس کی کتاب انجیل کی پندرہ خصوصیات	658	یہودیوں کا یحییٰ کی نظر میں
145	قرآن کے بعد تمام مکتبہ یحییٰ کی خصوصیات	661	بطور مداحانہ چیز یہ اللہ کے حرام کردین
148	دشمنان اسلام سے روکنی کی ممانعت	662	انجیل میں تعداد اور چاہت اور اس کی کتابیں
149	موت ایسا ہی نقصان کرتا ہے	666	اللہ اور فرشتے کی خبر کی درستیت کے گواہ ہیں
151	دشمنان زمین شیطان اور انسان	667	یہودیوں کا اپنے دین میں غلو کرنا
153	خاطرمان مردہ کو جدا کرنا	669	حضرت یحییٰ اور تمام فرشتے اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں
155	یسوعیوں کی مذہبی شان میں بحث	670	قرآن اور احباب پر ایمان اور واضح طور سے
	حضرت یحییٰ کے درست گواہی کا اللہ کے حکایت حق	671	نقدہ ہونے کے بارے میں کیا صورت ہے؟
157	تکذیب	674	<b>تفسیر سورۃ المائدہ</b>
159	ایمان دار بننے کے لئے شرط	680	دو چیزیں ایمان کا ٹکڑا حرام ہے
160	یسوعیوں کی مبدعیت	681	تکذیب اور شک کی کوئی گارنٹی نہیں ہے
161	مشرک بننے کے حرام ہے	685	اہل کتاب کے ذریعہ کا قطع
162	نفع نقصان کا حکم صرف اللہ ہے	688	بشر اور انسان کے احکام پر تفصیل بحث
163	نہی امر و نہی کی نکتہ کے باب	707	حلال و حلال اور اللہ کی نعمت یا کرم
165	جہانی پابست یسوعیوں کے مسلمانوں کے قریب ہیں	710	محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اصنام
166	پچھتا پارہ اختتام ہوا	712	میں کتاب کی مضمون پر مبنی
	<b>حکمت نصیر کا اختتام ہوا</b>	713	حضرت یحییٰ کو اللہ کے اے کافر ہیں
		714	حضرت یحییٰ کا فراموش ہیں
		716	مسئلہ بنایا بھیجہ اللہ کی رحمت ہے
		722	والد باطل و باطل کی عذر مسدود نفس کا انجام
		726	انسانی نون کی قدر و قیمت
		732	شرعی مسئلہ کا حل انیسویں
		734	پروہی کا نصاب اور ان کی شرائط
			یہودیوں کا مومن سے انراض اور تعارض میں غلو
		737	باب
		741	انجیل میں مساوات و عدل اور مخالف گونا
		742	تلاش



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



حاسبہ لتونی و سجدہ اسے پڑھی تھیں۔

کئی مہینے کی تکمیل آپ کے پاس نہ ہو سکی۔ مگر سجدہ کرنے کی تکیہ خاص سیر میں ذیل ذکر کردہ کتب میں لکھتے ہیں

۱۔ سمیع الجلال و الطلاق ۲۔ غار (اسی نمبر ۳۰) ۳۔ حدیث کریمہ ۴۔ مسند عبد بن کثیر (۵) ۶۔ (۱۰) ۷۔ (۱۱) ۸۔ (۱۲) ۹۔ (۱۳) ۱۰۔ (۱۴) ۱۱۔ (۱۵) ۱۲۔ (۱۶) ۱۳۔ (۱۷) ۱۴۔ (۱۸) ۱۵۔ (۱۹) ۱۶۔ (۲۰) ۱۷۔ (۲۱) ۱۸۔ (۲۲) ۱۹۔ (۲۳) ۲۰۔ (۲۴) ۲۱۔ (۲۵) ۲۲۔ (۲۶) ۲۳۔ (۲۷) ۲۴۔ (۲۸) ۲۵۔ (۲۹) ۲۶۔ (۳۰) ۲۷۔ (۳۱) ۲۸۔ (۳۲) ۲۹۔ (۳۳) ۳۰۔ (۳۴) ۳۱۔ (۳۵) ۳۲۔ (۳۶) ۳۳۔ (۳۷) ۳۴۔ (۳۸) ۳۵۔ (۳۹) ۳۶۔ (۴۰) ۳۷۔ (۴۱) ۳۸۔ (۴۲) ۳۹۔ (۴۳) ۴۰۔ (۴۴) ۴۱۔ (۴۵) ۴۲۔ (۴۶) ۴۳۔ (۴۷) ۴۴۔ (۴۸) ۴۵۔ (۴۹) ۴۶۔ (۵۰) ۴۷۔ (۵۱) ۴۸۔ (۵۲) ۴۹۔ (۵۳) ۵۰۔ (۵۴) ۵۱۔ (۵۶) ۵۲۔ (۵۸) ۵۳۔ (۶۰) ۵۴۔ (۶۲) ۵۵۔ (۶۴) ۵۶۔ (۶۶) ۵۷۔ (۶۸) ۵۸۔ (۷۰) ۵۹۔ (۷۲) ۶۰۔ (۷۴) ۶۱۔ (۷۶) ۶۲۔ (۷۸) ۶۳۔ (۸۰) ۶۴۔ (۸۲) ۶۵۔ (۸۴) ۶۶۔ (۸۶) ۶۷۔ (۸۸) ۶۸۔ (۹۰) ۶۹۔ (۹۲) ۷۰۔ (۹۴) ۷۱۔ (۹۶) ۷۲۔ (۹۸) ۷۳۔ (۱۰۰) ۷۴۔ (۱۰۲) ۷۵۔ (۱۰۴) ۷۶۔ (۱۰۶) ۷۷۔ (۱۰۸) ۷۸۔ (۱۱۰) ۷۹۔ (۱۱۲) ۸۰۔ (۱۱۴) ۸۱۔ (۱۱۶) ۸۲۔ (۱۱۸) ۸۳۔ (۱۲۰) ۸۴۔ (۱۲۲) ۸۵۔ (۱۲۴) ۸۶۔ (۱۲۶) ۸۷۔ (۱۲۸) ۸۸۔ (۱۳۰) ۸۹۔ (۱۳۲) ۹۰۔ (۱۳۴) ۹۱۔ (۱۳۶) ۹۲۔ (۱۳۸) ۹۳۔ (۱۴۰) ۹۴۔ (۱۴۲) ۹۵۔ (۱۴۴) ۹۶۔ (۱۴۶) ۹۷۔ (۱۴۸) ۹۸۔ (۱۵۰) ۹۹۔ (۱۵۲) ۱۰۰۔ (۱۵۴) ۱۰۱۔ (۱۵۶) ۱۰۲۔ (۱۵۸) ۱۰۳۔ (۱۶۰) ۱۰۴۔ (۱۶۲) ۱۰۵۔ (۱۶۴) ۱۰۶۔ (۱۶۶) ۱۰۷۔ (۱۶۸) ۱۰۸۔ (۱۷۰) ۱۰۹۔ (۱۷۲) ۱۱۰۔ (۱۷۴) ۱۱۱۔ (۱۷۶) ۱۱۲۔ (۱۷۸) ۱۱۳۔ (۱۸۰) ۱۱۴۔ (۱۸۲) ۱۱۵۔ (۱۸۴) ۱۱۶۔ (۱۸۶) ۱۱۷۔ (۱۸۸) ۱۱۸۔ (۱۹۰) ۱۱۹۔ (۱۹۲) ۱۲۰۔ (۱۹۴) ۱۲۱۔ (۱۹۶) ۱۲۲۔ (۱۹۸) ۱۲۳۔ (۲۰۰) ۱۲۴۔ (۲۰۲) ۱۲۵۔ (۲۰۴) ۱۲۶۔ (۲۰۶) ۱۲۷۔ (۲۰۸) ۱۲۸۔ (۲۱۰) ۱۲۹۔ (۲۱۲) ۱۳۰۔ (۲۱۴) ۱۳۱۔ (۲۱۶) ۱۳۲۔ (۲۱۸) ۱۳۳۔ (۲۲۰) ۱۳۴۔ (۲۲۲) ۱۳۵۔ (۲۲۴) ۱۳۶۔ (۲۲۶) ۱۳۷۔ (۲۲۸) ۱۳۸۔ (۲۳۰) ۱۳۹۔ (۲۳۲) ۱۴۰۔ (۲۳۴) ۱۴۱۔ (۲۳۶) ۱۴۲۔ (۲۳۸) ۱۴۳۔ (۲۴۰) ۱۴۴۔ (۲۴۲) ۱۴۵۔ (۲۴۴) ۱۴۶۔ (۲۴۶) ۱۴۷۔ (۲۴۸) ۱۴۸۔ (۲۵۰) ۱۴۹۔ (۲۵۲) ۱۵۰۔ (۲۵۴) ۱۵۱۔ (۲۵۶) ۱۵۲۔ (۲۵۸) ۱۵۳۔ (۲۶۰) ۱۵۴۔ (۲۶۲) ۱۵۵۔ (۲۶۴) ۱۵۶۔ (۲۶۶) ۱۵۷۔ (۲۶۸) ۱۵۸۔ (۲۷۰) ۱۵۹۔ (۲۷۲) ۱۶۰۔ (۲۷۴) ۱۶۱۔ (۲۷۶) ۱۶۲۔ (۲۷۸) ۱۶۳۔ (۲۸۰) ۱۶۴۔ (۲۸۲) ۱۶۵۔ (۲۸۴) ۱۶۶۔ (۲۸۶) ۱۶۷۔ (۲۸۸) ۱۶۸۔ (۲۹۰) ۱۶۹۔ (۲۹۲) ۱۷۰۔ (۲۹۴) ۱۷۱۔ (۲۹۶) ۱۷۲۔ (۲۹۸) ۱۷۳۔ (۳۰۰) ۱۷۴۔ (۳۰۲) ۱۷۵۔ (۳۰۴) ۱۷۶۔ (۳۰۶) ۱۷۷۔ (۳۰۸) ۱۷۸۔ (۳۱۰) ۱۷۹۔ (۳۱۲) ۱۸۰۔ (۳۱۴) ۱۸۱۔ (۳۱۶) ۱۸۲۔ (۳۱۸) ۱۸۳۔ (۳۲۰) ۱۸۴۔ (۳۲۲) ۱۸۵۔ (۳۲۴) ۱۸۶۔ (۳۲۶) ۱۸۷۔ (۳۲۸) ۱۸۸۔ (۳۳۰) ۱۸۹۔ (۳۳۲) ۱۹۰۔ (۳۳۴) ۱۹۱۔ (۳۳۶) ۱۹۲۔ (۳۳۸) ۱۹۳۔ (۳۴۰) ۱۹۴۔ (۳۴۲) ۱۹۵۔ (۳۴۴) ۱۹۶۔ (۳۴۶) ۱۹۷۔ (۳۴۸) ۱۹۸۔ (۳۵۰) ۱۹۹۔ (۳۵۲) ۲۰۰۔ (۳۵۴) ۲۰۱۔ (۳۵۶) ۲۰۲۔ (۳۵۸) ۲۰۳۔ (۳۶۰) ۲۰۴۔ (۳۶۲) ۲۰۵۔ (۳۶۴) ۲۰۶۔ (۳۶۶) ۲۰۷۔ (۳۶۸) ۲۰۸۔ (۳۷۰) ۲۰۹۔ (۳۷۲) ۲۱۰۔ (۳۷۴) ۲۱۱۔ (۳۷۶) ۲۱۲۔ (۳۷۸) ۲۱۳۔ (۳۸۰) ۲۱۴۔ (۳۸۲) ۲۱۵۔ (۳۸۴) ۲۱۶۔ (۳۸۶) ۲۱۷۔ (۳۸۸) ۲۱۸۔ (۳۹۰) ۲۱۹۔ (۳۹۲) ۲۲۰۔ (۳۹۴) ۲۲۱۔ (۳۹۶) ۲۲۲۔ (۳۹۸) ۲۲۳۔ (۴۰۰) ۲۲۴۔ (۴۰۲) ۲۲۵۔ (۴۰۴) ۲۲۶۔ (۴۰۶) ۲۲۷۔ (۴۰۸) ۲۲۸۔ (۴۱۰) ۲۲۹۔ (۴۱۲) ۲۳۰۔ (۴۱۴) ۲۳۱۔ (۴۱۶) ۲۳۲۔ (۴۱۸) ۲۳۳۔ (۴۲۰) ۲۳۴۔ (۴۲۲) ۲۳۵۔ (۴۲۴) ۲۳۶۔ (۴۲۶) ۲۳۷۔ (۴۲۸) ۲۳۸۔ (۴۳۰) ۲۳۹۔ (۴۳۲) ۲۴۰۔ (۴۳۴) ۲۴۱۔ (۴۳۶) ۲۴۲۔ (۴۳۸) ۲۴۳۔ (۴۴۰) ۲۴۴۔ (۴۴۲) ۲۴۵۔ (۴۴۴) ۲۴۶۔ (۴۴۶) ۲۴۷۔ (۴۴۸) ۲۴۸۔ (۴۵۰) ۲۴۹۔ (۴۵۲) ۲۵۰۔ (۴۵۴) ۲۵۱۔ (۴۵۶) ۲۵۲۔ (۴۵۸) ۲۵۳۔ (۴۶۰) ۲۵۴۔ (۴۶۲) ۲۵۵۔ (۴۶۴) ۲۵۶۔ (۴۶۶) ۲۵۷۔ (۴۶۸) ۲۵۸۔ (۴۷۰) ۲۵۹۔ (۴۷۲) ۲۶۰۔ (۴۷۴) ۲۶۱۔ (۴۷۶) ۲۶۲۔ (۴۷۸) ۲۶۳۔ (۴۸۰) ۲۶۴۔ (۴۸۲) ۲۶۵۔ (۴۸۴) ۲۶۶۔ (۴۸۶) ۲۶۷۔ (۴۸۸) ۲۶۸۔ (۴۹۰) ۲۶۹۔ (۴۹۲) ۲۷۰۔ (۴۹۴) ۲۷۱۔ (۴۹۶) ۲۷۲۔ (۴۹۸) ۲۷۳۔ (۵۰۰) ۲۷۴۔ (۵۰۲) ۲۷۵۔ (۵۰۴) ۲۷۶۔ (۵۰۶) ۲۷۷۔ (۵۰۸) ۲۷۸۔ (۵۱۰) ۲۷۹۔ (۵۱۲) ۲۸۰۔ (۵۱۴) ۲۸۱۔ (۵۱۶) ۲۸۲۔ (۵۱۸) ۲۸۳۔ (۵۲۰) ۲۸۴۔ (۵۲۲) ۲۸۵۔ (۵۲۴) ۲۸۶۔ (۵۲۶) ۲۸۷۔ (۵۲۸) ۲۸۸۔ (۵۳۰) ۲۸۹۔ (۵۳۲) ۲۹۰۔ (۵۳۴) ۲۹۱۔ (۵۳۶) ۲۹۲۔ (۵۳۸) ۲۹۳۔ (۵۴۰) ۲۹۴۔ (۵۴۲) ۲۹۵۔ (۵۴۴) ۲۹۶۔ (۵۴۶) ۲۹۷۔ (۵۴۸) ۲۹۸۔ (۵۵۰) ۲۹۹۔ (۵۵۲) ۳۰۰۔ (۵۵۴) ۳۰۱۔ (۵۵۶) ۳۰۲۔ (۵۵۸) ۳۰۳۔ (۵۶۰) ۳۰۴۔ (۵۶۲) ۳۰۵۔ (۵۶۴) ۳۰۶۔ (۵۶۶) ۳۰۷۔ (۵۶۸) ۳۰۸۔ (۵۷۰) ۳۰۹۔ (۵۷۲) ۳۱۰۔ (۵۷۴) ۳۱۱۔ (۵۷۶) ۳۱۲۔ (۵۷۸) ۳۱۳۔ (۵۸۰) ۳۱۴۔ (۵۸۲) ۳۱۵۔ (۵۸۴) ۳۱۶۔ (۵۸۶) ۳۱۷۔ (۵۸۸) ۳۱۸۔ (۵۹۰) ۳۱۹۔ (۵۹۲) ۳۲۰۔ (۵۹۴) ۳۲۱۔ (۵۹۶) ۳۲۲۔ (۵۹۸) ۳۲۳۔ (۶۰۰) ۳۲۴۔ (۶۰۲) ۳۲۵۔ (۶۰۴) ۳۲۶۔ (۶۰۶) ۳۲۷۔ (۶۰۸) ۳۲۸۔ (۶۱۰) ۳۲۹۔ (۶۱۲) ۳۳۰۔ (۶۱۴) ۳۳۱۔ (۶۱۶) ۳۳۲۔ (۶۱۸) ۳۳۳۔ (۶۲۰) ۳۳۴۔ (۶۲۲) ۳۳۵۔ (۶۲۴) ۳۳۶۔ (۶۲۶) ۳۳۷۔ (۶۲۸) ۳۳۸۔ (۶۳۰) ۳۳۹۔ (۶۳۲) ۳۴۰۔ (۶۳۴) ۳۴۱۔ (۶۳۶) ۳۴۲۔ (۶۳۸) ۳۴۳۔ (۶۴۰) ۳۴۴۔ (۶۴۲) ۳۴۵۔ (۶۴۴) ۳۴۶۔ (۶۴۶) ۳۴۷۔ (۶۴۸) ۳۴۸۔ (۶۵۰) ۳۴۹۔ (۶۵۲) ۳۵۰۔ (۶۵۴) ۳۵۱۔ (۶۵۶) ۳۵۲۔ (۶۵۸) ۳۵۳۔ (۶۶۰) ۳۵۴۔ (۶۶۲) ۳۵۵۔ (۶۶۴) ۳۵۶۔ (۶۶۶) ۳۵۷۔ (۶۶۸) ۳۵۸۔ (۶۷۰) ۳۵۹۔ (۶۷۲) ۳۶۰۔ (۶۷۴) ۳۶۱۔ (۶۷۶) ۳۶۲۔ (۶۷۸) ۳۶۳۔ (۶۸۰) ۳۶۴۔ (۶۸۲) ۳۶۵۔ (۶۸۴) ۳۶۶۔ (۶۸۶) ۳۶۷۔ (۶۸۸) ۳۶۸۔ (۶۹۰) ۳۶۹۔ (۶۹۲) ۳۷۰۔ (۶۹۴) ۳۷۱۔ (۶۹۶) ۳۷۲۔ (۶۹۸) ۳۷۳۔ (۷۰۰) ۳۷۴۔ (۷۰۲) ۳۷۵۔ (۷۰۴) ۳۷۶۔ (۷۰۶) ۳۷۷۔ (۷۰۸) ۳۷۸۔ (۷۱۰) ۳۷۹۔ (۷۱۲) ۳۸۰۔ (۷۱۴) ۳۸۱۔ (۷۱۶) ۳۸۲۔ (۷۱۸) ۳۸۳۔ (۷۲۰) ۳۸۴۔ (۷۲۲) ۳۸۵۔ (۷۲۴) ۳۸۶۔ (۷۲۶) ۳۸۷۔ (۷۲۸) ۳۸۸۔ (۷۳۰) ۳۸۹۔ (۷۳۲) ۳۹۰۔ (۷۳۴) ۳۹۱۔ (۷۳۶) ۳۹۲۔ (۷۳۸) ۳۹۳۔ (۷۴۰) ۳۹۴۔ (۷۴۲) ۳۹۵۔ (۷۴۴) ۳۹۶۔ (۷۴۶) ۳۹۷۔ (۷۴۸) ۳۹۸۔ (۷۵۰) ۳۹۹۔ (۷۵۲) ۴۰۰۔ (۷۵۴) ۴۰۱۔ (۷۵۶) ۴۰۲۔ (۷۵۸) ۴۰۳۔ (۷۶۰) ۴۰۴۔ (۷۶۲) ۴۰۵۔ (۷۶۴) ۴۰۶۔ (۷۶۶) ۴۰۷۔ (۷۶۸) ۴۰۸۔ (۷۷۰) ۴۰۹۔ (۷۷۲) ۴۱۰۔ (۷۷۴) ۴۱۱۔ (۷۷۶) ۴۱۲۔ (۷۷۸) ۴۱۳۔ (۷۸۰) ۴۱۴۔ (۷۸۲) ۴۱۵۔ (۷۸۴) ۴۱۶۔ (۷۸۶) ۴۱۷۔ (۷۸۸) ۴۱۸۔ (۷۹۰) ۴۱۹۔ (۷۹۲) ۴۲۰۔ (۷۹۴) ۴۲۱۔ (۷۹۶) ۴۲۲۔ (۷۹۸) ۴۲۳۔ (۸۰۰) ۴۲۴۔ (۸۰۲) ۴۲۵۔ (۸۰۴) ۴۲۶۔ (۸۰۶) ۴۲۷۔ (۸۰۸) ۴۲۸۔ (۸۱۰) ۴۲۹۔ (۸۱۲) ۴۳۰۔ (۸۱۴) ۴۳۱۔ (۸۱۶) ۴۳۲۔ (۸۱۸) ۴۳۳۔ (۸۲۰) ۴۳۴۔ (۸۲۲) ۴۳۵۔ (۸۲۴) ۴۳۶۔ (۸۲۶) ۴۳۷۔ (۸۲۸) ۴۳۸۔ (۸۳۰) ۴۳۹۔ (۸۳۲) ۴۴۰۔ (۸۳۴) ۴۴۱۔ (۸۳۶) ۴۴۲۔ (۸۳۸) ۴۴۳۔ (۸۴۰) ۴۴۴۔ (۸۴۲) ۴۴۵۔ (۸۴۴) ۴۴۶۔ (۸۴۶) ۴۴۷۔ (۸۴۸) ۴۴۸۔ (۸۵۰) ۴۴۹۔ (۸۵۲) ۴۵۰۔ (۸۵۴) ۴۵۱۔ (۸۵۶) ۴۵۲۔ (۸۵۸) ۴۵۳۔ (۸۶۰) ۴۵۴۔ (۸۶۲) ۴۵۵۔ (۸۶۴) ۴۵۶۔ (۸۶۶) ۴۵۷۔ (۸۶۸) ۴۵۸۔ (۸۷۰) ۴۵۹۔ (۸۷۲) ۴۶۰۔ (۸۷۴) ۴۶۱۔ (۸۷۶) ۴۶۲۔ (۸۷۸) ۴۶۳۔ (۸۸۰) ۴۶۴۔ (۸۸۲) ۴۶۵۔ (۸۸۴) ۴۶۶۔ (۸۸۶) ۴۶۷۔ (۸۸۸) ۴۶۸۔ (۸۹۰) ۴۶۹۔ (۸۹۲) ۴۷۰۔ (۸۹۴) ۴۷۱۔ (۸۹۶) ۴۷۲۔ (۸۹۸) ۴۷۳۔ (۹۰۰) ۴۷۴۔ (۹۰۲) ۴۷۵۔ (۹۰۴) ۴۷۶۔ (۹۰۶) ۴۷۷۔ (۹۰۸) ۴۷۸۔ (۹۱۰) ۴۷۹۔ (۹۱۲) ۴۸۰۔ (۹۱۴) ۴۸۱۔ (۹۱۶) ۴۸۲۔ (۹۱۸) ۴۸۳۔ (۹۲۰) ۴۸۴۔ (۹۲۲) ۴۸۵۔ (۹۲۴) ۴۸۶۔ (۹۲۶) ۴۸۷۔ (۹۲۸) ۴۸۸۔ (۹۳۰) ۴۸۹۔ (۹۳۲) ۴۹۰۔ (۹۳۴) ۴۹۱۔ (۹۳۶) ۴۹۲۔ (۹۳۸) ۴۹۳۔ (۹۴۰) ۴۹۴۔ (۹۴۲) ۴۹۵۔ (۹۴۴) ۴۹۶۔ (۹۴۶) ۴۹۷۔ (۹۴۸) ۴۹۸۔ (۹۵۰) ۴۹۹۔ (۹۵۲) ۵۰۰۔ (۹۵۴) ۵۰۱۔ (۹۵۶) ۵۰۲۔ (۹۵۸) ۵۰۳۔ (۹۶۰) ۵۰۴۔ (۹۶۲) ۵۰۵۔ (۹۶۴) ۵۰۶۔ (۹۶۶) ۵۰۷۔ (۹۶۸) ۵۰۸۔ (۹۷۰) ۵۰۹۔ (۹۷۲) ۵۱۰۔ (۹۷۴) ۵۱۱۔ (۹۷۶) ۵۱۲۔ (۹۷۸) ۵۱۳۔ (۹۸۰) ۵۱۴۔ (۹۸۲) ۵۱۵۔ (۹۸۴) ۵۱۶۔ (۹۸۶) ۵۱۷۔ (۹۸۸) ۵۱۸۔ (۹۹۰) ۵۱۹۔ (۹۹۲) ۵۲۰۔ (۹۹۴) ۵۲۱۔ (۹۹۶) ۵۲۲۔ (۹۹۸) ۵۲۳۔ (۱۰۰۰) ۵۲۴۔ (۱۰۰۲) ۵۲۵۔ (۱۰۰۴) ۵۲۶۔ (۱۰۰۶) ۵۲۷۔ (۱۰۰۸) ۵۲۸۔ (۱۰۱۰) ۵۲۹۔ (۱۰۱۲) ۵۳۰۔ (۱۰۱۴) ۵۳۱۔ (۱۰۱۶) ۵۳۲۔ (۱۰۱۸) ۵۳۳۔ (۱۰۲۰) ۵۳۴۔ (۱۰۲۲) ۵۳۵۔ (۱۰۲۴) ۵۳۶۔ (۱۰۲۶) ۵۳۷۔ (۱۰۲۸) ۵۳۸۔ (۱۰۳۰) ۵۳۹۔ (۱۰۳۲) ۵۴۰۔ (۱۰۳۴) ۵۴۱۔ (۱۰۳۶) ۵۴۲۔ (۱۰۳۸) ۵۴۳۔ (۱۰۴۰) ۵۴۴۔ (۱۰۴۲) ۵۴۵۔ (۱۰۴۴) ۵۴۶۔ (۱۰۴۶) ۵۴۷۔ (۱۰۴۸) ۵۴۸۔ (۱۰۵۰) ۵۴۹۔ (۱۰۵۲) ۵۵۰۔ (۱۰۵۴) ۵۵۱۔ (۱۰۵۶) ۵۵۲۔ (۱۰۵۸) ۵۵۳۔ (۱۰۶۰) ۵۵۴۔ (۱۰۶۲) ۵۵۵۔ (۱۰۶۴) ۵۵۶۔ (۱۰۶۶) ۵۵۷۔ (۱۰۶۸) ۵۵۸۔ (۱۰۷۰) ۵۵۹۔ (۱۰۷۲) ۵۶۰۔ (۱۰۷۴) ۵۶۱۔ (۱۰۷۶) ۵۶۲۔ (۱۰۷۸) ۵۶۳۔ (۱۰۸۰) ۵۶۴۔ (۱۰۸۲) ۵۶۵۔ (۱۰۸۴) ۵۶۶۔ (۱۰۸۶) ۵۶۷۔ (۱۰۸۸) ۵۶۸۔ (۱۰۹۰) ۵۶۹۔ (۱۰۹۲) ۵۷۰۔ (۱۰۹۴) ۵۷۱۔ (۱۰۹۶) ۵۷۲۔ (۱۰۹۸) ۵۷۳۔ (۱۱۰۰) ۵۷۴۔ (۱۱۰۲) ۵۷۵۔ (۱۱۰۴) ۵۷۶۔ (۱۱۰۶) ۵۷۷۔ (۱۱۰۸) ۵۷۸۔ (۱۱۱۰) ۵۷۹۔ (۱۱۱۲) ۵۸۰۔ (۱۱۱۴) ۵۸۱۔ (۱۱۱۶) ۵۸۲۔ (۱۱۱۸) ۵۸۳۔ (۱۱۲۰) ۵۸۴۔ (۱۱۲۲) ۵۸۵۔ (۱۱۲۴) ۵۸۶۔ (۱۱۲۶) ۵۸۷۔ (۱۱۲۸) ۵۸۸۔ (۱۱۳۰) ۵۸۹۔ (۱۱۳۲) ۵۹۰۔ (۱۱۳۴) ۵۹۱۔ (۱۱۳۶) ۵۹۲۔ (۱۱۳۸) ۵۹۳۔ (۱۱۴۰) ۵۹۴۔ (۱۱۴۲) ۵۹۵۔ (۱۱۴۴) ۵۹۶۔ (۱۱۴۶) ۵۹۷۔ (۱۱۴۸) ۵۹۸۔ (۱۱۵۰) ۵۹۹۔ (۱۱۵۲) ۶۰۰۔ (۱۱۵۴) ۶۰۱۔ (۱۱۵۶) ۶۰۲۔ (۱۱۵۸) ۶۰۳۔ (۱۱۶۰) ۶۰۴۔ (۱۱۶۲) ۶۰۵۔ (۱۱۶۴) ۶۰۶۔ (۱۱۶۶) ۶۰۷۔ (۱۱۶۸) ۶۰۸۔ (۱۱۷۰) ۶۰۹۔ (۱۱۷۲) ۶۱۰۔ (۱۱۷۴) ۶۱۱۔ (۱۱۷۶) ۶۱۲۔ (۱۱۷۸) ۶۱۳۔ (۱۱۸۰) ۶۱۴۔ (۱۱۸۲) ۶۱۵۔ (۱۱۸۴) ۶۱۶۔ (۱۱۸۶) ۶۱۷۔ (۱۱۸۸) ۶۱۸۔ (۱۱۹۰) ۶۱۹۔ (۱۱۹۲) ۶۲۰۔ (۱۱۹۴) ۶۲۱۔ (۱۱۹۶) ۶۲۲۔ (۱۱۹۸) ۶۲۳۔ (۱۲۰۰) ۶۲۴۔ (۱۲۰۲) ۶۲۵۔ (۱۲۰۴) ۶۲۶۔ (۱۲۰۶) ۶۲۷۔ (۱۲۰۸) ۶۲۸۔ (۱۲۱۰) ۶۲۹۔ (۱۲۱۲) ۶۳۰۔ (۱۲۱۴) ۶۳۱۔ (۱۲۱۶) ۶۳۲۔ (۱۲۱۸) ۶۳۳۔ (۱۲۲۰) ۶۳۴۔ (۱۲۲۲) ۶۳۵۔ (۱۲۲۴) ۶۳۶۔ (۱۲۲۶) ۶۳۷۔ (۱۲۲۸) ۶۳۸۔ (۱۲۳۰) ۶۳۹۔ (۱۲۳۲) ۶۴۰۔ (۱۲۳۴) ۶۴۱۔ (۱۲۳۶) ۶۴۲۔ (۱۲۳۸) ۶۴۳۔ (۱۲۴۰) ۶۴۴۔ (۱۲۴۲) ۶۴۵۔ (۱۲۴۴) ۶۴۶۔ (۱۲۴۶) ۶۴۷۔ (۱۲۴۸) ۶۴۸۔ (۱۲۵۰) ۶۴۹۔ (۱۲۵۲) ۶۵۰۔ (۱۲۵۴) ۶۵۱۔ (۱۲۵۶) ۶۵۲۔ (۱۲۵۸) ۶۵۳۔ (۱۲۶۰) ۶۵۴۔ (۱۲۶۲) ۶۵۵۔ (۱۲۶۴) ۶۵۶۔ (۱۲۶۶) ۶۵۷۔ (۱۲۶۸) ۶۵۸۔ (۱۲۷۰) ۶۵۹۔ (۱۲۷۲) ۶۶۰۔ (۱۲۷۴) ۶۶۱۔ (۱۲۷۶) ۶۶۲۔ (۱۲۷۸) ۶۶۳۔ (۱۲۸۰) ۶۶۴۔ (۱۲۸۲) ۶۶۵۔ (۱۲۸۴) ۶۶۶۔ (۱۲۸۶) ۶۶۷۔ (۱۲۸۸) ۶۶۸۔ (۱۲۹۰) ۶۶۹۔ (۱۲۹۲) ۶۷۰۔ (۱۲۹۴) ۶۷۱۔ (۱۲۹۶) ۶۷۲۔ (۱۲۹۸) ۶۷۳۔ (۱۳۰۰) ۶۷۴۔ (۱۳۰۲) ۶۷۵۔ (۱۳۰۴) ۶۷۶۔ (۱۳۰۶) ۶۷۷۔ (۱۳۰۸) ۶۷۸۔ (۱۳۱۰) ۶۷۹۔ (۱۳۱۲) ۶۸۰۔ (۱۳۱۴) ۶۸۱۔ (۱۳۱۶) ۶۸۲۔ (۱۳۱۸) ۶۸۳۔ (۱۳۲۰) ۶۸۴۔ (۱۳۲۲) ۶۸۵۔ (۱۳۲۴) ۶۸۶۔ (۱۳۲۶) ۶۸۷۔ (۱۳۲۸) ۶۸۸۔ (۱۳۳۰) ۶۸۹۔ (۱۳۳۲) ۶۹۰۔ (۱۳۳۴) ۶۹۱۔ (۱۳۳۶) ۶۹۲۔ (۱۳۳۸) ۶۹۳۔ (۱۳۴۰) ۶۹۴۔ (۱۳۴۲) ۶۹۵۔ (۱۳۴۴) ۶۹۶۔ (۱۳۴۶) ۶۹۷۔ (۱۳۴۸) ۶۹۸۔ (۱۳۵۰) ۶۹۹۔ (۱۳۵۲) ۷۰۰۔ (۱۳۵۴) ۷۰۱۔ (۱۳۵۶) ۷۰۲۔ (۱۳۵۸) ۷۰۳۔ (۱۳۶۰) ۷۰۴۔ (۱۳۶۲) ۷۰۵۔ (۱۳۶۴) ۷۰۶۔ (۱۳۶۶) ۷۰۷۔ (۱۳۶۸) ۷۰۸۔ (۱۳۷۰) ۷۰۹۔ (۱۳۷۲) ۷۱۰۔ (۱۳۷۴) ۷۱۱۔ (۱۳۷۶) ۷۱۲۔ (۱۳۷۸) ۷۱۳۔ (۱۳۸۰) ۷۱۴۔ (۱۳۸۲) ۷۱۵۔ (۱۳۸۴) ۷۱۶۔ (۱۳۸۶) ۷۱۷۔ (۱۳۸۸) ۷۱۸۔ (۱۳۹۰) ۷۱۹۔ (۱۳۹۲) ۷۲۰۔ (۱۳۹۴) ۷۲۱۔ (۱۳۹۶) ۷۲۲۔ (۱۳۹۸) ۷۲۳۔ (۱۴۰۰) ۷۲۴۔ (۱۴۰۲) ۷۲۵۔ (۱۴۰۴) ۷۲۶۔ (۱۴۰۶) ۷۲۷۔ (۱۴۰۸) ۷۲۸۔ (۱۴۱۰) ۷۲۹۔ (۱۴۱۲) ۷۳۰۔ (۱۴۱۴) ۷۳۱۔ (۱۴۱۶) ۷۳۲۔ (۱۴۱۸) ۷۳۳۔ (۱۴۲۰) ۷۳۴۔ (۱۴۲۲) ۷۳۵۔ (۱۴۲۴) ۷۳۶۔ (۱۴۲۶) ۷۳۷۔ (۱۴۲۸) ۷۳۸۔ (۱۴۳۰) ۷۳۹۔ (۱۴۳۲) ۷۴۰۔ (۱۴۳۴) ۷۴۱۔ (۱۴۳۶) ۷۴۲۔ (۱۴۳۸) ۷۴۳۔ (۱۴۴۰) ۷۴۴۔ (۱۴۴۲) ۷۴۵۔ (۱۴۴۴) ۷۴۶۔ (۱۴۴۶) ۷۴۷۔ (۱۴۴۸) ۷۴۸۔ (۱۴۵۰) ۷۴۹۔ (۱۴۵۲) ۷۵۰۔ (۱۴۵۴) ۷۵۱۔ (۱۴۵۶) ۷۵۲





سے لڑا کرتے تھے اور بہت سی آراء میں انکی پہلی طرف تھے چنانچہ طلاق کے مسئلہ میں انھیں یہ کہہ ائے ہیں اگر تین طلاقیں ایک ہی ساتھ دی جائیں تو وہ ایک ٹکڑی کی مانند ہیں، مگر انکی کہی دلائل پر غور کیجئے جس سے جیسے میں تمنا میں نہیں پڑے اور سنا گئے۔

وفات: آخر عمر میں بڑی چال بازی تھی جس سے ان شیعہ کی جھجک بڑھ گئی ۷۷۷ھ میں وفات پائی اور مقبرہ صوفیہ میں اپنے محبوبہ امیرہ خاتون الاسلامہ میں جیسے کہ پہلو میں لٹے گئے آپ کے کسی شاگرد نے آپ کی وفات پر بڑا درد انگیز مرقعہ لکھا ہے جس کے دو شعر یہ ہیں

﴿لَقَدْ كُنْتَ حُلَاةَ الْعِلْمِ وَالْعِلْمُ بِالْعِلْمِ﴾

﴿وَلَوْ مَجْرَحُ مَاءٍ لَفُتِحَ بِكَ الْمَاءُ﴾

مناقیق علوم تھیں اے اے جاننے والے اس کو کھڑے سے آسمان پر بھی کہ جسے ہی کو نہیں آتے اور ان دونوں کے ساتھ خونِ مہلِ طہارت ہے ابھی اس قدر ان کی کثرت تھی کہ ان کے لئے یہ تمنا تھا کہ ہر ایک شخص (میں) وہ جزو سے جو جسے ہمارے ہیں ایک زمین الدین خود اگر زمین جن کی وفات ۹۲ھ میں ہوئی ہے اور دوسرے جو وہ زمین پر ہے اور پھر بڑا سچا ہے کہ محدث گورنر نے انہوں نے ۱۰۳ھ میں یہ مقام طہارت پائی ان دونوں کا کھڑے سے آسمان میں سلسلہ وفات کیا ہے۔

تخصیصات: آپ نے تفسیر، حدیث، سیرت اور جہاد میں بڑی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ یہ آپ کے اخلاص کا ثمرہ اور حسن نیت کی برکت تھی کہ بارگاہِ نبوی سے ان کو قبولِ عام اور شہرت و اہم مقام ملی اور محض نے آپ کی تصانیف کی تعداد دواہن کی تعداد سے کم نہیں خاص طور سے کیا ہے ذہنی لکھتے ہیں کہ وہ تصنیف عقیدہ ہے ان کے لئے جس میں سہ سہات تصانیف ہیں علی غلہ لای حیلہ وضع الخاسر ہوا بعد وفات کے ان کی زندگی میں ہی ان کی تصانیف شہر شہر چلی گئیں اور ان کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کے تصانیف کو جمع کیا اور ان کی تصانیف لکھتے ہیں کہ وہ قطع الخاسر بصدھ لاسما الطسیر ہے لوگوں نے ان کی تصانیف خصوصاً تفسیر سے شغلیہ آپ کی جن تصانیف پر ہیں اطلاع مل سکے وہ مسند میں ہیں

۱۔ تفسیر القرآن الکریم: جس کے متعلق حالات سیر فی تفسیر بتاتے ہیں کہ یہ لم یؤلف علی منہلہ مطہر بل اس طرح ہر دوری تفسیر جس میں کسی اور محدث کو قرض دیتے ہیں۔

﴿جو میں نے اپنے کتب التفسیر بطور اہل کفر تفسیر ہر اہل بیت میں سب سے زیادہ مفید کتاب ہے۔

تفسیر القرآن الکریم کی خصوصیت قاضی شوکانی لکھتے ہیں۔

﴿وہ جمع ہے فارسی و غلہ المصنوع والاصول والاحوال و تکلم بالحسن کلام و فلسفہ بل اس میں شیخ بہار خوب محفوظ کرنا، ذہاب نقل کے اندر حدیث نہیں، آثار و روایات کے بہت ہی مجموعہ نہایت نفیس کام فرمایا معتصم اس کتاب میں سب سے پہلے تفسیر القرآن و آخر ان کے اصول پر ایک آیت کی تفسیر اسی مضمون کی دوسری آیات کی روشنی میں کرتے ہیں پھر ہر شیخ کی مشہور کتابوں سے اس کے بارے میں جو اضافہ ہے سہی میں ان کو نقل کر کے ان کی اساتید و راویوں پر حاصل بحث کرتے ہیں اور اس کے بعد آخر صحابہ و رضوان علیہم السلام، ائمہین و اہل بیت علیہم السلام کو لائے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ سب سے بڑا علمی کام ہے کہ انہوں نے تفسیر اور جہاد سے ہر اہلیات کو بہت کچھ چھانت کر ملکہ کر دیا ہے اور یہ ہے کہ اس کام کے لئے جسے پہلے نظر محدث کی ضرورت تھی یہ انکا کام ہے کہ ان کی علمی خدمات میں صرف کیا ایک خدمت ہوئی ہے بھی وہ ان کے فکر کے لئے کافی تھی۔ ائمہ نے یہ کتاب منہول ہے اور بار بار طبع ہو چکی ہے یہ قطعاً اسی کتاب (تفسیر ابن کثیر) کے بارے میں ہیں جو آپ کے زمرہ مطبوعہ ہے۔ جس کو اب طبع کرنے کی سعادت عارفہ آنکھ کے لئے ہے جس میں آلہ علیہ السلام

۲۔ البدایہ والنہایہ: یہ سن ہجری میں ہی پیش کیا تھیں یہ دور حضرت علی بن ابی طالب سے اس میں اندازاً کائنات سے لے

از ادب و اخلاق کے لئے پہلے علماء و مشائخ و اہل علم و حکماء کے لئے تحریرات و تالیفات کی ضرورت ہے اور ان کے بعد عوام و عامیہ کے لئے۔ اسی لئے اس پر اہل علم و ادب کی مجلسوں میں بحث و مباحثہ ہو کر ادب و اخلاق کے لئے تالیفات کی ضرورت کا اعلان کیا گیا ہے۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]

۹۔ مراقبہ اشراقی: نیز رمانہ اشراقی نے اس میں سے استفادے کے لئے فکر کیا ہے اور اشراقی میں اہم فرق کے لئے ذکر میں لکھتا ہے کہ اشراقی تصور بھی حقیقت اشراقی کے ساتھ مجاہدہ صاحب کشف العلوم کے لئے اس رمانہ کا مفاد ہے۔ اشراقی میں مراقبہ اور ان کی روشنیوں کا

۷۔ تحقیق کا رویہ: دل سے بھنپنا۔

۸۔ قحط کی حالت میں: مختصر انی الاشب بختیہ اور مختصر یہ ادا ہو سکا کہ ان میں ہم مصنف نے جبہ طالع اٹھی جس میں مخطوطا ہے۔ ان دونوں کتابوں میں حسب مرآت سے غرض کی کمی ہے۔

۹۔ شرح صحیح بخاری: اس کی تصنیف محمد بن یحییٰ عجمی، نمازی، جو کئی اشرف العلماء ہیں، نے کربلا صفحہ ۱۵۴ کی شرح سے منسلک ہے۔

نے اس کا ذکر اختصار علوم الہدایت میں کیا ہے

۱۱۔ الاحکام والکسیر: یہ کتاب بہت بڑے پیمانہ پر احادیث احکام میں کثیفی و غریبی کی تفسیر و تفسیر کے ساتھ کتاب ابن کثیر کے تفسیر کے لئے مصنف نے اختصار علوم الہدایت میں اس کتاب کا بھی ذکر کیا ہے۔

۱۲۔ اختصار علوم الہدایت: خوب صدیق حسن خان نے کئی اہم مسائل اور احادیث رسول میں اس کا نام لیا مثلاً کشف علی معرفۃ علوم الہدایت، علامہ ابن عربی (المتوفی ۷۳۳ھ) کی مشہور کتاب "علوم الہدایت" سے استفادہ کرتے ہوئے ابن عربی کے جواہر احوال حدیث میں ہے اختصار ہے مصنف نے اس میں چاہا، مفید ہونے کے لئے ہیں۔ ماننا کہ ابن عربی مسلمان کی اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں: "وہ ابہ فوہدہ" اس کتاب میں، عاقبت ان کثیر کے بہت سے افادات ہیں۔

۱۳۔ مسند الشیخین: اس میں شیخین یعنی حضرت ابو عمرو رضی اللہ عنہما سے جو حدیثیں مروی ہیں ان کو جمع کیا گیا ہے، مصنف نے اختصار علوم الہدایت میں بھی ایک تصنیف مسند فرما کر کیا ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ قیادہ مستقل طبع و کتاب ہے، اتنی کا حصہ ملتی ہے۔

۱۴۔ المسیرۃ المشرقیہ: یہ بہت بڑی طویل کتاب ہے

۱۵۔ المغلول فی اختصار سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یہ بہت پر ایک مختصر کتاب ہے۔

۱۶۔ مصنف نے اس کا ذکر اپنی تفسیر میں سورہ بقرہ کے اندر طویل شرح کے بیان میں کیا ہے، اس کتاب کا بھی نسخہ موجود ہے، کتاب خاندان اسلام میں موجود ہے۔ یہ کتاب المغلول فی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے عربی دارالحدیث میں بھی ہو چکی ہے۔

۱۷۔ کتاب المقدمات: اس کا ذکر مصنف نے اختصار علوم الہدایت میں کیا ہے۔

۱۸۔ مختصر کتاب المدخل للکیمی: اس کا ذکر بھی اختصار علوم الہدایت کے مقدمہ میں کیا ہے

۱۹۔ الاجتہاد فی طب الجہان: جب فرنگیوں نے قلعہ لاس کا محاصرہ کیا تو اس وقت آپ نے یہ رسالہ امیر شکیک کے لئے لکھا ہے، یہ رسالہ سرے سے چھپ کر شائع ہو چکا ہے

۲۰۔ رسالہ فی فضائل القرآن: یہ رسالہ بھی تحریر ابن کثیر کے ساتھ مطبع المدینہ مصر میں شائع ہو چکا ہے

۲۱۔ مسند امام احمد بن حنبل: کو بھی حروف پر مرتب کیا تھا، وہ اس کے ساتھ طبرانی کی معجم اور ابی یوسف کی مسند سے ذرا نہ بھی درج کئے تھے، امام ابن کثیر کی تمام تصانیف میں یہ خوبی مایاں ہے کہ جو کچھ لکھتے ہیں، ہر ایک تحقیق کے ساتھ لکھتے ہیں اور مستقل تصنیف میں حدیث سے سبب اور حیرانہ بین و غش ہوتا ہے۔

﴿وَمَا أَغْفِرْ لَنَا وَلَا حَافِظًا لَنَا مَقْبُورًا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ عَلَى قُلُوبِنَا غُلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ رِزْقَ رَحْمَتِكَ















ہو جاتے تھے نہ ہی تھیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرماتے ہیں میں نے حدیث کے بارے میں قیاموں اور کھانوں کی خبر نہ سنی ہے  
 مجھے بتاتے تھے میرے حضرت سالم بن عبد اللہؓ کہ میں نے "سیدہ ابی مہذب" کو دیکھا وہ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں لے کر بیٹھ  
 رہا تو ان کی آواز کی خبر نہ سنی تھی۔

حیدر اللہ علیہ السلام نے قرآن کی تفسیر پر بھی چٹائی ہے اور فرماتے ہیں جو لوگ قرآن کی تفسیر کو جانتے تھے کہ اس  
 بارے میں کلام ہو تو اس اور اس کو تو کھانے پر آئے اب تم ٹھیک فرماتے ہو۔ سیدھے سادے ہوں۔ حضرت سلمان بن ربیعہؓ فرماتے ہیں جب قرآن  
 کتاب اللہ کی تفسیر میں کوئی کلام نہ آئے پیچھے کی بات نہ کہ یہ ان غلطی کی طرف نسبت کر کے بات نہ کہی ہے حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں  
 اور اسے سب قرآن کی تفسیر کو نہیں جانتے تھے جو اس میں غلط ہو چکا کرتے تھے۔ قسمیں فرماتے ہیں کہ میرے قرآن نہ کہی  
 ایک حدیث کا علم حاصل کر لیا اب تمام میں کہنے پر نہ پہنچا ہوا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں حضرت مسروقؓ کا قول ہے  
 کہ تفسیر میں یہ اعتقاد کرنا کہ تفسیر اللہ تعالیٰ سے روایت کرتی ہے۔ ان تمام روایتیں جیسے وہ آج بھی کا جو اثر مفید سے متعلق ہیں یہ مطلب  
 ہے کہ یہ علماء کرام ہرگز قرآن کو تفسیر علم کے قرآن سے متعلق مطلب میں سب غلطی نہیں کرتے تھے۔ ہر غلطی کے بارے میں ثابت کی کہ وہ ہر  
 تفسیر معصوم ہونے کے بعد قرآن میں کوئی حرف نہیں تھا۔ اسی لئے جو اس پر دوسرے تفسیر کو قورن قرآن کریم کی تفسیر میں کثرت مروی ہیں۔  
 کوئی نہ کہہ سکتا کہ جب یہ وہ لوگ ان میں سے نہ کہتے تھے تو تفسیر میں ان میں سے کوئی نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کے تفسیر متعلق کیوں ہے جواب اس کا  
 یہ ہے کہ جب وہ بیان دیتے تھے جہاں میں جانتے تھے وہ کہتے اس جگہ جہاں کا معصوم تفسیر دہرے دونوں میں تفسیر ہر ایک پر واجب تھا۔ یہ  
 اسی کے وقت جبہ ہوا۔ طبرستان کہتا ہے قرآن فرماتے ہیں **وَلَا تَتْلُوا فَرادٰی لَہٗ وَلَا تَتْلُو فَرادٰی لَہٗ** یعنی اسے تو ان کے سامنے بیان کرتے رہو  
 اور پھاڑ نہ لگائیں۔

حدیث شریف میں ہے اسی سے کوئی مسند پر چلا گیا اور وہاں پڑھا جس نے اسے پچھتا کر قسمت کے دن اسے توبہ کی کام  
 نہ رہا جیسے کہ ان کے نزدیک ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کی تفسیر فرمایا کرتے تھے ان کی تفسیر ہر ایک میں  
 السلام بجا تھا جس میں یہ حدیث معصومہ غریب ہے اور اس کے رادی معصومہ نہ کہ ان جگہ میں نہ ہی عام قرآن کے لئے جس میں ان کی  
 بات حضرت امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں صحیح نہیں کی جاتی۔ مانع ہے اس کی روایت فرماتے ہیں یہ معصومہ حدیث میں نہ کہ  
 حدیث صحیحہ تو بھی ان کا صحیح مطلب ہے جو مسکا ہے کہ اس سے مراد وہ آیتیں ہیں جن کے معنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں معصوم نہیں ہو سکتے۔  
 انکی آیت کے مطلب حضور ﷺ کو پڑھنا ہر ایک علیہ السلام معصوم کر دیتے جانتے تھے۔ وہ معصوم ہونے کے دن روایت کے جو معنی بیان  
 فرماتے ہیں اس کا حاصل بھی یہ ہے اور بھی معنی نہ بھی دیتے تھے۔ اس لئے کہ قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ ہی  
 کو ہے۔ اور انکی باتیں بھی ہیں جن کا علم خدا کو ہے۔ اور انکی تفسیر بھی نہیں کہ ان کے معنی مطلب ان میں سے ان میں سے کسی کو کوئی مذہب دینی  
 نہیں دے سکتا۔

تفسیر کی اقسام: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں تفسیر کے چار قسم ہیں۔  
 1. کام عرب سے معصوم ہو جاتی ہے۔ اور جس کی جہالت میں کوئی معصوم نہیں۔  
 2. جس نے ذی علم کو اسے جان سکے ہیں۔  
 3. جس نے اس کو اس کی جگہ پر نہیں جانتا۔

ایک اور حدیث بھی اس بارے میں مروی ہے لیکن اس کی سند میں کام ہے۔ اس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ  
 قرآن کا ہر سوار قرآن پر جواب ہے اس کا جواب کہ آیت جس سے اُن کوئی بدرفتار ہو جائے کہ کوئی مذہب قیامت کے دن کا کہہ نہ سکے جسے عرب  
 جان کر ہیں۔ جو ذی علم ہیں۔ اس کتاب کی آیت جس کا معنی صحیح وقت ہر ذی عقلی کے کسی اور کو حاصل نہیں ہو لوگ اس کے جاننے کا































کرتے تھے۔ قرأت کے شروع میں کون قرأت کے آخر میں۔ معنی میں حضرت ابن مسعودؓ سے کہی اسی طرح مروی ہے۔ یہ ہے  
 وایک من امر انہی سمعوا کہتے پڑھنے کی۔ یہ خیال ہے کہ یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہر ایک فریق دوسرے کی غلطی کی بحث کا قائل ہے۔  
 جو الحفظ بالغہ ہے (بسم اللہ کا مطلق پڑھنا تو ٹھیک نہیں بلکہ دست پڑھنے کی حدیت میں اس طرح تعلیق ہو چکی ہے کہ دونوں جائز  
 ہیں۔ گو دست پڑھنے کی حدیت قدرے قوی ہیں البتہ علم۔) (مترجم)

فصل۔ بسم اللہ کی فضیلت کا بیان: تفسیر ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہہ  
 اللہ کے متعلق سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہ کہ ہم ہے۔ نہ تعالیٰ کے ہاں۔ نہ میں اس قدر۔ نہ توئی ہے مجھے انگو کی  
 سہاکی در سفیر کی میں۔ ابن مردودیش بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ اور یہ روایت بھی ابن مردودیش سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا  
 جب عقی علیہ السلام کو ان کی والدہ نے علم کے پاس بخلائی کہ تم تمہارے بسم اللہ۔ حضرت عقی علیہ السلام نے یہ بسم اللہ کہہ کر کہا: انا  
 نے جو اسے دیکھا نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا: اب تم سے مراد نہ کہ اب یعنی بلکہ یہ ہے اور تم سے مراد وہی کی شان کی ضرورت۔ روشنی ہے اور  
 "تم" سے مراد اس کی "ملکت" یعنی بادشاہی ہے اور "اللہ" کہتے ہیں معبودوں کے معبود کو اور "نعم" کہتے ہیں دنیا دار آخرت میں دگر  
 کرنے والے کو اور "وہیہم" کہتے ہیں "خیر" میں۔ محمد و کرم کرنے والے کو ان کی زیر میں بھی یہ روایت ہے لیکن سند کی رو سے یہ  
 غریب ہے۔ لیکن ہے کہ کسی کوئی ضرورت ہے مروی ہو کہ وہ عقی ہے کہ عقی اس کی روایت میں ہے جو فوراً حدیث نہ ہو البتہ علم  
 اسی مروی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا ایک انکی اہمیت تھی ہے کہ تمہاری ہی ہوا سے حضرت عقی علیہ السلام  
 السلام کے لکھی آیت نہیں تھی۔ وہ آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتنی باروں میں شروع کی کہ  
 صحت ملے تو انکی ساری ہو گئیں اسناد و تفسیر میں جانوروں نے کان لگائے شیاطین پر تو ان سے بھٹے۔ یہ سب روایت کا حاتم نے اپنی  
 عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا یہ زور مل جائے اس میں ضرور برکت ہوگی۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جنم نے  
 انہیں ارادہ غوی سے جو پہنا چاہا وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ اس کے بھی انہیں خوف تھا۔ ان کے ہر فرشتے سے چھوٹا کاروبار  
 جانے لگا۔ اتنے عید نے بیان کیا ہے اور اس کی تائید ایک حدیث سے بھی کی ہے جس میں ہے کہ میں نے نبی سے سب سے پہلے فرشتوں کو  
 دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے۔ یہ حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ اب یہ کہ نص نے ہوتاؤںک الحفظ حفظا کثیرا علیکما شیوا کما  
 فہم کہ پڑھتے تھے اس میں بھی تھا ہے اور ہر حرف میں۔ اسے ہی فرماتے تھے۔ ہی طرح بسم اللہ انکی بھی انہیں خوف تھا اور وہیں  
 فرشتوں کی تعداد بھی انہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔

مند احمد میں ہے آنحضرت ﷺ کی مروی پر آپ کے پیچھے ہر محال سارے ان کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کی ہر منی ارادہ  
 کسی قوم نے کہا شیطان کا ستاؤں ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے شیطان ہوا ہے اور خیال کرنا ہے کہ گویا نے اپنی  
 قوت سے کر لیا۔ بسم اللہ کہنے سے ابھی کی طرف تکرار دست ہو رہا ہے۔ نبی نے اپنی کتاب الیوم واللیل میں سورہ النی مروی یہ سنائی  
 تفسیر میں بھی یہ بیان کیا ہے اور صحابی کا نام ابن عباسؓ بن عبید بن جراحؓ ہے کہ اس میں ہے کہ بسم اللہ کہہ کر بسم اللہ کی برکت ہے اسی لئے  
 ہر کام اور ہر بات کے شروع میں بسم اللہ کہہ کر لینا مستحب ہے۔ غلبہ کے شروع میں بھی بسم اللہ کہنا چاہیے۔ حدیث میں ہے کہ جس کام کو  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کیا جائے اس میں برکت نہیں ہوتی۔

دست الحفظ والفرق انہیں نے اس کے وقت بھی بسم اللہ پڑھ لے۔ حدیث میں یہ بھی وارد ہے۔

دوسرے وقت بھی پڑھنے کے مسند احمد و تفسیر میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
 فرمایا کہ انہیں نہ کہنا ہے کہ اس کا غور نہیں ہوتا۔ یہ حدیث میں ہے۔ بعض علماء غور کے وقت بسم اللہ پڑھنا جب بخلائے





















اور نہ ہائی اور بخشش بھی کر نہ اے۔ رب کے فضل میں بار ادا ہے اور نہ غنی اور نہ فقیر کے فضل میں سب ہے۔ کج مسلم میں بدعت حضرت ابوہریرہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو نہ بدعتی تعالیٰ کے غضب و دہشت سے گھبرا جائے اور نہ اذیت برتاوے تو اس اذیت اس کے دین سے جنت کی قطع نہ پائی جائے اور اگر کافر اللہ تعالیٰ کی قسموں اور نیکو عملوں کو بدعتی طرح پر لینا تو کجی میں نہ ہو۔

## بَلَاكِ يَوْمِ الدِّينِ

بلای کے دن (یعنی قیامت کا دن)

حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ بعض قاریوں نے ﴿بَلَاكِ﴾ پر حجاب و پردہ پائی سب نے ﴿بَلَاكِ﴾ اور دونوں قرائتیں صحیح اور صحیح ہیں اور سات قرائتوں میں سے ہیں اور مالک نے لام کے زیر اور ال کے سین کے ساتھ ﴿بَلَاكِ﴾ اور ﴿بَلَاكِ﴾ میں کجی پر حجاب کیا ہے۔ پہلے کی دونوں قرائتیں معانی کی دو سے ترجیح و دل اور دونوں صحیح ہیں اور ابھی ہیں۔ زحرفی نے ﴿بَلَاكِ﴾ کو ترجیح دی ہے اس لئے کہ رحمن و رحیم کی یہ قرائت ہے اور قرآن میں بھی ﴿بَلَاكِ﴾ اللفظ الیوم ﴿بَلَاكِ﴾ اور ﴿قَوْلَهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ﴾ ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے بھی روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے ﴿بَلَاكِ﴾ پر حجاب یا پردہ پر کھل اور قائل در موصول آتا ہے۔ لیکن یہ مشابہہ در عیدہ غریب ہے۔ جو کہ ابن ابی داؤد نے اس میں ایک غریب روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ در آپ ﷺ کے بیٹوں خلفہ در حضرت سعیدؓ سے لڑنے کا وقت تھے۔ انہیں شہابؓ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مردان نے ﴿بَلَاكِ﴾ پر حجاب کیا۔ ہوں مردان کو اپنی اس قربت کی محبت پر اظہار غمی جو عوی حدیث انہیں شہابؓ کو نہ تھی ورنہ اطہر ان مردوں نے ان کی منہ دہشت سے جان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ مالک پر ہتے تھے۔ مالک کا لفظ مالک سے اخذ ہے۔ جیسے کہ قرآن میں ہے ﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَى﴾ یعنی زمین و آسمان کے لوہ پر کی تمام مخلوق کے مالک ہم ہی ہیں اور جاری ہی طرف سب لوانے جو ہیں۔ اور فرمایا ﴿قُلْ لِّمَنْ مَّا مَلَكَ يَوْمَ الدِّينِ﴾ یعنی کہ جس پناہ پڑتا ہوں لوگوں کے رب اور لوگوں کے مالک کی۔ اور مالک کا لفظ مالک سے اخذ ہے۔ لہذا ﴿بَلَاكِ﴾ یعنی اللہ الیوم ﴿بَلَاكِ﴾ یعنی آج مالک کس کا ہے؟ صرف اللہ واحد غیب والے کا۔ اور فرمایا ﴿قَوْلَهُ الْحَقُّ﴾ اس کا قرآن کی اور اسی کا سب مالک ہے۔ اور فرمایا آج کے دن مالک و مملکت کی بات ہے اور آج ہوں کافروں پر بہت سخت ہے اس فرمان میں قیامت کے دن کے ساتھ ملکیت کی تفصیل کرنے سے یہ نہ کہتا ہے کہ اس کے سوا اللہ ہے۔ اس لئے کہ پہلے اظہار صف ﴿وَبِالْمُطَهَّرِينَ﴾ کا بیان فرمایا ہے۔ جو دنیا اور آخرت کو شامل ہے۔ قیامت کے دن کے ساتھ اس کی تفصیل کی وجہ یہ ہے کہ اس دن کو کوئی ملکیت کا و عویدار بھی نہ ہوگا بلکہ ہمیں اس حقیقی مالک کی اجازت کے کوئی زبان تک نہ پلائے گا جیسے کہ فرمایا میں دن و رات اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے اور کوئی کلام نہ کہے گا بیان تک کہ زمین سے اجازت دے اور وہ ٹھیک بات کہے۔ آیت در بعد از اشار ہے سب آدمی زمین و مملکت کے سامنے ہست ہوں گی اور سوائے ننگہ ہست کے کچھ نہ بنائی دے گا اور فرمایا قیامت آئے گی اس دن سب تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی فعل یا قول نہ کرے گا۔ بعض مفسرین سے بدعت ہوں گے در بعض سعادت مند۔

انسان مانتا کہ جانتے ہیں اس دن اس کی بارشاہت میں اس کے سوا کوئی نہ ہوگا جیسے کہ دنیا میں جانتے۔ ﴿يَوْمَ الْمُلْكِ﴾ سے مراد مخلوق کے حساب کا لیکن قیامت کا دن ہے جس دن قرآن مجید برے اولیٰ کا بدلہ دیا جائے گا اور رب کی برائی سے دور کر دے گا تو یہ اس کا خیر و برائی امر ہے۔ سوائے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور صفیٰ علیہم اجمعین اور جہنم علیہم اجمعین سے بھی کیا امر ہے۔ بعض سے یہ بھی منقول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے قائم کرنے پر قادر ہے۔ اسی چیز نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن بخاری و ابن ابی قحیل میں کوئی تامل نہیں۔ ہر ایک قول کا قائل دوسرے کے قول کی تہدیک کر تا ہے۔ اس پیدا قول مطلب پر





بالہ بالا خورق خورقہ و کھانا کے یعنی مشرق مغرب کھرب وہاں ہے اس کے سوا کوئی مشہور نہیں خواہ کو اپنا کھار سار کھجہ کھی مضمون اس آید کریم میں ہے اس سے پہلے کی آیات میں تو خطاب نہ تھا لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ سے خطاب کیا گیا جو نہایت عطا شدہ اور وسیع رکھتا ہے۔ اس لئے کہ جب بندے نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و شہان کی تو کیا قرب الہی میں حاضر ہو گیا اور اللہ جلالت کے حضور میں پہنچ گیا اب اس مالک کو خطاب کر کے اپنی زلت اور مستحکمئی کا اظہار کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یا رب ہم تو تیرے ذلیل غلام ہیں اور اپنے تمام کاموں میں تیرے ہی قہقہہ ہیں اس آیت میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اس سے پہلے کے تمام مضمون میں غرضی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی بہترین صفات پر اپنی نفاذ آپ کی قسم اور بندوں کو اپنی شانہی القادس کے ساتھ بیان کرنے کا اور اللہ تعالیٰ قہقہہ سے اس شخص کی تلامذہ کیج جس کے اس سورت کو پڑھتا پڑھتا اور پکارت پڑھتے جیسے کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں حضرت عبد بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا نہیں کہ اس شخص کی جو سورت تلاوت نہ پڑھے صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا کر دیا ہے یعنی آدھا حضور پر ہے اور آدھا حاضر میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے آدھے جو وہ طلب کرے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ جلالت و ذبہ تعالیٰ کے کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔

عبادت کس کی اور بدو کس سے: جب کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ثنا کی جب وہ کہتا ہے کہ تبارک یوم الدین کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بدو کی بیان کی جب اللہ تعالیٰ تبارک یوم الدین کے کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے وہ ہے جو اسے پکارتا آخر سورت تک پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے جو کچھ سے مانگے اس کے لئے ہے۔ حضرت ابی مہاس فرماتے ہیں کہ فی اللہ تعالیٰ کے معنی ہیں کہ اسے اللہ سے دہاں تمام خاص شریقی توحید مانگتے ہیں اور توحید سے دور نہ ہیں اور تیری ہی ذات سے امید رکھتے ہیں تیرے سوا کوئی اور کی تو ہم عبادت کریں نہ تو یہ امید رکھیں نہ اور کہ فی اللہ تعالیٰ کے معنی یہ ہے کہ ہم تیری تمام احسان پر اور اپنے تمام کاموں میں تھیں سے مدد مانگتے ہیں۔ لہذا حضرت اللہ علیہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم سب الہی کی خاص عبادت کر دو اور اپنے تمام کاموں میں اسی سے مدد مانگیں کہ فی اللہ تعالیٰ کے پہلے لانا اس لئے ہے کہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی ہے اور یہ مطلب کہ ایہ عبادت کا وسیلہ اور انتہا تمام اور اس پر پہنچنے کا اور یہ بخیر ہے کہ زیادہ امید دینی چیز کہ پہلے لیا جاتا ہے اور اس سے کم امید دینی کو اس کے بعد لایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اگر یہ نہ مانے کہ یہیں حق کے معنی کو لانے کی جتنی ہم کہنے کی کیا ضرورت ہے اگر یہ حق کے لئے ہے تو کہنے والا تو ایک ہے اور اگر عقیدہ کے لئے ہے تو اس مقام پر یہ نہایت نامناسب ہے کہ یہیں تو مستحکم اور عاجزی کا یہ کرنا مقصود ہے اس کا جواب یہ ہے کہ کو ایک بندہ تمام بدو کی طرف سے خرد نہ دے بلکہ بالخصوص جبکہ وہ عبادت میں کوڑا ہوا نام بدو ہوا نہیں گیا اور اپنی اور اپنے سب سوا کی عبادت کی طرف سے اقرار نہ کرے بلکہ کہ وہ سب اس کے بندے ہیں اور ان کی عبادت کے لئے یہ ایک گئے ہیں اور یہ ان کی طرف سے بھلائی کے لئے آگے بڑھا ہوا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ عقیدہ کے لئے ہے کہ کو ایک بندہ عبادت میں مدد مانگیں کہ فی اللہ تعالیٰ کے معنی یہ ہے کہ ہم سب الہی کی خاص عبادت کر دو اور اپنے تمام کاموں میں اسی سے مدد مانگیں کہ فی اللہ تعالیٰ کے پہلے لانا اس لئے ہے کہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی ہے اور یہ مطلب کہ ایہ عبادت کا وسیلہ اور انتہا تمام اور اس پر پہنچنے کا اور یہ بخیر ہے کہ زیادہ امید دینی چیز کہ پہلے لیا جاتا ہے اور اس سے کم امید دینی کو اس کے بعد لایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم



میں خالوں میں سے ہوں۔ کبھی سولہ میں طرنا بھی ہو ہے کہ ماضی صرف قریظ اور بڑی کہیں کر کے چپ ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ شاعر کا قول ہے کہ: ”بکھے اٹنی حاست کے بھونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تیری مہربانوں کو بھری بخشش مجھے کافی ہے۔“ میں جانتا ہوں کہ دھوم دھول تیری پاک و دھول میں داخل ہے۔ صرف تیری پاکیزگی کیلئے تو دنیا میں یہ تمام دکھ کرنا مجھے اپنی عادت چوڑی کرنے کے لئے کافی ہے۔ مدت کے مٹنے یہاں بڑا شکار اور تو فحش کے ہیں۔

کبھی تو بدایت شعر شہری ہوتی ہے جیسے یہاں ہے تو میں نے **الہنا ولفنا لزلفا** ہے اور **فعلی** کے معنی میں صفا  
فراتے ہوں گے اور یکے کے **فخذیناہ الخضمی** کے معنی ہم نے سے دونوں سے اتحاد دے بھول اور بدل دو غن سکے اور کبھی  
بدایت الی کے ساتھ شعر ہوتے ہیں جیسے **فخذنا وھدنا الی صراط مستقیم** ہے اور **فرایا** کے معنی **فافتقوھم الی صراط**  
**الخضم** کے ساتھ بدایت اور شہداء اور اللہ کے معنی میں ہے۔ **تأطرر فرنا** ہے **والت لہدی** کے معنی توالت سید میں رہ  
دیکھتا ہے۔ اور کبھی بدایت لام کے ساتھ شعر ہوتے ہیں جیسے **مستین کا قوس قرآن کریم** میں ہے **للعنہ الذی فخذنا لہدنا**  
یعنی لہ کا شعر ہے کہ اس نے ہمیں اس کی اور کھائی معنی تو میں نے اور بدایت (۱۱۱) طار۔

مرزا مستنصر کے مکتبی شیعہ۔ امام جعفر بن محمدؑ فرماتے ہیں مروی سے واضح اور صاف راستہ ہے جو کہیں سے نیز حاد  
ہو۔ عرب کی لغت میں اور مشرکوں کے شعر میں یہ مکتبی صاف طور پر پائے جاتے ہیں اور یہ ہے غرہ شاہ موجود ہیں۔ مرزا کا استدلال  
بجواز اختلاف کے قول اور فصل پہ بھی آتا ہے اور پھر اس کا وصف اختلاف اور تیز ہونے کے ساتھ آتا ہے۔ صفت اور غلط شعریں سے  
ان کی بہت سی تفسیریں مکتوب ہیں اور ان میں ایک سے اور دو اور سو تفسیریں کی جیروں ہیں۔ یہ تفسیریں ہیں ایک سے صرف چند ہوتے  
ہیں ہے کہ مرزا مستنصر کتاب اللہ ہے۔ انہیں علی حاتم اور ان جری نے بھی لکھی اور یہ کہ ہے۔ خدا کی قرآن کے بارے میں پہلے حدیث  
گزشتہ جگہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیورہ سی انکسوں والا ذکر کرو۔ سید محمد علی مرزا مستنصر کی لکھی کتاب قرآن کریم ہے (سنہ ۱۲۸۰ھ  
تہذیبی) حضرت علی کا قول بھی لکھا ہے کہ ہر مرقعہ سے کتب کا بھی ساقوف ہونا ہی زیادہ مشابہ ہے دانہ و علم۔ حدت سے مبداء سے بھی لکھی  
روایت ہے۔

اسی مہاس کا قول ہے کہ ہر انبی علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد (ﷺ) اے نبی الصراط المستقیم کے کہو میں تم پر  
جہالت والے راستہ کا اہتمام کرو اور اس دین الہی کی کجھ دے جس میں کوئی کجی نہیں۔ آپ نے یہ قول بھی مروی ہے کہ اس سے مراد سلام  
ہے۔ اسی عباس امین سمعوں اور بیٹ سے خطاب دعوائے تبلیغ میں بھی یہی فقیر متحول ہے۔ حضرت جوادؑ فرماتے ہیں مراد  
مستقیم سے مراد سلام ہے جو ہر اس چیز سے جو آقا اور انہی کے درمیان ہے زیادہ دامت وانا ہے۔ یعنی منقذ فرماتے ہیں اس سے  
مراد اللہ تعالیٰ کا اور دین سے جس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں۔ میرا فرض بنی زید بن اسلم کا قول ہے کہ مراد مستقیم سلام ہے۔

مسند احمد کی ایک حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مثال یان کی صورت مستقیم بنائی کہ اس کے دونوں طرف دو پوہریں ہیں ان میں کسی ایک کھسے جاوے اور دوسرے ہیں اور اردوڑاں پر پڑے ٹک رہے ہیں۔ صراطِ مستقیم کے دروازے پر ایک پکارنے والا مقرر ہے جو کہتا ہے کہ اسے جو خواہش کے مہیا اسی سیدھی رو پر چلے جائے گی کہ نہ بھی زور و کھڑکی رہی ہو نہ جہانِ مذکور نے والا اس رستے کے لاپ ہے۔ جب کوئی شخص ان دونوں راستوں میں کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ جتنا ہے کہ خبردار اسے نہ کھولے اور کھولنا تو اس کو کھانگ جائے گا اور صراطِ مستقیم سے ہٹ جائے گا۔ یہی صراطِ مستقیم تو اسلام ہے اور دوسری راہ کی مدد میں جس کو کھلے ہوئے دروازے اللہ تعالیٰ کی غلام کر دے گا چیزیں ہیں۔ اور دوسرے پر رکھنے والا قرآن کریم ہے اور راستے کے اوپر



المفترض ہے کہ سنی ہوئے کہ اللہ میں سرکار مستقیم ہر اہل بیت آدم و کھنہ اس سے مستند رہا۔

## وَرَكَّطَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْهِمْ ۖ عَزَّوَالْعَصُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

رہیں انہوں کی امن پر جو نے انہیں آمین کیا ان کی جن پر غضب کیا کہہ رہے تھے ان کی

انعام یافتہ کون ہیں: اس کا بیان پہلے کر دیا ہے کہ جو نے اس قول پر ایمان کر لیا ہے یہ ہر سے بندے کے لئے ہے اور ہر سے بندے کے لئے ہے جو کچھ دیا گیا۔ یہ آیت تفسیر ہے سرکار مستقیم کی۔ اور انہوں کے نزدیک یہ اس سے بدل ہے۔ اور مصحف بیان بھی ہو سکتی ہے۔ اللہ انہیں۔ اور جن پر ہمارے تعالیٰ کا انعام ہو ان کا بیان سورہ انعام میں ہے۔ فرمان ہے ﴿وَمَنْ يُلَاحِظْ يُلَاحِظْ﴾ لَاحِظٌ مَعَ الْبَاقِينَ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ﴿مَنْ يُلَاحِظْ﴾ تعالیٰ کی تعریف اور رسول کے ماننے والے ان کے ساتھ ہوں گے جن پر رب تعالیٰ کا انعام ہے جو نبی اور صدیق اور شہید اور صالح لوگ ہیں۔ یہ بہترین ساتھ اور اچھے رفیق ہیں۔ یہ فضل الہی ہے اور اللہ کا جاننے والا ہونا کافی ہے۔ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ اور محمدؐ انہیں آفرماتے ہیں غضب ہے کہ یا اللہ انہیں ان فرشتوں انہوں صدیقوں شہیدوں اور صالحین کی دلچسپی جن پر جو نے اپنی اطاعت و عبادت کی وجہ سے انعام نازل فرمایا۔ یہ آیت تحکیم ہے ﴿وَمَنْ يُلَاحِظْ﴾ کے لئے کسی طرح ہے۔ رجحان الہی کہتے ہیں اس سے مراد انہیں ہیں۔ انہیں وہاں اور چاہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مراد ہیں۔ انہیں انہاں کا قول زیادہ دینی اور مستعمل ہے۔ واللہ اعلم۔

مجدد کی قرأت میں ﴿وَالْعَصُوبِ﴾ سے کی ذمہ کے ساتھ ہے اور سخت ہے۔ زنجیری کہتے ہیں اسے کی ذمہ کے ساتھ چاہا گیا ہے اور حال ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عیسیٰ بن مریمؑ انہیں آفرماتے ہیں۔ اور انہیں تفسیر بھی ملتی اور اہل بیت کی نگاہ ہے ﴿وَالْعَصُوبِ﴾ میں جو تحسین ہے اور اس کا ذرا لہجہ ہے اور ﴿وَالْعَصُوبِ﴾ کا حال ہے۔ سنی یہ ماننے کے چارہ: تو ہمیں یہ عبادت و کمال لوگوں کا راستہ جن پر جو نے انعام کیا جو عبادت اور اطاعت والے تھے اور حضرت کے رسول کے اطاعت کرنا اس کے محبوب پر عمل کرنے والے اس کے شیخ کے ہونے کا حال سے رک جانے والے تھے۔

مفترض کون ہیں: ان کی دل سے چاہی کہ غضب و عصبہ کیا گیا جن کے ارادے ہر سے ہو گئے جن کو جن پر کھراں سے ہر سے اور ہم کہتے رہے انہوں کے طریقے سے بھی ہمیں چاہے ہر سے سے طریقی نہیں کہتے ہر سے سے ہر سے ہیں دل سے پہنچتے ہوئے ہر جن ذمہ کر رہے ہیں اور دل کی طرف رہنمائی نہیں کئے جاتے۔ ﴿وَالْعَصُوبِ﴾ کو ذمہ دار مار کر کام کی تاکید کرنا اس لئے ہے کہ معلوم ہو جائے کہ یہ دل اللہ دلاتے ہیں ایک بیہودہ اور انصاری کہ بعض غوی کہتے ہیں کہ غنہ کا کھانا یہاں پر امتحان کے لئے ہے جو امتحان متعجب ہو سکا ہے لیکن کہ جن پر ہر سے کیا گیا ہے ان میں سے یہ اعتقاد ہو چاہے اور یہ لوگ انہوں میں داخل ہیں نہ تھے لیکن ہم نے جو تفسیر کی ہے یہ بہت اچھی ہے۔ عرب شاعروں کے شعر میں ایلیا یا مائے کہ وہ موصوفہ کو عذبت کر دیتے ہیں اور مراد صفت بیان کر دیا کرتے ہیں۔ اسی طرح اس آیت میں بھی مصدق بیان ہے اور موصوفہ مراد ہے۔ ﴿وَالْعَصُوبِ﴾ سے مراد ﴿وَالْعَصُوبِ﴾ غنہ العصبہ اصل المفترض ہے۔ یہ صفت الہیہ کے ذمہ سے کفایت کی گئی ہے اور مصائب بیان نہ کیا گیا اس لئے کہ نشست النظر اس پر دلالت کر رہی ہے چہرے اور حجب یہ قطع نہ کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں ﴿وَالْعَصُوبِ﴾ میں ﴿وَالْعَصُوبِ﴾ کا ذکر ہے اور ان کے نزدیک نقد ہر کام اس طرح ہے ﴿وَالْعَصُوبِ﴾ المفترض علیہم والصلواتین ہے اور انکی تہذیب عرب شاعروں کے شعر سے بھی ملتی ہے جن میں کج بات دی ہے جو ہم دیکھ لیں گے۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے **﴿غیر المغضوب علیہم﴾** وغیر الضالین کے پرستار کی سنت سے مروی ہے۔ اور اسی طرح حضرت علی بن کعبؓ سے بھی روایت ہے جو یہ کہل ہے اس پر کہ ان بزرگوں سے یہ امور خیر صادر ہوں تو جہد قول کی تائید ہو کہ نالگی کی تائید کے لئے ایسا کیا ہے تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ **﴿الغضب علیہم﴾** کے یہ لفظ ہے اور اس لئے بھی کہ دونوں راہوں کا فرق معلوم ہو جائے تاکہ جو شخص ان دونوں میں چلا رہے۔ انرا ایمان کا فوطینہ ہو کہ حق کا علم بھی ہو اور حق پر عمل بھی ہو۔ یہودیوں کے پاس علم نہیں اور نہ ہادی کے پاس عمل نہیں۔ اسی لئے کہ یہودیوں کے علم کا جو مذہب ہے غضب کا۔ جو ایک چیز کا قصہ تو کرتے ہیں لیکن اس کے صحیح راستہ کو نہیں پا سکتے اسی لئے کہ ان کا طریقہ کار غلط ہے اور اجڑا حق سے بچے ہوئے ہیں۔ اس تو غضب اور کمرائی ان دونوں میں حق کے حصہ میں ہے جس یہودی غضب کے حصہ میں پیش پیش ہیں۔ جب کہ قرآن کریم میں ہے **﴿وہم لعدو اللہ وخصب علیہم﴾** اور لعلی ملاحت میں ہے کہ **﴿وہم لعدو اللہ وخصب علیہم﴾** اور لعلی ملاحت میں ہے کہ **﴿وہم لعدو اللہ وخصب علیہم﴾**۔ مگر یہ پہلے ہی سے مگر وہیں اور بہت سے لوگوں کو مگر کہہ کر بھی بچے ہیں اور یہ وہی وہی ہے کہ ان کی تائید میں بہت سی روایتیں اور روایات پیش کی جاسکتی ہیں۔

مسند احمد میں ہے حضرت ہدی بن عامرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے نظریے میری عمر بھی اور ہدی بن عامرؓ کو بھی کر کے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو میری عمر بھی نے کہا کہ میری عمر گیری کر کے ۱۱۰۰ ہے اور میں عمر سیدہ زینبؓ کی جو کسی خدمت سے لائی نہیں آپؐ کو پھر پرامن بیٹھا دیکھئے ہائی بیٹھے اللہ تعالیٰ آپؐ پر بھی احسان کرے گا۔ حضورؐ نے دریافت کیا کہ میری عمر لیجئے والا کون ہے؟ اس نے کہا ہدی بن عامر۔ آپؐ نے فرمایا وہی بڑا اللہ اور رسولؐ سے بھائی بھائی ہے؟ پھر آپؐ نے اسے اتار کر دیا۔ جب لوٹ کر آپؐ آئے تو آپؐ کے ساتھ ایک شخص تھے بڑا بڑا حضرت علیؓ تھے انہوں نے فرمایا ان سے سواری چاہئے کہ میری عمر بھی نے آپؐ سے درخواست کی جو حضورؐ بولی اور سواری میں آئی اور یہی سے آئے اور میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ حضورؐ کی خدمت سے تو میرے باپ ماتھ کی خدمت کو بھی ماخوذ کر رہا آپؐ کے پاس جو آئے وہ خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا۔ یہ سن کر میں بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ چھوٹے بچے اور بڑے سوار بھی آپؐ کی خدمت میں آتی جاتی ہیں اور آپؐ ان سے بھی یہ گفتگو کے ساتھ کالتے چالتے ہیں اسی بات نے مجھے بھی دلا دیا کہ بغیر کسی کی طرف بلا شہادت اور وجاہت کے طلب کرنے والے نہیں۔ آپؐ ﷺ نے مجھے کہہ کر فرمایا **﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾** کہنے سے کہیں مجھے جہاد کیا نہ؟ انہوں نے کہا کہ کوئی عبادت کے کاغذ ہے؟ **﴿اللہ اکبر﴾** کہنے سے کہیں نہ سوزتے ہو؟ کیا اللہ عزوجل سے بھی برا کوئی ہے؟ مجھ پر ان کلمات نے اور آپؐ ﷺ کی سادگی کو بے تعلقی نے ایسا اثر کیا کہ میں فوراً کھڑک چلا کر مسلمان ہو گیا جس سے آپؐ ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرماتے تھے **﴿مغضوب علیہم﴾** سے مراد یہودی ہیں اور **﴿ضالین﴾** سے مراد نہادی ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ہدیؓ نے رسولؐ پر حضورؐ ﷺ سے یہ تعبیر روش فرمائی تھی اس حدیث کی بہت سی سندیں ہیں اور تفصیل الفاظ سے مروی ہے۔ دو تین سے ایک شخص نے دوسری تقری میں حضورؐ ﷺ سے یہی سوال کیا آپؐ ﷺ نے جواب میں یہی فرمایا۔ بعض روایات میں ان کا یہ جواب اللہ بن مرثد سے وائدہ ام۔

اس امر کو یہ بھی یاد رکھئے کہ یہی حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے حضرت ابن مسعودؓ اور بہت سے صحابہ سے بھی یہی تعبیر مرقوم ہے۔ روایت ابن عباسؓ سے عبداللہ بن عباسؓ نے یہی اسم دیکھا بھی یہی فرماتے ہیں۔ بلکہ ابن عباسؓ نے یہی اسم دیکھا بھی یہی فرماتے ہیں۔ مگر اس بار سے اس اختلاف ہی شک نہ ان اسم کی اس تعبیر کی دلیل ایک تو حدیث ہے جو پہلے تقریری اور دوسری سوری ترقی ہوئی۔ دوسرے جس میں بنی اسرائیل کا خطاب نہ کیا گیا ہے۔ **﴿مغضوب﴾** اور **﴿ضالین﴾** اس آیت میں ہے کہ حق پر غضب پر غضب ہوا اور









ہمسند احمد) حضرت جلال کہہ کرتے تھے کہ حضور ﷺ آئین میں مجھ سے سبقت نہ کیا کیجے۔ اس چھپا جاتی سے مقتدی پر جبری غزوہ میں کچھ لکھ کر پڑھنا دیتا تھا پہنچے ہیں۔ وہ اسلم۔ (یہاں ہے کہ اس کی مصلحت بکٹ پہلے کر رہتی ہے) حضرت ابو یوسف فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم جو علیہ السعوط غلبہم ولا افساکین کہہ کر آئین بکھڑے اور اسان و لوہا کی آئین زمین و لوہا کی آئین سے مل جاتی ہے تو اسے تھل بندے کے تمام پیسے گنہ معاف فرماتا ہے۔ لیکن نہ کہنے کی مصلحت لکھی ہے جیسے ایک شخص نے جب قوم کے ساتھ مل کر فساد کیا تو اسے اس کی قیمت جمع کیا اب تو اسے مال کا کھڑ پائے تھے تو اس شخص کے نام کا قرعہ نکلا۔ یہی نہیں اور کوئی حضرت نے دو کپڑے لگا کر اسے اب سے کہ تیرے آئین نہ تھے کیا ہو ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَبِّ يَسْرُ وَ اٰمِنْ يٰ اَكْرِيْمُ

تفسیر سورہ بقرہ

سورہ بقرہ کے فقہ کی: حضرت مصلیٰ بن یزید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورہ بقرہ قرآن کی کوڑی ہے اور اس کی بندی کی ہے کہ اگر کوئی ایک آیت کے ساتھ ایسی ہی فرمے گا تو اسے مجھے دیکھنا مخصوص آیت مگر تو خاص قرآن کے لئے ہے اور اس صورت کے ساتھ ملانی کی ضرورت نہیں قرآن کا اس ہے جو شخص اسے سمجھتی کی دیکھ جاتی اور آخرت ملنی کے لئے پڑتے اسے نکلتی رہ جاتا ہے اس صورت کو اس نے اس کے سامنے پڑھا کر دیا مسند احمد اس حدیث کی سند میں ایک جگہ میں اصل ہے تو یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ یہی ہے مراد ان میں اس شخص مسند احمد کی دوسری روایت میں سن ۲۴۴۰ جو اسکا آگیا ہے۔ یہ حدیث اس طرح اور اور روایتی اور اسے دیکھ کر بھی ہے۔ نہ کہ نہ تو ایک ضعیف سند وہ حدیث بھی ہے۔ پر بھی نہ ایک بندی ہوئی ہے اور قرآن کریم کی بندی سورہ بقرہ ہے۔ اس صورت میں ایک آیت ہے جو تمام آیات کی مراد ہے اور اسے آیت مگر یہ ہے۔ مسند احمد صحیح مسلم ترجمہ کی اور نسائی میں حدیث ہے کہ اسے کہیں کہیں تو قرآن نہ پڑھا کر کہیں سورہ بقرہ پڑھی جائے اور شیطان وہاں نہیں ہو سکتا امام ترمذی سے سن کر کہتے ہیں: ایک اور حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ اس حدیث کے ایک روایت کو امام بخاری نے بیان کیا ہے۔ یہ سن کر امام احمد بن حنبل نے فرمایا: حدیث کو مکر کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی ایسی حدیث نقل ہے اسے لسانی نے "ابوہریرہ" لکھ کر "میں" اور حاکم نے "مسند" کہ "سورہ بقرہ" دیت کی ہے اور اس کی سند صحیح کہ ہے۔

ابن مردودہ سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے کسی کو ایسا نہ پڑھا کہ وہ سورہ بقرہ پڑھنا چاہتا ہے چاہتا ہے کہ جانے لیگیں سورہ بقرہ پڑھنا سورہ میں گھر میں یہ حدیث حدیث پڑھی جاتی ہے وہی ہے شیطان بھاگ کر اور اسے سب گھر میں پڑھنا اور اس کا قرآن گھر میں جس میں کتاب اللہ کی حوت نہ کی ہے۔ وہ نہ لکھی ہے "ابوہریرہ" میں بھی اسے نقل کیا ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ پر بھی نہ تو ایک ضعیف سند وہ حدیث بھی ہے۔ یہ سن کر امام احمد بن حنبل نے فرمایا: حدیث کو مکر کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی ایسی حدیث نقل ہے اسے لسانی نے "ابوہریرہ" لکھ کر "میں" اور حاکم نے "مسند" کہ "سورہ بقرہ" دیت کی ہے اور اس کی سند صحیح کہ ہے۔







بسم الله الرحمن الرحيم

اچھے تھائی فیشنل کرنے والے سہرا بان کے ہم سے شروع کرنا ہوں۔

الم

حروف مقطعات 'معانی اور تشریح': ﴿اَلَمْ﴾ کے چھ حروف مقطعات جو سورتوں کے شروع میں آتے ہیں ان کی تفسیر میں مسلمان کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کے معنی صرف اللہ تعالیٰ ہی معلوم ہیں کسی اور کو معلوم نہیں اس لئے وہ ان حروف کی کوئی تفسیر نہیں کرتے قرطبیؒ نے حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ سے یہی نقل کیا ہے۔ عاصم رضیؒ نے بیان فرمایا کہ یہ بھی یہی کہتے ہیں۔ ابو حاتمؒ بھی یہی کہتے ہیں۔ ابی کو پیچند کرتے ہیں۔ بعض لوگ ان حروف کی تفسیر بھی کرتے ہیں لیکن ان کی تفسیر میں بہت کچھ اختلاف ہے۔ عبدالرحمن بن ابی نعیمؒ فرماتے ہیں یہ سورتوں کے نام ہیں۔ علامہ ابوالکلام محمد بن عمر زحرفیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں انکو لوگوں کا اس پر اتفاق ہے۔ یہ بھی یہی کہا ہے اور اس کی دلیل بخاری و مسلم کی روایت ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو کہ دن رات کی تلاوت ﴿اَلَمْ﴾ متفقہ ہے اور ﴿غُلْ غُلْ غُلْ غُلْ﴾ انسان کے پڑھتے تھے۔ حضرت عیادؒ فرماتے ہیں کہ ﴿اَلَمْ﴾ اور ﴿حَلَمْ﴾ اور ﴿الْتَصُّ﴾ اور ﴿ض﴾ یہ سب سورتوں کی ابتدا ہے جن سے یہ سورتیں شروع ہوتی ہیں۔ انھی سے یہ بھی متصل ہے کہ ﴿اَلَمْ﴾ قرآن کے ناموں سے ایک نام ہے۔ حضرت قتادہؒ اور حضرت زید بن اسلمؒ کا بھی یہی قول ہے اور شاذ اسی قول کا مطلب بھی وہی ہے جو حضرت عبدالرحمن بن ابی نعیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ سورتوں کے نام ہیں اس لئے کہ ہر سورت کو قرآن کہتے ہیں اور یہ نہیں ہر سورت کے نام ﴿الْتَصُّ﴾ ہے نہ کیونکہ جب کوئی شخص کہے کہ میں نے سورہ ﴿الْتَصُّ﴾ پڑھی تو غلطی ہی سمجھا جاتا ہے کہ اس نے سورہ اعراف پڑھ لی کہ پورا قرآن واللہ اعلم۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ حضرت عقیلیؑ: "سالم بن عبد اللہ! اصل میں عہدِ قرطبی ہندوی کبیرؒ کی کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اہل اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ "علم" کے لفظ سے "ع" اور "ق" الٹ کر یہ سب اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ حضرت علیؑ اور حضرت ابن عباسؓ دونوں سے یہ مروی ہے کہ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اور اس کا نام بھی ہے۔ حضرت کرسنہؒ فرماتے ہیں کہ یہ قسم ہے ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ اس کے معنی (وَاللّٰهُ لَعَلِّمْ) ہے جس معنی میں مولیٰ اللہ زود جانے والا۔ حضرت سعید بن جبیرؒ سے بھی یہ مروی ہے۔

ایسی حواسِ انہیں مسعود اور بعض اور کتب کا ہے کہ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ہلکے الگ حروف ہیں۔ اور اہل علم نے فرماتے ہیں کہ یہ تین حروف کا لفظ ہے اور (لا) کے اور (م) کے اتنی حروف ہیں سے جو تین تمام زبانوں میں آتے ہیں۔ ان میں سے ہر ہر حرف اللہ تعالیٰ کے ایک ایک نام کے شروع یا آخر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نسبت اور اس کی بڑا ہے اور اس میں قوموں کی عدت اور ان کے وقت کا بیان ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے تعبیر کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ لوگ کیسے بکھر کر رہ گئے ہیں کی زبانوں پر اللہ تعالیٰ کے نام ہیں ان کی زبانوں پر وہ جتنے ہیں۔ الف سے اللہ کا نام شروع ہوتا ہے اور لام سے اس کا نام ختم ہوتا ہے اور میم سے اس کا پیغام شروع ہوتا ہے اور ہف سے مراد حق (لا) یعنی تمہیں میں اللہ لام سے مراد اللہ تعالیٰ کا لفظ ہے اور میم سے مراد اللہ تعالیٰ کا مہم یعنی در کی ہے۔ الف سے مراد ایک حال ہے اور لام سے تمہیں حال ہے اور میم سے چاہیں حال (اللہ علیٰ کما حقہ)

امام ابن جریر نے ان سب لفظ توہل میں تفہیم دی ہے یعنی ثابت کیا ہے کہ ان میں ایسا مفہوم نہیں جو ایک دوسرے کے

خلاف ہو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سورتوں کے نام بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نام بھی ہوں اور سورتوں کے شروع کے الفاظ بھی ہوں اور میں  
میں سے ہر حرف سے اللہ تعالیٰ کے ایک ایک نام کی طرف اشارہ بھی ہو اور اس کی مثلتوں کی طرف بھی اشارت ہو وغیرہ کی طرف بھی۔  
ایک ایک فقہ کی کئی معانی میں آتا ہے جیسے لفظ **مُؤْتَفِقٌ** کہ اس کے ایک معنی ہیں وہیں جیسے قرآن میں ہے **وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ** علی  
الافتقار یعنی ہم نے اپنے آپ کو ایمان کو ایمان پر ملا۔ دوسرے معنی ہیں اللہ کا واسطہ گزارنا جیسے **فَلْيَاذِنَا رَبِّهِمْ** کلام اللہ ہے لیکن  
حضرت ابوبکر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے واسطے لکھوا اور **قُلْ لِّمَنَ عِنْدَ رَبِّكَ** اور دوسرے معنی ہیں کہ جس سے نہ تھے۔ شریعت سے ہیں جماعت  
جیسے فرمایا **وَجُذِّعَ غُلَيْبٌ** اگرچہ معنی ایک جماعت کو اس کو نرمی پر پانی پاتے ہوئے پلا اور جلد ہے **وَالْقَدْ بَعَثْنَا فِي ثَمَلٍ أَمْرًا**  
**وَمُؤَلَّكًا** یعنی ہم نے ہر جماعت میں رسول بھیجا۔ پوچھتے معانی ہیں کہ سورتوں کے الفاظ سے **وَالْقَدْ بَعَثْنَا فِي ثَمَلٍ أَمْرًا** سے لے کر  
اسے یاد آئے۔ جس طرح ہر ایک لفظ کے کئی معانی ہیں اسی طرح ممکن ہے کہ ان حروف مشطہات کے بھی کئی معانی ہوں۔

اہم امن جرم کے اس فرمان پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر اعدائے نے جو تفسیر کی ہے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہر ایک شخص ایک ساتھ ایک ہی جگہ اس سب مطلقاً ہی ہے اور لفظ امت وغیرہ جو کئی کئی معنی میں آتے ہیں جنہیں اصطلاحات میں لفظ اشتراک کہتے ہیں ان کے معنی ہر جگہ جدا جدا وغیرہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہر جگہ ایک ہی معنی ہوتے ہیں جو وحدت کے قریب سے معلوم ہو جاتے ہیں ایک ہی جگہ سب کے سب معنی ہر جگہ ہوتے اور سب پر ایک جگہ قبول کرنے کے مسئلہ میں علماء اصول کا اجماع اختلاف ہے اور امامان تفسیری موضوع سے اس کا بیان خدا پر ہے واللہ اعلم۔

دوسرے یہ کہ مسند فقیر و الخاٹک کے جو مولائی ہیں وہ بہت سادہ ہیں اور یہ الفاظ اسی لیے جانتے ہیں۔ اور بعد میں کام ۱۲۔  
نشت الفلا سے ایک سنی لکھک جتو جاتے ہیں لیکن انہیں حرف کی دولت ایک ایسے نام پر ملن کے کہ ۱۷۰۰ء۔ ایسے نام پر بھی  
دلائے کہ ۱۶۰۰ء اور ایک اور دوسرے پر کوئی نفعیات نہ ہو تو مقدمہ ماننے سے نہ منیر دینے سے نہ واضح کے اختیار ہے۔ ۱۸۔ اور اعتبار سے تو  
انکی بات میں غور پر نہیں بھی جاسکتی بلکہ اگر متحمل ہو تو اور بات ہے لیکن یہاں تو اختلاف ہے۔ ۱۹۔ اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ قبل  
خروج ہے۔ اب بعض اشعار عرب کے جو اس بات کی دلیل میں غرض لکھے جاتے ہیں کہ کلم کو کہاں کر کے لے لے۔ اس نام پر یہ حرف  
بول دیتے ہیں۔ یہ لکھک ہے لیکن میں شعر اس میں خود جہاد لکھی ہوئی ہے جو اس پر دولت کرتی ہے۔ ایک حرف سے ہوتے ہی پورا کلمہ  
کہہ کر آجائے لیکن یہاں بھی اس کی تفسیر انا و علم۔

قرطبیؒ کہتے ہیں ایک حدیث میں ہے کہ جو مسلمان کے قتل پر آدمی کو گواہی دے کرے مطلب یہ ہے کہ وہ الظلم کا  
بدرستہ ہو بلکہ صرف لٹا کرے۔

لِجَامِدٌ کہتے ہیں کہ سورتوں کے شروع میں جو یہ حروف ہیں مثلاً قاف، حاء، حاتم، طس، نون، وغیرہ سب حروف تہجیہ۔ بعض عربی وہ کہتے ہیں کہ یہ حروف حلق جو انہی میں ہیں ان میں سے چند ذکر کر کے بات کو چھوڑ دیتا ہے جیسے کوئی کہے کہ یہ ہیں: باب ث ث ث نکات ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ تمام انہی میں حروف نکات ہے لیکن ابتدا کے چند حروف ذکر کر دیتے کہ بات کو چھوڑ دیا۔ سورتوں کے شروع میں اس طرح کے کئی چودہ حروف آتے ہیں۔ ا، ب، ح، د، ذ، ر، ز، س، ص، ض، ط، ظ، ع، ف، ق، ک، گ، خ، ح، ط، ی، ہ، سب کو اگر غالی جائے تو یہ مبادی بنتی ہے۔ بعض متکلمین کا فاعل لفظ کلام کے لفظ سے یہ حروف چودہ ہیں اور جن حروف جو تکلف میں ہیں اس لئے یہ چودہ تو مے ہوئے۔ جو حروف بیان کیے گئے یہ ہیں: حروف سے جو نہیں لائے گئے چودہ تعریف والے ہیں اور یہ سات تعریف سے۔ ایک حکمت اس میں یہ بھی ہے کہ جن حروف کے حرف تھے واقعی تمہیں باعتبار اکثریت کے ان میں آنکلیں۔ یعنی مسمومہ مجہولہ وغیرہ۔ بیان ابتدا اور آخر میں اس مالک کی حکمت نظر آتی ہے۔ یہ بھی بات ہے کہ اللہ کا کلام کو جس چودہ بیکار اور بے عملی لفظ سے پاک











جیسی "جھوٹے روایت اور سب ناموں کو چھوڑ دو" کی توفیق ہے" ایسے رہا جیسے کانفوز الی روپ چلے گا انسان چھوٹے  
 کھوٹا جیسی جگہ جانو تو کچھ چہرہ لکھ کر اس سے کسی بات ہیں "چور" اور اپنے اعضاء میں کھاتے ہیں انسان بنی تماموں کے ہم راہوں کے  
 خوابوں میں ہے اور رب تعالیٰ کے رحمتوں میں چھوٹے لکھنا خدا کے ہوا ہے اسے جو ہوا کا لکھنا ہے وہ اپنے ذوق کی طاقت ہے اور مال کے جیسے  
 پڑا ہوا ہے حالانکہ اس کا تجربہ کیا نہ ہو اور وہ مال خدا کا توفیق ہے اور اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سب سے عظیم تر نعمت  
 انسان حاصل کر سکا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے اس کے بعد نیک چاہی ہے کہ خداوند جب اس کی طرف سے دے دے خوش کرے اور جو نعمت  
 اس سے ہے اس سے اسے اور اگر قسم دے تو توہین الہی ہے اس لئے کہ جب اسے موجود ہو تو اس نے بنی الہی اور اسے نفس کی خدمت کرے ۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ

جولوگ کہ فیہ پر ایمان لاتے ہیں

ایمان کے معانی اور مفہوم : حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں ایمان کہتے ہیں تصدیق کہ میں اللہ ہوں، اس کی عبادت کروں، اس کی فرمائشوں کو قبول کروں۔ یہی ایمان ہے۔

[illegible]

یہاں ہے اس کے معنی میں بھی مفسرین کے کہتے ہیں تو ان میں اور دو سب صحیح ہیں اور جو کہتے ہیں۔

ابو اعلیٰ فرماتے ہیں اس سے مراد اللہ تعالیٰ پر فرشتوں پر انکسوں پر رسولوں پر قیامت پر جنت و دوزخ و الحاقات الہی پر کرنے کے بعد حق تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ قرآن کا بھی یہی قول ہے۔ ان میں کسی کو اس سوسہ اور بھی مگر اصحاب رضی اللہ عنہم سے مراد یہ ہے کہ ان سے ہر شے اخذ ہو جی میں ہر شے نظر ہو سے اور اچھل جی جیسے جنت و دوزخ اور دوزخ قرآن میں مذکور ہیں۔ ان میں جس نے فرماتے ہیں اللہ کی طرف سے جو آیا ہے وہ سب فیہ میں داخل ہے۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں مراد ان سے قرآن ہے۔ علامہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا فیہ پر ایمان لانے والا ہے۔ اس میں غن و غنہ فرماتے ہیں مراد اصطلاح کی تمام شے و چیزیں ہیں نہ میں اسلم کہتے ہیں مراد عقد پر ایمان انکس پر بھی یہ تمام اول معنی کی۔ اسے ایک ہی جی میں ان کے کہ یہ سب چیزیں ہر شے ہیں اور طیب کی تیسری سب کو شامل ہے۔ سب پر ایمان لانا واجب ہے۔

ابن مسعود کی مجلس میں ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان ہوئے ہیں تو آپ فرماتے ہیں حضور ﷺ کے دیکھنے والوں نے تو آپ ﷺ پر ایمان لانا ہی نہیں اللہ کی قسم اپنی مشیت سے وہ لوگ افضل ہیں جو ہیں دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ پھر آپ نے اسی سے لے کر حضرت خلیفہ علیؓ تک ثابت کیا کہ ہمیں ایمان الہی حاکم۔ مراد یہ اس قدر کہ جائز نہ تھی اس روایت کو صحیح بتاتے ہیں مسند احمد میں بھی اس معنی میں ایک حدیث ہے۔ جو بعد صحابی سے ان میں حضرت نے کہا کہ کوئی ایسی حدیث سنو جو تم سے خود رسول اللہ ﷺ سے بھی ہے۔ فرمایا اچھا میں تمہیں ایک حدیث بتاتا ہوں۔ ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ مشیت کیا کہ اسے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ آیا ہم سے بہتر بھی کوئی اور ہے؟ ہم آپ کے ساتھ اسلام لانے آپ کے ساتھ جہاد کرتے۔ آپ ﷺ کے فرمایا میں دوزخ و جہاد۔ وہ آپ کے ساتھ پرچہ لائیں گے۔ حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہ تھا۔ تیسرا مراد یہ میں ہے صاحب میں تیسرا کہتے ہیں کہ جو بعد اصفہانی اس حدیث میں بیت اللہ میں آئے۔ مراد میں خود بھی ہمارے ساتھ ہی تھے جب دروازی ہاتھ لگے تو ہم نہیں کھول دیا کہنے کے ساتھ چلے جب ہاتھ لگے تو فرمایا تیسرا میں ان میرا ہاتھ کا پل اور حق مجھے ان کا پل ہے۔ سنا میں تمہیں ایک حدیث بتاتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے ضرور خلاف انہوں نے کہا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہمیں آری تھے۔ ان میں حضرت معاذ بن جبلؓ بھی تھے۔ ہم نے کہا کہ رسول اللہ آیا ہم سے بہتر بھی کوئی اور کا استحقاق بھی کوئی اور کا حکم اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور آپ کی تائید دہی کی۔ آپ نے فرمایا تم کوئی نہ کہتے۔ ان تعالیٰ کا رسول تم میں موجود ہے وہی اسی آسمان سے تمہارے سامنے اُتر رہا ہے۔ ایمان تو ان لوگوں کا ہے جو تمہارے بعد آئیں گے اور پہلوں کے درمیان کتاب پڑھیں گے۔ ان پر ایمان لائیں گے اور ان پر عمل کریں گے۔ یہ لوگ اجر میں تم سے دیکھے ہیں۔ ان حدیث میں اچھا وہی تائید کی گئی ہے جس میں محدثین کا اختلاف ہے۔ میں نے اس مسئلہ کو بخاری کی کتاب میں خوب راجع کر دیا اس لئے کہ بعد دوسری کی تائید اسی حدیث پر بخاری ہے اور ان کا پل ہے اور ان کو تائید مشیت سے ہے اور نہ عملی الامکان پر طرح سے بہتر اور افضل و صحابہ ہی ہیں رضی اللہ عنہم۔

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ سے پوچھا تمہارے نزدیک ایمان لانے میں کون زیادہ افضل ہیں؟ انہوں نے کہا کہ فرشتے فرمایا ایمان کیوں نہ آئے وہ تو اپنے رب کے پاس کیا جیہ۔ صحابہ نے کہا ہم انہاء غریب انہاء ایں کیوں نہ لائیں ان پر دوزخ و دوزخ میں ہے کہ ہم ایمان ایمان کو قبول کیوں نہ کرتے حالانکہ میں تمہیں موجود ہوں۔ سنا ابھر سے نزدیک سب سے زیادہ افضل ایمان لانے والے ہوں گے۔ ہوں گے جو تمہارے بعد آئیں گے۔ بخاری میں کتاب فقہ میں بھی ہے اس پر ایمان لے آئیں گے۔ اس کی سند میں یحییٰ بن یحییٰ ہیں۔ جو بخاری نے انہیں منکر اور حدیث بتا ہے لیکن یہ معنی میں ایک حدیث معتبرہ سے سند صحیح بخاری میں مراد یہ ہے کہ حاکم میں مروی۔ حضرت انسؓ بن مالک سے بھی اسی حدیث میں مراد یہ ہے۔ انہاء علم۔



لیکن یہاں سے روکتی ہے۔ لیکن نہ ان کے معنی میں جو اعلیٰ درجہ تکمیل اور زیادہ مشہور ہے، نہ انہی اہل علم۔ انہی کو کہہ کر محض غلط فہمی پھیلے گا اور یہ آئے گی۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْآخِرَةَ هُمْ يُؤْمِنُونَ ۝

اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں، ان پر جو تعزیری لہر فہام آگیا، اور جو تکھ سے پہلے ان کا ایمان، آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

مؤمن کی صفات: میں عرض کرتا ہوں کہ جو کلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر نازل ہوا اور تم سے پہلے کے انبیاء اور اولیاء اور ان سب کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ یحییٰ کہ نبی کو مائیں اور نبی کا کھانا کریں بخلا اپنے رب کی سب باتوں کو سنتے ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں یعنی حبیب و قوامت اللہ اور باخ حساب و میزان سب کہتے ہیں۔ قیمت جو کہ انجانے کو مانے کے بعد آئے ہیں ان لئے اسے سخت کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ جن کی پہلے ایمان غالب ہو اور بعد کے ساتھ مفت چکن کی گئی تھی ان ہی کی دوبارہ یہ مفتیں جان کی تھیں۔ میں ایمان و خواہ حب سومیں ہوں خواہ اعلیٰ کتاب وغیرہ۔ عبادہ العالیہ فرمیں عن ائس اور قتادہ کا بھی یہی قول ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ دونوں ہیں تو ایک منکر اور اس سے صرف علی کتاب ہی ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں وا علف کا ہو گا اور مستوف کا علف مستوف ہے ہو گا جیسے کہ نسخ النسخ کہ ان میں مستوف کا علف مستوف ہے ہے اور شہدائے شہرہ و شہادہ بھی ایسا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ یہی مفتیں تھیں عربیہ مستوف کی اور وہی غرضوں مستوفی البتہ کہ ان سے ان کتاب کے مستوف کی مفتیں ہیں۔

سعدیؒ نے ان احبابِ حق "سردار و بعض دیگر" پر دشمنانِ حق و یقین سے نقل کیا ہے کہ وہ ان جرّی نے بھی اسی کو پسند کیا کہ اور اس کی تائید میں یہ آیت: **وَأَمِنْ أَفْضَلِ الْكُتُبِ لَقَدْ يُؤْتِيهِ بَالِغٌ** الخ یعنی اعلیٰ کتاب میں ایسے لوگ بھی ہیں جو حق تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کو وحی پر ایمان ہے پہلے تمہاری طرف جڑا کرتی ہو اس وحی پر جان کی طرف تادیبی مگر ایمان مانتے ہیں اور تمہارے حق تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور مؤید ارشاد ہے: **فَالْغَفِيرِ هَيْهَاتُمُ الْكُتُبُ مِنْ لِقَاءِهِ** الخ یعنی جنہوں میں اس سے پہلے کتاب وحی تھی وہ اس کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور یہ ایمان پر ایمان (فرق) ملا جلا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر بھی ایمان لائے تو اسے اپنے رب کی طرف سے حق جاننا ہم تو اس سے پہلے ہی مسلمان تھے انہیں ان کے مہر کرنے اور برائی کے بدلے بھلائی کرنے اور دھندلے مگر حق کرنے کی وجہ سے ایمان ملا ہے۔

بھاری و سہم میں ہے۔ سول منہ چٹائی فراتے ہیں جن میں کھوس کو دہرا لڑنے کا ایک ہل کرپ چاہئے گی جو ایمان نہ ایمان اور  
مگر بھی ایمان نہیں۔ دوسرے حکام جو اسے حقانی کا حق ہمارے اور اپنے ملک کا بھی۔ تیسرا وہ شخص جو اپنے لوطی کو ایمان کا ہلکے  
مگر اسے قتل کرنے کے اثر سے جان کرے۔ ان جو یہ کہے ان فرقہ کی مناسبت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ اسی سورت کے شروع  
مگر سوسنوں اور کاروں کا چن ہو ہے تو اس صریح انکار کی دو تہیں کی ہیں کہ کاروں حقائق اسی طرح سوسنوں کی بھی دو تہیں کہیں عربی  
سوسنوں اور کئی سوسنوں میں کہنا کہ یہ ہے کہ کھج کہ یہ قول ٹھیک ہے کہ سورت ہندو کی چٹکی چار بات سوسنوں کے اصناف کے  
بارے میں ہیں اور ان کے بعد کی یہ بات حقائق کے حق میں ہیں عربی ہو جائیگی مثالی ہو جائیگی کہ انہوں میں سے ہر دو بات  
میں سے اس لئے کہ میں سے یہ بات دیکھ دوسرے کو تیار اور شرط ہے ایک نئے دوسرے کے ٹھیک ہو سکتا۔

فیہد پر بیان اور ان کے کائنات کا دورہ، محکم نہیں رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے، سیدہ خدیجہؓ پر جو کلمہ بھی پڑھ دیا ہے اس پر ایمان نہ ہو اور ساتھ ہی آخرت کا یقین کامل نہ ہو۔ اس طرح کلمہ بھی نہیں پڑھیں۔ عجل نہیں ہو جس کے خیر معجز ہیں وہی طرفین عجل





اگر پہلے کی آیت سے حداد کا جو مبدء ثابت کر رہے ہو گا اور اس کی تفسیر ﴿أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلَحُونَ﴾ ہوگی لیکن پند یہ کہ قول یہی ہے کہ اس کا اشارہ پہلے کے سب اوصاف والوں کی طرف ہے اہل کتاب ہوں یا عرب ہوں۔ ابن عباسؓ ابن مسعودؓ اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ﴿يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ سے مراد عرب ایماندار ہیں اور اس کے بعد کے جملہ سے مراد اہل کتاب ایماندار ہیں پھر دونوں کے لئے یہ بشارت ہے کہ یہ لوگ ہدایت اور فلاح والے ہیں۔ اور یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ آیات عام ہیں اور یہ اشارہ بھی عام ہے واللہ اعلم۔ مجاہدؒ ابو العالیہؒ زکریا بن انسؒ اور قتادہؒ سے یہی مروی ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوتا ہے کہ حضور قرآن کریم کی بعض آیات قرآن میں اذکار میں دیتی ہیں اور امید قائم کروا دیتی ہیں اور بعض آیات کفر توڑ دیتی ہیں اور قریب ہوتا ہے کہ ہم ناامید ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں جنتی اور جہنمی کی پہچان صاف صاف بتا دوں پھر آپ نے ﴿الْم﴾ سے ﴿الْمُفْلَحُونَ﴾ تک پڑھ کر فرمایا یہ تو جنتی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر فرمایا الحمد للہ ہمیں امید ہے کہ ہم انہی میں سے ہوں۔ پھر ﴿إِنَّ الدِّينَ كُفْرُؤُا﴾ سے ﴿عِظَمُ﴾ تک تلاوت کی اور فرمایا یہ جہنمی ہیں۔ صحابہ نے کہا ہم ایسے نہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (ابن ابی حاتم)

## إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَسَاءَ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

کافروں کو آپ کا ڈر لانا نہ ڈرانا برابر ہے یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے

یہ نصیب لوگ: یعنی جو لوگ حق کو پوشیدہ کرنے اور چھپانے کے عادی ہیں اور ان کی قسمت میں یہی ہے نہ تو انہیں آپ کا ڈرنا سود مند ہوئے اور نہ ہی نہ ڈرنا یہ کبھی اللہ تعالیٰ کی اس وحی کی تصدیق نہ کریں گے جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی ہے جیسے اور جگہ فرمایا ﴿إِنَّ الدِّينَ خُفَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتٌ ذَلِكَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ ان یعنی جن لوگوں پر اللہ کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہ لائیں گے اگرچہ تمام آیات دیکھ لیں یہاں تک کہ وہ آگ مذہب دیکھیں۔ اور ایسے ہی سرکش اہل کتاب کی نسبت فرمایا ﴿وَلَقِنْ آيَاتِ الدِّينِ أَوتُوا الْمَكَانَتِ بِكُلِّ نَبِيٍّ﴾ ان یعنی اہل کتاب کے پاس اگرچہ تمام دلائل آئے آتے ہیں وہ تمہارے قبلہ کو نہیں مانیں گے یعنی انہیں نصیبوں کو سعادت حاصل ہی نہیں ہونے کی ان کمرانیوں کو ہدایت کہاں؟ تو اسے نبی ان پر انہوں نے کج رجحان صرف رسالت کا حق ادا کرنا اور پانچو بتا ہے۔ ماننے والے نصیب دار ہیں وہ الامال ہو جائیں گے اور اگر کوئی نہ مانے تو نہ کسی حیران فراض اور ناہو گیا ہم خود ان سے حساب لیں گے۔ تو صرف ڈرانے والا ہے اور ہر چیز پر اللہ تعالیٰ ہی وکیل ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کی بڑی ہی حرص تھی کہ تمام لوگ ایمان دار ہو جائیں اور ہدایت کو قبول کر لیں لیکن پروردگار نے فرمایا کہ یہ سعادت ہر ایک کے حصہ کی نہیں یہ نعمت بٹ چکی ہے جس کے حصہ میں آئی ہے وہ آپ کی مانند گاؤں جو ہر قسمت میں دو برابر گزر کر آپ کی اطاعت کی طرف نہ بٹھکے گئے۔ پس مطلب یہ ہے کہ جو قرآن سے انکاری ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم انہی کتابوں کو ماننے میں انہیں ڈراؤں گا کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ وہ تو خود اپنی کتاب کو بھی چھپا کر نہیں ماننے کیونکہ اس میں جس سے ماننے کا مبدء ہے تو جب وہ اس کتاب کو اور اس نبی کی نصیحت کو نہیں ماننے جس کے ماننے کے اقرار ہی میں تو بھلا وہ اسے نبی اعتباری باتوں کو کیا مانیں گے؟ ابو العالیہؒ کا قول ہے کہ یہ آیت جنگ احزاب کے اس سرداروں کے ہار سے میں بتاتی ہے جن کی نسبت فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿الْم فَوَ إِلَى الدِّينِ بَذَلُوا لِنَفْسِ اللَّهِ﴾ ان لیکن جو مبنی ہم نے پہلے بیان کئے ہیں وہ زیادہ ظاہر ہیں اور دوسری آیات کے مطابق ہیں۔ واللہ اعلم اس حدیث پر جو ابن ابی حاتمؒ کے حوالے سے ابھی بیان ہوئی ہے وہ بارہ نظر ڈالیں۔ ﴿لَا يُؤْمِنُونَ﴾ پہلے جملے کی تاکید ہے ان کا کفر نہ ٹوٹے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ﴿لَا يُؤْمِنُونَ﴾ خبر ہو اس لئے کہ تقدیر کلام ﴿إِنَّ الدِّينَ













اس ایمان والوں اور مومنوں کو مجھ ان کے بھائیوں اور بہنوئیوں کے ساتھ ساتھ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہر شخص جنت کو جانے والی تہیاری میں  
مجاہدیت کرتا ہے۔ ہر فرد ایمان رکھنے والے کے لئے جنت میں جہاد کے اور ہر گناہگار کے لئے جہاد کے۔

پھر جو منافقوں کا گھبراہٹ ہے اس سے مسلمانوں پر حقیقت پر شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
اور جو کہ وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔

وَلَا أَقِيلُ لَهُمْ أَمْنًا كَمَا أَقِيلُ النَّاسَ قَالُوا أَلَا نَشْفَعُ لَكَ إِيَّاهُمْ هُمْ

الشُّفَعَاءُ لَوْ لَكِنَّ لَا يَعْلَمُونَ

اور یہ کہ ان کے لئے جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔

یہ قوف جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔

وَلَا أَقِيلُ الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شُيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ

مُسْتَهْزِئُونَ إِنَّهُمْ يَسْتَهْزِئُونَ بِهِمْ وَيَمْذُومُونَ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

اور جب ان لوگوں کے لئے جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔  
جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاد میں شہید و شہداء ہوتے ہیں وہ جہاد میں کوئی جہاد نہیں کرتے۔





[illegible]

أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ قَبْلَ أَنْ يُنْفِقُوا كُنُفًا ۖ وَهُمْ مُّعْتَدِينَ ۝

اولاً گھبراہٹ میں منہوا سے گھر اٹھا کر جدیت سے پڑے۔ مگر صبح نے ایسا نہایت قہر لی نگہداشت نے اس کو خدا بھیجے اور اللہ نے جدیت اسے اس کے

[illegible]

نکس کر خوف کی اندھیرا غولی میں اور ملت کے ہاتھ گھٹن سے نکس کر بہت سے مشابہت چھل میں تھکے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَ  
تَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٍ اَلَا يُبْصِرُونَ ﴿۵۶﴾ صُمُّ بَلَّغَ عُمَى قَهْمٌ لَا يَرِجْعُونَ ﴿۵۷﴾

ان کی مشابہت ان شخص کی تھی کہ جس نے شمع جلائی۔ میں ان پر نہ چڑیاں۔ روشنی میں آگ کی شمع بنو اللہ میں سے نور کو لے گیا اور ان میں  
انہی جہاں میں چھوڑا اور ان میں دیکھنے سے روک دیا۔ میں ان کو دیکھنے سے روک دیا۔

مثلاً قرآن شریک و گھر کے اندر سے میں۔ مثلاً کو دینی میں مثل بھی کہتے ہیں۔ ان کی میں مثل آگ ہے جیسے قرآن میں ہے  
﴿وَالَّذِينَ لَا يَرْجِعُونَ﴾ یعنی یہ مشابہت ہم کو دیکھنے سے روک دیا۔ میں ان پر نہ چڑیاں۔ روشنی میں آگ کی شمع بنو اللہ میں سے نور کو لے گیا اور ان میں  
نکس کر بہت سے مشابہت چھل میں تھکے۔ میں ان پر نہ چڑیاں۔ روشنی میں آگ کی شمع بنو اللہ میں سے نور کو لے گیا اور ان میں  
انہی جہاں میں چھوڑا اور ان میں دیکھنے سے روک دیا۔ میں ان کو دیکھنے سے روک دیا۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَ  
تَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٍ اَلَا يُبْصِرُونَ ﴿۵۶﴾ صُمُّ بَلَّغَ عُمَى قَهْمٌ لَا يَرِجْعُونَ ﴿۵۷﴾

ان کی مشابہت ان شخص کی تھی کہ جس نے شمع جلائی۔ میں ان پر نہ چڑیاں۔ روشنی میں آگ کی شمع بنو اللہ میں سے نور کو لے گیا اور ان میں  
انہی جہاں میں چھوڑا اور ان میں دیکھنے سے روک دیا۔ میں ان کو دیکھنے سے روک دیا۔

بِقُدْرَةِ اللَّهِ اسْتَوْلُوا لَنَا اے لیکن ان کے والد کی مثال ان لوگوں کے والد کی طرح ہے جو ایک روشنی کریں۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک جانے والا تو ایک ہے لیکن جاتا ہے ایک جہت کے لئے جو اس کے ساتھ ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے یہاں سنی میں (الغیبت) کے ہے جسے کہ شاعروں کے شعر میں بھی آیا ہے۔ میں کہتا ہوں خود میں بھی والد کے معنی سے بعد توحید کے سب سے بھی ہیں کہ بنو حنیفہ کے اور بنو کھنم کے اور بنو جفونا کے ملاحد ہوں اور اس طرح کام میں علی فصاحت اور بھڑکائی آگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دشمنی سے زیادہ اس سے مطلب یہ ہے کہ جو غور نظر اپنے والد قودہ تو ان سے ہٹا اور جس مرنا ایک کے بچہ جانے کے بعد بخش اور رحمان اور اللہ میرا جاتا ہے اسی طرح ان کے پاس لکھنا پہچانے والی چیز یعنی شک و کفر و غی و کفر کو تو وہ راستہ کو غور و فکر کی عین بات سن نہیں نہ کسی سے بھائی کا سوال کر سکیں۔ اب پھر لوگ کہہ ایت پر آنا قابل ہو گیا۔ اس کی تائید میں مفسرین کے اقوال سنئے۔

ابن عباسؓ کہیں مسودہ اور بعض اور سیہ و منی والد تفسیر نے ہیں حضور ﷺ کے یہ خطیفہ لانے کے بعد کچھ لوگ اسلام لے آئے کہ پھر حاشیہ میں لے ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اللہ میرے میں جو پھر صلہ جلا کر روشنی و عمل کہے اور آپس پاس بھائی برائی دیکھنے کے طور معلوم کرے کہ کسی زمانہ میں کیا ہے بلکہ اپنی ایک بھو جائے روشنی جاتی ہے اب معلوم نہیں ہو سکتا کہ کیا معلوم کیا گیا ہے اسی طرح ماضی شرک و کفر کی ظلت میں گئے پھر سام آکر کمال رائی میں حال حرام وغیرہ دیکھنے لگے مگر پھر کافر ہو گئے اور حرام و حلال شکر و شکر میں کچھ تیز نہ رہی۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں نور سے مراد ایمان اور عقل سے مراد ملاحظات و کفر ہے یہ کوٹ چنیت پر تھے لیکن پھر سرکشی کر کے بیکہ گئے۔ ماہر فرماتے ہیں ایمان و ہدایت کی غرض سے کہ عقل میں کسی پاس کی چیز کے روشن کرنے سے تعبیر کی گئی ہے۔ عطاء فرماتے کہ قائل ہے کہ ماضی بھی بھائی بھائی کو دیکھ لیتے ہیں اور بیان بھی جاتا ہے لیکن پھر اس کے دل کا نہ دھارن اس پر غالب جاتا ہے۔ مگر "معدنہ حسن" "سینا" "سیدی" اور "نخ" سے بھی یہی معقول ہے مہر اللہ علیہما السلام فرماتے ہیں منافقوں کی سب سے کہ ان کا دل سے اس کی کیا پھر روشنی سے ان کے دل بھلا جھٹکتے ہیں جس طرح ایک کے چلانے سے اس پاس کی چیزیں روشنی ہو جاتی ہیں لیکن کفر اس روشنی کو کھو دیتا ہے جس طرح ایک کا کچھ جاتا پھر اندھیرا کر دیتا ہے۔ یہ سب اقوال نور و ایمان تفسیر کی تائید میں تھے کہ جن منافقوں کی یہ مثال بیان کی گئی ہے وہ ان کو مانگتے تھے پھر کفر کی دہائی میں جو تفسیر ہے اسے بھی سمجھو۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ مثال منافقوں کی ہے کہ وہ اسلام کی وجہ سے حیات چلیے جن مسلمانوں میں لکھا تھا اور تعجب میں نصیب ہوئے کہ یہ تین مرتبے یہ حیات میں جاتی ہے جس طرح ایک کی روشنی آگے بڑھتی جاتی رہتی ہے۔ اور العابد فرماتے ہیں جب ماضی کو لا الہ الا اللہ کے پرماتہ ہے دل میں نور ہے وہ ہے پھر جہاں شک کیانور کیا جس طرح کڑیاں سب تک پہنچی ہیں روشنی رہی یہاں سب جھگڑتے تھے روشنی قائم ہوگی۔ سخاک فرماتے ہیں نور سے مراد یہی ایمان ہے جو ان کی زبان پر تھا۔ خدا کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کے ان کے لئے روشنی کرنا تھا۔ سن وین اور کھانا چھوڑ دیئے سب مل جاتے تھے لیکن شک و غیظ اس سے یہ راضی نہیں لیتا ہے جس طرح ایک کا کچھ جاتا روشنی اور کر دیتا ہے۔ خدا کا قول ہے کہ لا الہ الا اللہ کے کہنے سے منافق کو بندہ کی قسم مشا مسلمانوں میں رکے لوگ کالیں دین اور وہی تقسیم ہونے والی کی حفاظت و فیروان ہوئے ہیں چونکہ اس کے دل میں ایمان کی جڑ اور اس کے کاموں میں حقیقت نہیں رہتی اس لئے موت کے وقت وہ سب ماضی طلب ہو جاتے ہیں جیسے ایک کی روشنی جو کچھ جاتے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ میرا میں پھر دینا میرے کے بعد طلب ہوتا ہے۔ یہ لوگ حق کو دیکھتے ہیں زبان سے کہتے ہیں اور

صحت کمر سے نکل جاتے ہیں لیکن پھر اپنے کمر و علاقہ کی ادب سے دبا دینا دیکھیں اور حق پر قائم رہنا ان سے ممکن ہوتا ہے۔ ساری باتوں میں کہ اللہ میرے سے سروران کا علاقہ ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں موت کے وقت منافی کی یہ الامایا اللہ میری کی طرف اس پر چھا جاتی ہیں اور انہی کوئی جلائی کی روشنی اس کے لئے آتی نہیں، حق جس سے اس کی توحید کی تہذیب ہو۔ اور میرے جس حق کے سنے سے اللہ سے ہیں اور راستہ کو دیکھتے اور سمجھتے سے دبا دین کی طرف لوٹ نہیں سکتے نہ تو انہیں قہر نصیب ہوتی ہے نہ نصبت نہ عمل کر سکتے ہیں۔

اَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَّبْعَلُونُ اَصَابَهُمْ فِي  
اَذْنَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُبِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٠﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ  
يَخْطِفُ اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا اَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَرَآذًا اظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا  
وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارَهُمْ لَئِنْ اللَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ  
قَدِيرٌ ﴿١١﴾

یہ آیتوں پر سات کی طرح جس میں اللہ میراں اور میراں اور علی کو موت سے ڈر کر ان کے لئے اللہ سے اپنی نگاہیں اپنے کانوں میں ڈال لئے ہیں۔ اور اللہ ان کو ان کے کمر سے دبا دینے کے لئے ان کی آنکھیں بند لے جائے جب ان کے لئے کوئی کڑی ہے تو ان میں پھرنے لگتے ہیں اور جب ان پر اللہ میراں کرتی ہے تو ان کے لئے ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو بے کار کر دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

مومن کافر اور منافق: یہ دوسری مثال ہے جو دوسری قسم کے منافقوں کے لئے بیان کی گئی ہے جو وہ قوم ہے جن پر بھی حق ظاہر ہو جاوے۔ اور بھی پھر شک میں نہ پڑ جاتے ہیں۔ تو شک کے وقت ان کی مثال پر سات کی ہی ہے۔ سب کے عقل میں اور ہوش کے ہیں بعض نے دل کے معنی بھی بیان کئے لیکن زیادہ مشہور عقل بدلتی گئی میں جو اللہ میرے سے برے۔ ظلمات سے مراد شب اور کفر و غفلت ہے اور یہ عقل بدلتی گئی جو اپنی غفلت کو آواز سے دل ہلاتی ہے۔ یہی حال منافق کا ہے کہ اسے ہر وقت ڈر و خوف گھبراہٹ اور پریشانی رہتی ہے اور جیسے اور جگہ ہے۔ یہ منہ بولنے کا شکل مضبوطی ہے۔ یعنی ہر اور کو بے اور ہی سمجھتے ہیں اور جگہ و شاد ہے کہ یہ منافقین اللہ کی قسمیں کھاتے کر کہتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں لیکن اصل میں وہ لوگ ہیں اگر وہ کوئی جائے چھپا رہا ہے تو یہ حق یہ کہ اس میں سنا رہا کہ جس جگہ۔ عقل سے مثال دینی ہے اس نور ایمان کی جو ان کے دلوں میں کہی وقت جبکہ انہما ہے تو وہ اس وقت اپنی نگاہیں موت کے دوسرے کانوں میں ڈال لیتے ہیں لیکن یہ انہیں کوئی مضبوطی سے گا۔ یہ ان خدائی کی قدر و قدر ان کے زور کے وقت ہیں یہ انہیں نہیں سکتے۔ جیسے اور جگہ فرمایا کہ خَلْقَ الْاِنْسَانِ خَبَثًا الْخَرُّوجُ مِنْ عَرْوٍ مُّوَدَّعٍ لِّمَوْتٍ یَّجْمَعُونَ۔ یعنی تو جینا لیکن یہ کافر جملوں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں ان کے پیچھے سے نہیں رہا ہے۔ عقل کا نگاہوں کو اپنے ایمان کی قوت اور غفلت اور ان میں منافقین کی مدافعت کی کمزوری اور ان کا ضعف ایمان ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ قرآن کی منہ بول قیامت میں منافقوں کی عقلی قبول دین کی اور ان کے پیچھے ہونے

[illegible][illegible]

وہی طرح سورہ نور میں بھی اہل ایمان کے لئے ان کے لئے نور کی مثال اور سورہ حجرات میں ہے جو دانش فغان میں بولار خود غافلوں بھی چھینکے ہوئے ہیں کہ کہ طرح ہو چکا ہے ان دنوں کا یہ کہ خود دل روشن دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے کی بات ہے اور یہ کہ دوسرے کو خود دیکھ رہا ہے۔ یہی طرح دوسری چیز کہ غافلوں کی مثال بھی یہاں کی جو یہی اہل ایمان کی وجہ سے اپنے لیے نور ہو رہا ہے۔

کہتے ہیں اور حقیقت میں اوروں کو نہیں جانتے۔ فرمایا انہوں نے اہل کی مثال دیتے تھے یہ نبیوں کی طرح ہے جنہیں پیامبرانی پہنچے ہیں یہاں تک کہ پاس آکر دیکھتے ہیں کہ کبھی نہیں ہوتا۔ پھر اوروں کو یہاں پہنچانے کی مثال بیان کی جو نبیوں کی چہرہ میں کر فزاد ہیں ان کی مثال میں فرمایا کہ سخت اندھیرا ہے کہ جو کہ سے سمجھ سکی ہوں جو ہوں پر سمجھ سکیں اور پھر یہ سے اٹھا ہوا اور اندھیرا ہوں پر نہ میرے چہرے ہوں یا نہ کالے تو کبھی کبھی نہیں ملتا حقیقت یہ ہے کہ میں نے اے اللہ کی طرف سے نون ہوں ان کے پاس نور نہیں سے آئے انہیں کھار کی کبھی دو شبیں نہیں آتے تو اوروں کو کفر کی طرف بلانے والے دوسرے ہوں ان کی تھکے کرنے والے جیسے سورج کے شرور میں ہے چوہن الناس ففی الضلال ہی اللہ کے بعض دلوں میں جو اللہ کے بارے میں علم بطریق سمجھتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کی بیرونی کستے ہیں اور جب فرمایا چوہن الناس میں بعد ازیں ہی اللہ بغیر جلالہ ولا عظمی ولا یجبت شہید کے بعض لوگ علم اور جاننے اور دشمنی قاتل کے بغیر اللہ کے بارے میں لڑتے سمجھتے ہیں۔ اور وہ کہہ کے شرور میں اور آخر میں سورہ تہا میں مومنوں کی کبھی دو شبیں بیان کی ہیں اس میں اور اصحاب جنت یعنی مقرب بارگاہی اور اور پر ہیزگار انیک کھڑ لوگ۔ جس میں آیات سے معلوم ہوا کہ مومنوں کی وہاں مقرب ہیں اس طرح ہوا کہ۔ اور کافران کی کبھی دو شبیں ہیں کفر کی طرف بلانے والے اور ان کی تعبیر کرنے والے اور منافقوں کی کبھی دو شبیں ہیں خالص عور کے منافق اور منافق جن میں خلق کی ایک اودھ ٹان ہے۔

بھاری و مسلم میں یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں جن لوگوں کو دیکھا ہے وہ میں نے ایک سو اس میں ایک شخص خلق کی ہے جب تک اسے نہ چھوڑے یا نہ کرنے میں جہنم میں جہنم ہونا اور عاقبتی کرنا حالت میں خیانت کرنا اس سے ثابت ہوا کہ انسان میں کبھی عاقبتی کا کچھ حصہ ہوتا ہے جو وہ منافق علی ہو یا منافق ہی جیسے کہ آیت وحدہ یستعظم ہے مطہر ہے۔ مطہر کی ایک صفت اور عطا کر کے ایک کر وہ لایکی مذہب ہے اس کو بیان پہلے کبھی کر چکا ہے اور بعد کبھی آئے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چہ قسم کے میں ایک تو منافق اور جو دشمن جو منافق کی طرح چٹک رہا جو دوسرے اولی جو کفار تھو ہیں ان میں سے اولی جو کفار ہیں۔ تیسرا اولی خالص مومنوں کا ہے جو چاہتا ہے اور اللہ کریم چوہن کی طرح کر دلی ہے۔ دوسرا کافر کر دلی ہے جس پر یہ ہے نہ نہ ہو۔ تیسرا اولی خالص مومنوں کا ہے جو چاہتا ہے اور اللہ کریم ہے۔ جو کہ اولی اس صفاتی کا ہے جس میں ایمان اور عقل و فہم ہیں۔ ایمان کی مثال اس آیت کی طرح ہے جو کہ بڑھ پئی ہے نہ نہ رہا اور منافق کی مثال اس پر نہ کی طرح ہے جس میں پیچ اور خون نہ ہوتی چاہے ۱۰۰۔ اب جو ۱۰۸ چھ جائے دوسرے پر غالب آجاتا ہے۔ اس سے یہ کہ اللہ بہت ہی محکم ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں اگر اللہ چاہے تو ان کے کان اور آنکھیں بند کر دے۔ مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے حق کو جان کر اسے چھوڑ دیا تو اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی اگر چاہے تو ظہر اور اگر چاہے تو حائل کر دے۔ یہی قدرت کا بیان اس لئے کیا کہ پہلے مومنوں کو اپنے مذہب اور اپنی جہت سے ڈر لایا کہ وہ انہیں ٹھیک ٹھیک لینے پر تیار ہے۔ قدر کے معنی قادر کے ہیں جیسے علم کے معنی عالم کے ہیں۔ اور جو چاہے فرماتے ہیں یہ اس میں ایک ہی قسم کے منافقوں کی ہیں۔ ان میں سے کسی میں "و" کے ہے یعنی اور جیسے فرمایا ولا قطع منہم انما کفر کفر کے ساتھ "و" انصار کے لئے ہے حتی خود یہ مکتب ہیں نہ خود وہ مکتب ہیں نہ انصار ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں اور جیسے کہ قرآنی یعنی قرآنی کے لئے ہے جیسے قرآنی زبان کا لہجہ ہے مجلس الحسب او فہم سہوہ ذہنری کی بھی کہی تو یہ فرماتے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی مثال میں سے جو کمال چاہو بیان کرنا ان لوگوں کے مال کے مطابق ہیں میں کہتے ہوں یہ بہتر منافقوں کی قسمیں کے ہے ان کے احوال و صفات طرح طرح کے ہیں جیسے ۱۔ ذرات میں ۲۔ وقتہم و منہم و منہم کے لئے وہی بہت سی قسمیں بہت سے احوال اور بہت سے اقوال بیان کئے ہیں۔ تو یہ لوگوں کی مثالیں وہ قسم کے منافقوں کی ہیں جن ان کے

احوال اور صفات سے پاکس مٹا دیں اللہ امہ سورہ تور میں اور قسم کے کفار کی مثالیں بیان کیں ایک کفر کی طرف ہلنے والے دوسرے عقیدہ قرار دے دے واللہ اعلم بالصواب بغیرہ کے مقرر ہو چکا ہو مٹا دینا ہے جس کی مثال مثل حقیریت کے تو اسے کی کفر کی طرف ہلانے والوں کی ہے جو اصل مرتکب میں پہنچے ہوئے ہیں دوسری مثال مٹا دینا کی ہے جو وقت جہالت میں تھا یہ اللہ اعلم۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۚ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بَنَاءً ۖ وَانزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا أَنْتُمْ تَعْبُدُونَ

تَعْبُدُونَ

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے سب کو پیدا کیا جس پر تمہارا ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو چھوڑا اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی۔ نیز وہ آسمان کو چھت کے اندر شریک معزت کو

اللہ تعالیٰ کا تعارف: یہاں سے اللہ تعالیٰ کی توصیف اور اس کی اہمیت کا بیان شروع ہوتا ہے۔ پہلی بات یہ بتا دیا کہ وہ م سے وجود میں آیا ہی ہے نہ ہر طرح کی طرحی اور باطنی نہیں معارف میں اس نے زمین کو فرش بنا دیا اور اس میں مہذب مہذبوں کی جگہیں چھوڑ دیں اور آسمان کو چھت بنا دیا دوسری آیت میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو محفوظ رکھا ہے لہذا آسمان کو محفوظ چھت بنا دیا جو اس سے آسمان کی باتوں سے محفوظ رہے۔ پانی آسمان سے اتارنے کا مطلب یہ ہے اس وقت جب کہ لوگ اس کے پرست کرتے ہوں۔ ہمارا پانی سے طرح طرح کے پھل پھول پیدا کرتا ہے جس سے نوک باغداد الخاں زمین کے پورے پورے جیسے قرآن مجید میں جا رہا اس کا بیان آیا ہے ایک جگہ فرماتا ہے اللہ اللہ اللہ خلیل لکم الاذن فرائد اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دیا اور تمہیں پانی کی پوری صورتیں عطا فرمائیں اور زمین اور زمین پہنچا کر ان کی ان سے جو برکتیں والا اور ترسہ عالم کو پائے والا ہے۔ جس سب کا خالق سب کا راز سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسی وجہ سے وہی مستحق ہے کہ تم کی عبادت اس کا اور شریک نہ کر کے اسے کوئی لئے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شریک نہ غیر انھوں نے قربا نہ ہو۔

جو اللہ اور رسول چاہے کہنا بھی شرک ہے: بخلائی و تسلیم میں حدیث ہے ان معبودوں کو چھین پیر معبود مختلف سب سے بڑا کہ وہ کوئی ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو خالق ہے شریک نہیں اور حضرت سیدنا ابن حدیث میں ہے کہ کیا کہتے ہو کہ اللہ کا خلق بندوں پر کرے؟ یہ کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کی عبادت میں شریک نہ کریں دوسری حدیث میں ہے کہ تم میں سے کوئی نہ کہے کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے بلکہ میں کہے کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے۔

فصل میں علم و حضرت ماسر رضی اللہ عنہما کے سونیلے بھائی (فرماتے ہیں میں نے خواب میں چھ بیویوں کو دیکھا میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم یہ ہیں جس نے کہا انہوں میں تمہیں بڑی قربانی ہے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا چہا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا تم بھی اچھے لوگ: دو تین انہوں میں شریک ہو جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے۔ ہمارے نصرا اللہ کی برکت کے پاس



[illegible]

ایک شخص نے رسالہ پیش کیا کہ کیا وہ خانی چوبہ در آپ چوبہ در **علیہ السلام** نے لکھا کیا تو مجھے ہندو خانی کا اثر یہ  
 محترم انا ہے میں کہ "نور اللہ خانی" آیا ہے۔ "انہی مردوں پر یہ قسم گنت توحید کے اسرار غافل ہیں توحید و ملی کے چاند کے شے  
 سب اعمال سے بیان ہوئی ہیں۔ انہی طریقے قسم نکالو اور ساتھیوں کو گناہ خانی کے پانی مروت و فہم و بار و فریب ہندو کی مہارت کو دیکھتی ہیں کہ  
 توحید کے پانچہ نہ ہوں گے۔ انہی کوئی نو شریک و نورج نہ لکھو گے۔ انہیں پہچاننے سے نہ فرماہتے ہو کہ اس کے سوا کوئی رب نہیں  
 اور انہیں مردوں کا پانچا کے اور قسم ہے کہ ان کے رسالہ **علیہ السلام** میں ان توحید میں طرف دار ہے۔ میں جس کے حق دیکھوں گے میں کوئی  
 شک نہیں شریک اس سے بھی زیادہ چریدہ ہے جسے پہچاننے کی جودات کے اندر ہے۔ میں کسی صاف و چرچہ چل رہی ہوں۔ انسان کا یہ کہہ کہ  
 قسم ہے ہندو کی اور قسم ہے آپ کی میت کی یہ بھی شریک ہے۔ انہیں کا یہ کہہ کہ "اور یہ ضابطہ خانی تو چور ہے کہ انہوں نے گھر میں گھر  
 تھے" یہ بھی شریک ہے اور کیا یہ قوس کے ساتھ چرچہ میں نہ ہوئی تو چوری ہو جاتی ہے بھی شریک کہ کہ ہے۔ کسی کا یہ قوس کے ساتھ چاہے  
 مرد تو ہے یہ بھی شریک ہے۔ کسی کا یہ کہہ کہ "اور انہوں کا اور انہوں کے ساتھ سب مہارت شریک ہے۔"

مکمل حد تک سے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ کو "اللہ تعالیٰ ہے" اور جو آپ میں "آپ" کے لفظی ساتھ آئے  
تعالیٰ کا شریک نہیں ہے۔ دوسری حد تک میں ہے قرآن کے لوگ جو کہ تم قرآن لے کر آئے ہو تو حد طلب اور طلب نہ۔ جس کا  
تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ کے معنی ثابت اور بار کے ہیں۔ کلام قرآن میں ختم قرآن انہیں چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ  
نہیں دلا شریک ہے بلکہ جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پاؤں کے زلزلے کا وہ بیخ کنی کا حکام: مسند احمد میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرمایا اللہ عزوجل نے حضرت کنی علیہ السلام کو بیخ کنی کا غم دیا کہ ان کا محل کو اور اپنی سر اٹھل کو بھی ہاں پر غم کرنے کا غم دیا۔ قریب تھا کہ وہ اس میں نہ داخل کر دیں تو حضرت مسیح علیہ السلام نے انہیں دلا دیا کہ آپ کو یہ دیکھا، عالم کا غم تھا کہ اس بیخ کنی والی نے خود کار نہ ہو کر اس کو بھی غم دیا، ہاں یہ خود آپ کہہ دیجئے جس بیخ کنی دیا۔ حضرت کنی علیہ السلام نے فرمایا مجھے ہے کہ اگر آپ ہیبت کر گئے تو کہیں مجھے خطاب نہ کیا جائے یا زمین میں اعلان نہ کیا جائے۔ جس حضرت حنی نے فرمایا انہیں کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیخ کنی ہو گئی تو وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد انہیں کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنچایا کہ میں کا غم کو یہ کہ خود میں کر کے تم سے میں ان پر عمل کر رہا ہوں۔

(۱) یہ نیک اندلی صورت تو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص خاص اپنے مال سے کسی غلام کو خریدے، غلام کو کلچر کرے اور پھر بچہ نکالے کسی اور کو بیچ دے، کیا تم اس سے کوئی بات کہہنا نہ کہنا چاہو؟ اگر اس کا جواب ہو "نہیں" اسی طرح تمہارا بیچ کرنا ہے "نہیں" تمہاری زبان دیکھو "تو یہ بالکل باطل ہے"۔ شریک نہ دلی ہے جس غلام کی صورت تو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

(۴) یہ کہ نواز کو اگر اسے قتل کا بدلہ ملے تو اس کی طرف سے ہر شے کی وہ نواز کی اور اس کا کھانا کھائے اور اسے دے دے۔

(۳) یہ کہ روزے رکھنا صرف اپنی مثال اپنی ہے جیسے کسی شخص کے پاس مکان کی تعمیل ہوئی ہو جس سے اس نے تمام ماحصلوں کے بدلے معطر میں پھر رکھ روزے دہانے والی خوشبو رکھنا تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔

(۲) یہ کہ محدودیتیں نہ ہوں گی، مثلاً دنیا ہے جیسے کسی ٹھکانے کو دشمنوں نے قید کر لیا اور مردوں کے ساتھ اس کے ساتھ جانہ دے دیں اور مردوں مدد کے لئے ہے۔ ”وہ“ نے حکاک کرکھ سے فو پلے اور تجھے بخورنڈا پتا چڑھ کر کچھ تھا کنڈا اور اب لا کر وہی جانتا  
بھول

(۵) حکم کی کاپی ہے کہ بغیر اس کے ہم کارور کر دیاں گا کہ اور کسی کی مثال میں فعلی طرح ہے جس کے چھپے ہوئی کے ساتھ دشمن کو روکا آتا ہے۔ وہ روایتیں منبہہ خبر میں مفسر جاتا ہے اور وہاں امن و امان دیتے ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت شیطان سے چھاپا جاتا ہے۔ یہ فرمان رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے میں بھی جیسی جانچ پاؤں گا کھر کرناؤں جن کا کھر چاہی ہو۔ اسی تعالیٰ نے بھی ہے "مسلمانوں کی جماعت کو لازم ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور سلطان کا حکم و سنت کے احکام و سنت کو ماننا چاہے۔ کہ اور جو نہ کرے جو فعلی جماعت سے ایسا باعث ہو جنک گمراہی میں اسلام کے بے گناہ ہونے لگے۔ مگر یہی حال ہے کہ جو کھر کرے۔ جو فعلی جماعت کی کاپی ہے۔ وہ جہنم کا کھر کرنا کرکت ہے۔ جو کھوں نے نہ یہ رسول اللہ ﷺ اگرچہ دور دورہ و دور دورہ اندازی ہو فرمایا اگرچہ نہ زچہ صاحب دور و دور۔ کہنا ہو اور اپنے آپ مسلمان سمجھتا ہو۔ مسلمانوں کو ان کے حق میں ہوں کے ساتھ پکارے۔ کہ اور خود اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں "مسلمین مسلمانین اور عباد اللہ۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

اس آیت میں بھی کیا جان ہے۔ ان تعالیٰ عز نے جس میں پیدا کیا ہے وہی تم میں روزیوں دیتا ہے۔ پس عبادت بھی اسی کی کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اس آیت سے ثابت ہوا ہے کہ عبادت میں تخصیص یا تفریق کا پورا نہیں رکھنا چاہیے کسی اور کی عبادت نہ کرنی چاہیے ہر قسم کی عبادت اس کے لئے ہی ہے۔

[illegible]

کسی یہ وہی ہے جو چھار گیارہ ائمہ نے ہر گیارہویں ہے؟ تو اس کے کہا کہ یا صاحبانِ اہل اللہ البقرہ قبضت علی الصغیر وال  
آخر الاقطار یعنی اہل علی الصغیر۔ خصوصاً ذات النواج، وفوض ذات النواج، وبخار ذات النواج، الا بذلک علی ما یجوز  
الطریق الصغیر، یعنی چنگی سے مرنے کا معبود ہونے اور اپنی کے نشان کو زمین پر دیکھ کر معلوم ہو جائے کہ کوئی آدمی آیا ہے یا نہیں یہ  
جو زمین و آسمان یہ راستوں و طرقات میں ہمارے ہاتھ میں ہے، تو اس نے اسی کو خدا تعالیٰ باریک بین اور خبردار کے وجود پر دلیل نہیں بنائے؟  
فاما انک سے ہادوت کرشمہ نے چھار ائمہ تعالیٰ کے وجود پر کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا انہوں کا مختلف ہونا تو انہوں کا  
جدا ہونا مستحسن کا ایک ہونا بدست کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہے۔

فلامنڈینز سے بھی یہی سلیہ ہوتا ہے تو آپ جواب دیجئے ہیں کہ سمجھنا، میں ان کی سوجھ بوجھ میں ہوں مگر انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ بہت بڑی شخصیت ہیں جس میں طبع امرت کی عمارتیں بنی ہیں تو کوئی ان کا ٹھکانہ یہاں سے چلانے والا ہے یا جہاں اس نے رہا



ہمارا اقرار ہے کہ اس کے سوا کوئی پالنے پوتنے والا نہ اس کے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہ اس کے سوا کوئی  
موجود برحق نہ اس کے سوا کوئی سکودا ملک ہیں اور دنیا کے لوگو اس کو سیر اور کل اور پھر ساری یہ سیر و نباتت اور آجائی کی طرف ہے  
میرا ملک اور پست ہو جائی کے سامنے ہے۔ سیری تینوں کا سر کر سیری مسعودی کا سر: سیر لہای اور پلوئی ایک ہے اسی کے دست و قوت  
کو دیکھیں ہوں اور ہر وقت اسی کا نام لیتا ہوں۔

وَأَن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا  
شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا  
فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝

ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم نے اس میں شک کیا ہے اور تم نے اعلان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے  
سوا اور اپنے خدا ہوں تو بھی بلا کسی دلائل کے نہ لیا اور تم ہرگز نہیں کر سکتے تو اسے جان کر اس شک سے بچ جس کا پھر میں نہیں ہوں اور پھر یہ  
کاغذ کے لئے چو کی گئی ہے۔

نبوت کی تحدید: توحید کے بیان کے بعد اب نبوت کی تحدید ہو رہی ہے کفار کو خطاب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے جو قرآن  
پاک اپنے بندے (حضرت محمد ﷺ) پر اتارا ہے اسے اگر تم ہمارا کام نہیں مانتے تو تم خود تمہارے مددگاروں کی طرح اور قرآن تو ہمیں  
صرف ایک سورت قرآن مجسمی بخلائی ہے تم اسے نہیں کر سکتے اور اسے عاجز ہو تو پھر اس قرآن کے کلام فائدہ ہونے میں کیوں شک  
کرتے ہو؟ وہ خدا کا ہے یہ سہرا ہمارا اور تمہاری ہے جس کی مدد کیا کرتے تھے تو مطلب یہ ہوا کہ جنہیں تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے  
انہیں بھی بلا دلوں اور اس سے بھی مدد چاہو۔ پھر اس میں ایک سورت تو بخلائی ہے محمدؐ فرماتے ہیں کہ تم اپنے مائکوں اور اپنے بھائیوں میں کسی  
دین کو مانو جس سے بھی مدد لے لو۔

قرآن کریم کا اعجاز: قرآن کریم کے اس معجزے کا عہد اور اس طرز کا کام کی جگہ ہے سورہ قصص میں ہے ﴿فَلَقَدْ  
بَعَثْنَا فِي نَجْدِ الْعَرَبِ رَجُلًا أَنذَرَهُمْ نَارَ عَذَابٍ ذُو عُنُقٍ﴾ (یعنی قریب دو سو سے) (یعنی قریب دو سو سے) (یعنی قریب دو سو سے) (یعنی قریب دو سو سے)  
ابھی اس کی تابعداری کروں گا سورہ صافات میں فرمایا ﴿فَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فَتْلُوهُ﴾ (یعنی اگر تمام جن اور  
انسان میں ہو کر ہر ایک دوسرے کے یہ چاہیں کہ اسی جیسا قرآن انہیں تو بھی ان کے امکان میں نہیں سورہ ہود میں فرمایا  
﴿فَمِمَّا تَخَوَّلَتْ لِئَلَّا تُفْلِتُوا﴾ (یعنی کیا یہ لوگ ہیں کہ یہ قرآن کو خود اس دشمن نے مکرید کر لیا  
کر دے کہ تم اسے تو تم سب مل کر اور عہد کے ساتھ نہیں تم بولا کہ جس دس سو میں جلائی سورہ یونس میں ہے ﴿وَمَا كَانَ  
هَذَا الْقُرْآنُ أَن يَقُولَ رَبِّيَ إِلَهٌُ إِلَّا نَجْمٌ خَالِقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ (یعنی یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا اور کی طرف سے کفر اور  
شک نہیں بلکہ یہ بکلی کتابوں کی تحدید کرنے والا اور کتاب کی تفصیل ہے جس کے اللہ کی کوام ہونے میں کوئی شک نہیں جو رب العالمین  
کی طرف سے ہے کیا یہ لوگ اسے خود ساختہ بتاتے ہیں؟ ان سے کہو کہ اللہ کے سوا ہر شخص کو بلا کر اس قرآن کی سچاؤں سورہ نوح میں  
سے ایک چھوٹی سی سورت جس کی کوئی ایک سورت تو بخلائی ہے کہ تمہارا حق ظاہر ہو۔

یہ تمام آیات تو کفار میں ڈالیں ہوں اور اہل مکہ کو اس کے مقابلے میں عاجز و پست کر کے ہمارے معبود میں بھی اس





جو ہر دہائی ہوسے مطلب یہ ہے کہ میں اس کے ساتھ شامل کیا گیا ہوں اور قرآن کریم بھی کوئی ہے جو اپنے سوا کسی اور  
مذہب سے قرآن کو اپنا مذہب کر دے والا ہے بخلاف دوسری آسمانی کتابوں کے کہ ان کے ساتھ کسی مذہب سے خلل نہیں دلا  
اور

انھیں صرف تنبیہ کی نوبت تھی۔ ان کی عداوت اور دین اسلام کی مخالفت پر علاوہ ان مجاہد کے بھی اس قدر دلائل ہیں  
جو کہ بھی نہیں جاسکتے۔ واللہ اعلم۔ بعض متکلمین نے قرآن کریم کے الفاظ و آیات عربیہ پر بیان کیا ہے جو اہل سنت کے اور  
مذہب کے قریب پر مشرک اور کلمے ہیں کہ ہاتھ جو قرآن فی کسر مجزوم ہے انسان کے مکان میں ہی نہیں کہ دوسری جگہ کے نہیں  
اس کا مصدر نہ رہے تو قدرت و طاقت ہی نہیں۔ یہ کہ اگر وہاں کا حال نہ ملے تو اس کی طاقت سے ہم نہیں لیکن باوجود اس  
کے انھیں مصدر نہ کا حقیقہ پا جاتا ہے اور مصدر ہوا وہ شخص میں ہو گئے ہوتے ہیں اور ان کو ناس نے نے ہے اور طاقت سے  
قرآن لے لے اور ہر جگہ کے برابر کر کے کے لئے تیار ہیں لیکن ہر قرآن کا مصدر اور مقابلہ ان سے نہیں کیا جاسکتا۔ یہ مکمل  
ہے نہایت پر کہ یہ قرآن کریم نہ کی جانب سے ہے کہ باوجود قدرت و طاقت ہونے کے وہ انہیں روک دیتا ہے اور قرآن کا  
مشتق نہیں کرے گا۔ ہاں کہ جاتے ہیں۔ تو یہ دوسری چیز ہے کہ پسندیدہ نہیں تاہم اگر سے لگن لپو پوئے تو اس سے بھی قرآن کا  
نقد اور رد ہے۔ یہ جو بھی قرآن کی مخالفت ہے اور مخالف ہے کی خاطر ملامت رکھتے ہیں۔

۱۔ ہادی نے بھی چھٹی چھٹی سورتوں نے ساری کے جواب میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ ﴿وَلَوْ فُتِحَ﴾ کے معنی بعد میں  
کے ہیں جس سے شک جاتی ہے۔ جیسے یہاں، ﴿وَلَوْ فُتِحَ﴾ قرآن کریم میں ایک جگہ لکھا ہے ﴿وَلَوْ فُتِحَ﴾ لفظاً لفظاً  
حفظاً ﴿وَلَوْ فُتِحَ﴾ جنم کی طرف ہیں۔ اور جگہ فرمایا اور تیسرے دو مصدر جو اللہ کے سوا ہیں انہیں کی طرف ہیں تم سب اس میں اور  
یہ کہ اگر وہ کچھ سمجھتے تو وہاں اور نہ ہوتے۔ اصل یہ سب کے سب اس میں عیب ہے والے ہیں اور ﴿وَلَوْ فُتِحَ﴾ کے معنی  
ہیں پھر کہ یہاں ہر ایک جگہ کے تحت یہاں اور نہ ہوتے۔ اور باوجود یہ کہ یہاں ہی کی ایک جگہ سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نہیں سمجھتا  
رکھے۔ آئیں وہی مصدر فرماتے ہیں کہ ان پھر ان کی زمین و زمان کی یہی شکل نے ماحول ہی ان میں مل پر یہ کیا کیا ہے۔ انہیں  
ہرگز۔ ہادی اپنی خاطر مصدر لکھتا ہے کہ ان میں سے دو مصدر ﴿وَلَوْ فُتِحَ﴾ اور ﴿وَلَوْ فُتِحَ﴾ یعنی اللہ علیہ السلام سے ہادی نے نقل کیا ہے کہ جنم میں یہاں  
کہ جگہ کے پھر بھی ہیں ان کی تحت ان کے کلاموں کو مذہب کیا ہے کہ ﴿وَلَوْ فُتِحَ﴾ قرآن میں کہ ان میں جس کو یہ ہر اور کی  
ہر سے بھی فریاد ہے۔ کہ میں علی اور ان پر چڑھا گیا ہے جس میں کہ ہر مذہب کے مذہب ہے اور سخت پڑھیں۔ بعضوں نے کہا ہے  
مرا وہ پڑھیں ان کی صورتیں دیکھ کر ہر جگہ جاتی تھیں اور پھر ان کی پریشانی کی جاتی تھی جیسے اور جگہ ہے ﴿وَلَوْ فُتِحَ﴾ و ما فُتِحَ لَمِنْ  
فُتِحَ لَمِنْ فُتِحَ جہنم کے ہم نام تھا ہے اور جو نہ کے سوا ہیں جنم کی نگاہیں اور قرآن میں ہادی نے ان کی قول کو تشریح کی  
ہے اور کیا ہے کہ مذہب کے پھر ان کے لکھا کوئی نہ تھا۔ یہی اس کے مراد ہی مذہب اور ادب ہے اور جو پھر اس میں بھی اللہ  
انہی کے سوا پڑے جاتے ہوں ہے۔ لیکن یہ وہی قوی وجہ نہیں ہے کہ اب آپ مذہب کے پھر اس سے سنائی  
ہے تو ظاہر ہے کہ ان کی حق اور حرامت معمولی آدمی سے بہت زیادہ ہوئی ہے اور ان کے ہر اور سناں اور شے بھی بہت زیادہ  
ہوئے۔ علاوہ ان کے بلکہ سلف نے ان کی تفسیر ہی مراد ہے۔ وہی حرمات ہیں جس میں آپ کا مذہب بھی مذہب ہے اور ان میں  
مقصود ان کی پیروی اور ان کی حرمات کیوں نہ ہو ہے اور ان کے لئے ان کی جہاں پڑے مراد مذہب کے پھر فرمایا زیادہ سب  
ہے کہ وہ ان کی پیروی اور ان کی حرمات کیوں نہ ہو ہے اور ان کے لئے ان کی جہاں پڑے مراد مذہب کے پھر فرمایا زیادہ سب  
ہے کہ ان کے لئے اور ان کے لئے ایک حد میں ہر موانی ان میں ہے لیکن یہ حدت مذہب اور مذہب نہیں۔ قرآنی فرماتے ہیں





اور سینے کے لور کچھ بھی نہیں۔ باقی تو تو سر اسرارِ باطنِ ناجائز ہے۔ پھر غریہ کہنے لگا کہو اسے عروا کیسی تھی؟ اس نے کہا مجھ سے کیا پوچھتے ہو اسے تو تو خود جانتے ہے کہ سر اسرارِ کتب و بیجان ہے۔ بھلا کہاں یہ فضولِ کلام اور کہاں وہ عکسوں سے بھر جی رہا کام۔

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ  
كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأَتُوا بِهَا  
مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَنْوَاعٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۰﴾

ایمانداروں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جناتوں کی خوش خبریاں دو جن کے نیچے نہریں یہ رہی ہیں۔ جب انہی جہنوں کی رودہاں دینے جائیں گے تو کہیں گے یہ وہی ہے جو ہم اس سے پہلے دیکھ چکے تھے اور ہم فعل لائے جائیں گے اور ان کے لئے وہاں ہیں صاف ستھری اور وہاں جناتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

ایمان والوں کے لئے خوشخبری اور جنت کی چند نعمتیں: چونکہ پہلے کافروں اور دشمنانِ دین کی سزا عذاب اور رسوائی کا ذکر ہوا تھا اس لئے یہاں ایمانداروں اور نیک صالح لوگوں کی جزا ثواب اور سرخروئی کا بیان ہو قرآن کے مثالی ہونے کے ایک معنی یہ بھی ہیں اور صحیح قول بھی یہی ہے کہ اس میں ہر مضمونِ نظامی جائزہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کا مفصل بیان بھی کسی مناسب جگہ آئے گا۔ مطلب یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ کلر کا کفر کے ساتھ ایمان کا۔ نیلوں کے ساتھ ہروں کا اور ہروں کے ساتھ نیلوں کا ذکر ضرور آتا ہے۔ جس چیز کا بیان ہوتا ہے ساتھ ہی اس کے مقابلہ کی چیز کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ کسی چیز کو ذکر کر کے اسکی نظیر کو بھی نہیں بیان کیا گیا ہے۔ یہ معنی ہیں (مفتشامہ) ہونے کے لور یہ دونوں نقطہ قرآن کے اوصاف میں وارد ہوتے ہیں اسے مثالی بھی کہا گیا ہے لور قتبہ پہ بھی فرمایا گیا ہے۔ جناتوں کے نیچے نہریں بہتا اس کے درختوں اور بالا خانوں کے نیچے بہتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ نہریں بہتی ہیں لیکن گڑھا نہیں' حدیث میں ہے کہ شہر کوڑکے دونوں کنارے نیچے موتیوں کے تھے ہیں اس کی مٹی منگنا خاص ہے اور اس کی نگریاں لوگوں اور جوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی یہ نعمتیں عطا فرمائے وہ احسان کرنے والا اور بزرگوار ہے۔ حدیث میں ہے جنت کی نہریں مٹھی پھاڑوں کے نیچے سے جاری ہوتی ہیں (ابن ابی حاتم) حضرت عبداللہ سے بھی یہی مروی ہے۔ جنتیوں کا یہ پہلے بھی ہم یہ دیکھ چکے تھے اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں بھی یہ سونے ہمیں ملے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل بیت (علیہم السلام) جو بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ہم اس سے پہلے یعنی کل بھی یہی دیکھ چکے تھے یہ اس لئے کہیں گے کہ ظاہری صورت و فعل میں وہاں کل مشابہ ہوں گے۔ یعنی بن کثیر کہتے ہیں کہ ایک پیالہ آئے گا کاس میں گے پھر دوسرا آئے گا تو کہیں گے یہ تو ابھی کھایا ہے۔ فرشتے کہیں گے کہ کھائے اگرچہ فعل و صورت میں یکساں ہے لیکن مزہ اور ہی ہے۔ فرماتے ہیں جنت کی کھان (مفران) ہے اس کے نیچے منگ کے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے خواہ صورت نگان لور دوسرے سے سونے والا کر پیش کر رہے ہیں وہ کھارہے ہیں وہ پھر پیش کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں اسے تو ابھی کھایا ہے۔ وہ جواب دیتے ہیں حضرت زنگہ روپ ایک ہے لیکن ذائقہ اور ہی ہے کچھ کر دیکھئے کھاتے ہیں تو اور ہی اظہار پاتے ہیں یہی معنی ہیں کہ ہم فعل لائیں گے۔ دنیا کے میوے سے بھی نام اور فعل و صورت میں ملنے پیتے ہوں گے لیکن مزہ کچھ دوسرا ہی ہوگا۔

ابن عباس کا قول ہے کہ صرف نام میں مشابہت ہے ورنہ کہاں دنیا کی چیزیں اور کہاں جنت کے خوانِ نعمت؟ یہاں تو فقط









ہے۔ جانورین کھانے والے گوشت خور، انہیں نے تیسرا نمونہ پیش کیا کہ اے اللہ! یہ تو میری طرف سے ہے۔

خدا نے ان جانوروں کو کھانے والا کوں بنا دیا۔ ان بات کا وقت ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا: اے میری طرف سے ہے۔ جانورین کھانے والے گوشت خور، انہیں نے تیسرا نمونہ پیش کیا کہ اے اللہ! یہ تو میری طرف سے ہے۔ جانورین کھانے والے گوشت خور، انہیں نے تیسرا نمونہ پیش کیا کہ اے اللہ! یہ تو میری طرف سے ہے۔

انہوں نے اس مسئلہ کو ثابت کیا کہ جانورین کھانے والے گوشت خور، انہیں نے تیسرا نمونہ پیش کیا کہ اے اللہ! یہ تو میری طرف سے ہے۔ جانورین کھانے والے گوشت خور، انہیں نے تیسرا نمونہ پیش کیا کہ اے اللہ! یہ تو میری طرف سے ہے۔

پھر انہوں نے یہ ثابت کیا کہ جانورین کھانے والے گوشت خور، انہیں نے تیسرا نمونہ پیش کیا کہ اے اللہ! یہ تو میری طرف سے ہے۔ جانورین کھانے والے گوشت خور، انہیں نے تیسرا نمونہ پیش کیا کہ اے اللہ! یہ تو میری طرف سے ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ يَكْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین پر سب کچھ پیدا کیا اور پھر ان کو ستر آسمانوں میں برابر کیا۔ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

کے ہیں (مفسر) کہ اسم مجسّم ہے۔ پھر بیان فرمایا کہ اس کا علم محدود نہیں ہے جیسے اور جگہ ارشاد ہے ﴿لَا يَعْلَمُ مِنْ خَلْقٍ﴾ کیا وہ علم ہو سکتا ہے جو خالق ہو؟ سورہ رحمہ (فصلت) کی آیت ﴿لَقُلِ اللَّهُمَّ لَكَ يُخْفَوْنَ﴾ گویا اس آیت کی تفصیل ہے جس میں فرمایا ہے کیا تم اس اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ جس نے زمین کو صرف دو دن میں پیدا کیا۔ تم اس کے لئے شریک ٹھہراتے ہو؟ سورہ بقرہ (الحاکمین) ہے جس نے زمین میں مہبوط پہرہ اور سے گاڑ دیے ہیں جس نے اس زمین میں برکتیں اور روزیاں رکھیں اور چاروں دن میں زمین کی سب چیزیں درست کر دیں جس میں اور بابت کرنے والوں کی تخلیق ہے پھر آسمانوں کی طرف توجہ ہو کہ جو در حوالہ میں کی شکل میں تھے فرمایا کہ اسے زمین و آسمان اور فوٹی یا فوٹی سے آہستہ آہستہ تو دونوں نے کہا پاری تعالیٰ ہم تو خوشی خوشی حاضر ہیں۔ دو دن میں ان ساتوں آسمانوں کو پورا کر دیا اور ہر آسمان میں اس کا کام پختہ کیا اور دنیا کے آسمان کو ستاروں کے ساتھ مزین کر دیا اور انہیں (شیطانوں سے) بچا دیا گایا یہ ہے اندازہ اس اللہ کا جو بہت بڑا غالب اور بہت بڑے علم والا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے زمین پیدا کی پھر ساتوں آسمانوں کو بنایا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر عمارت کا مبنی کا قاعدہ ہے کہ پہلے نیچے کا حصہ بنایا جاتا ہے پھر اوپر کا مفسرین نے بھی اس کی تصریح کی ہے جس کا بیان آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن یہ سمجھ لینا چاہئے کہ قرآن کریم میں اور جگہ ہے ﴿الْأَسْمَانُ أُنْشِئَتْ خَلْقًا فَمِ الْمَسَاءِ﴾ قصہ درسی پیدا کنش مشکل ہے یا آسمانوں کی؟ اللہ تعالیٰ نے اس کی موندنی بلند کر کے انہیں ٹھیک ٹھاک کیا اور ان میں سے رات دن پیدا کیا پھر اس کے بعد زمین پھیلائی اس سے پانی اور چاروں نکال اور پیرتوں کو گاڑا جو سب تمہارے اور تمہارے جانوروں کے کام کی چیز ہیں اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ زمین کی پیدا کنش آسمان کے بعد ہے تو بعض بزرگوں نے تو فرمایا ہے کہ مندرجہ بالا آیت میں ﴿فَمِ الْمَسَاءِ﴾ صرف عطف خبر کے لئے ہے عطف فعل کے لئے نہیں یعنی یہ مطلب نہیں کہ زمین کے بعد آسمان کی پیدا کنش شروع کی بلکہ صرف خبر دینا مقصود ہے کہ آسمانوں کو بھی پیدا کیا اور زمینوں کو بھی۔ عرب شاعروں کے شعر میں یہ موجود ہے کہ کہیں ﴿فَمِ﴾ صرف خبر کا خبر پر عطف ڈالنے کے لئے ہو جاتا ہے تقدیم تاخیر مراد نہیں ہوتی اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ آیت ﴿فَمِ الْمَسَاءِ﴾ میں آسمانوں کی پیدا کنش کے بعد زمین کا پھیلاؤ اور پختہ ہونا بیان ہوا ہے نہ کہ پیدا کرنا۔ تو ٹھیک ہے کہ پہلے زمین کو پیدا کیا پھر آسمان کو پھر زمین کو ٹھیک ٹھاک کیا تو دونوں آیات ایک دوسرے کے مخالف نہ ہیں اس سبب سے اللہ کا کام بالکل مخلوط ہے۔ ان میں سے بنی معنی بیان فرماتے ہیں (یعنی پہلے زمین کی پیدا کنش پھر آسمانوں کی بابت زمین کی اور پھر وہ بعد کی چیز ہے) ان معنوں میں "ان میں سے" اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور کسی چیز کو پیدا نہیں کیا تھا جب اور خلق کو پیدا کرنا چاہا تو پانی سے دھواں بلند کیا اور اونچا چڑھا اور اس سے آسمان بنائے پھر پانی خشک ہو گیا اور اس کی زمین بنائی پھر اسی کو ملک ملک کر کے سات زمینیں بنائیں۔ اتوار اور سوموار کے دو دن میں یہ ساتوں زمینیں بن گئیں زمین پھیلی ہے جھلی ہو ہے جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے ﴿وَإِنَّ الْفُلْكَ﴾ جھلی پانی میں ہے اور پانی مضاف ہے اور مضافہ فرشتے پر اور فرشتہ پھر پر اور یہ پھر وہ ہے جس کا ذکر القرآن نے کیا ہے۔ یہ پھر ہوا ہے جھلی کے بننے سے زمین کا پختہ کی تو اللہ تعالیٰ نے پہلوں کو گاڑ دیا اور زمین ٹھہر گئی یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ دَوَاسِيَ﴾ اُنْ قَصِيدَتِهِمْ (زمین کے لئے) اس لئے ہم نے اس میں پہلا بھاری ہے۔ پہلا زمین کی پیدا کردہ حالت وغیرہ زمین کی کل چیزیں منسلک اور جدا کے دو دنوں میں پیدا کیں اسی کا بیان ﴿لَقُلِ اللَّهُمَّ لَكَ يُخْفَوْنَ﴾ والی آیت میں ہے پھر آسمان کی طرف توجہ فرمایا جو در حوالہ تھا اسے آسمان بنایا پھر اسی میں سے سات آسمان بنائے پھر اور بعد کے دو دنوں میں بعد کے دن کو اسی لئے بعد کہا جاتا ہے کہ اس میں زمین و آسمان کی پیدا کنش منع ہو گئی۔ ہر آسمان میں اس نے فرشتوں کو پیدا کیا اور ان چچوں کو جن کا کام اس کے سوا کسی کو نہیں۔ آسمان دنیا کو ستاروں کے ساتھ زینت دی اور انہیں شیطان سے حفاظت کا سبب بنایا ان تمام چیزوں کو پیدا کر کے پروردگار نے عرش عظیم پر قرار دیا جیسے فرمایا ﴿حُطَّتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ هُنَّ مَنَّةُ الْإِنَامِ﴾ یعنی چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا







میں اللہ کو نافرمان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرمادی۔ سوئی کہتے ہیں کہ حضور، یہ تمہیں اس کے معنی بھی تو  
 دیکھنے کے ہو سکتے ہیں کہ ان لوگوں کو چاہیے کہ ان الیٰہ قائم ہیں کہ وہ اس نے اللہ تعالیٰ کے فرماؤ کو سب کے ساتھ  
 زمین پر لایا اور پہنچائی گئی قیامت اللہ کا صواب ہے۔ یہی فرشتوں نے کیا اور زمین میں خلیفہ بنائے سے مراد میں خلیفہ بنائے۔ یہ  
 حدیث میں ملے گا کہ اس میں مصنف ہے، اور نہ ہی فرشتوں سے مراد اللہ تعالیٰ کا نائب ہے نہ اللہ اعظم۔ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا  
 ہے کہ زمین سے مراد ہے مادی زمین مراد ہے۔ فرشتوں نے جب یہ مادی تو پوچھا تو کہ وہ خلیفہ کیا ہو گا اور جو اس میں کہ کیا تو کہ اس  
 کی داد میں اپنے کوٹ لگی ہوں گے اور میں میں خدا، زمین کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی اور خلیفہ نہیں میں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا نائب  
 ہے کہ اگر میرے حکام ہمارے کہ گاہ تو اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو اس نے قائم مقام میں اللہ تعالیٰ کا نائب اور  
 مخلوق میں عدل و انصاف کرنے میں نہیں تھا، چنانچہ اس نے اس کے خلیفہ نہیں۔ زمین پر رہے کہ یہاں مراد خلافت ہے۔  
 فیدانہ والوں کو اس سے فیدانہ والوں کے بعد کہ وہ خلیفہ علیہ نے اس میں ہے جب آپ نے بعد وہ اس نے قائم مقام ہونا  
 مراد ہے جس میں علی حلف لکھا کہ فلاں کا نائب فیکر علیہ کا خلیفہ ہوا جیسے قرآن کریم میں ہے کہ اس میں کے بعد حسین زمین کا خلیفہ  
 ہمارے کہتے ہیں کہ قرآن میں ہے۔ اور اس میں علیہ السلام کو خلیفہ کہتے ہیں اس کے کہ وہ اس کا نائب ہوا جیسے کہ ہے۔ ان  
 احادیث کہتے ہیں کہ مراد ہے کہ زمین کا نائب اس میں لایا گیا کہ اللہ تعالیٰ

ان میں نہ ہی فرماتے ہیں کہ پیغمبر زمین میں نہایت بڑے تھے۔ انہوں نے اس میں خلیفہ لایا اور ان کی عبادت کی بھرپور  
 کو بھی لیا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے انہیں ہمارے اور پڑوسیوں میں بھیجے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو یہ ان کے زمین  
 میں لایا تو گویا یہ پہلے انہوں کے خلیفہ اور پھر انہیں ہوئے۔ یہی فرشتوں کے قول سے مراد اور آدم میں ہیں وقت ان سے کہا گیا کہ  
 میں زمین کو دیا اس میں بسنے والی مخلوق کو پیدا کرنا چاہتا ہوں اس وقت زمین تو خالی تھی لیکن میں اس میں آباد کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ یہی اللہ تعالیٰ کا نائب  
 یہ بھی مراد ہے کہ چوتھے اللہ تعالیٰ نے انہیں معلوم کرنا چاہا کہ وہ آدم علیہ السلام سے اپنے کام کرنے کی قیادت لیا ہے یہ پوچھا۔ اور  
 یہ بھی مراد ہے کہ جنات کے سردار، انہوں نے نبی آدم علیہ السلام کو قیاس کر کے یہ جس ایک حضرت علیہ السلام کے مراد ہے۔ وہ اس سے  
 کہ آدم علیہ السلام سے دو چار سال پہلے سے جنات زمین میں آباد تھے۔ ابو العباس فرماتے ہیں کہ فرشتے ہر جہ سے ان سے اپنے لئے اور  
 جنات کو خدمت میں لے کر رہنے لگے اور وہ بعد کے دن انہیں لے آئے۔ میں انہوں کو قیاس کر کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی تھی کہ ان  
 آدم علیہ السلام آیا۔ یہاں کہیں سے اس چارہ انہوں نے لیا تھا۔

ابو العباس محمد بن علی فرماتے ہیں کہ علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ میں نے اسے ماضی ہوا استقامت تھی۔ یہ مراد زمین میں  
 انہوں نے حضور پر نظر ڈالنے کی عبادت تھی۔ ایک مراد جو ان سے آدم علیہ السلام کی بیعت تھی اور دوسرا وہ بیعت مطلقہ کہ تو پیغمبر ہے اپنے  
 دونوں ساتھیوں کو بھی خبر کر دی۔ اب جو اللہ تعالیٰ نے یہاں پر انہیں لایا تو انہوں نے یہ پہلے کہا نہیں یہ۔ دوسرے غریب ہے اور  
 صحیح ماں لینے پر بھی ممکن ہے کہ ابو جعفر نے اسے الیٰ کہ یہ ہو نہ۔ یہی مراد ہے کہ اس شخص سے روایت ہے کہ اس کا نام فرید  
 ہے وہ احمد۔ چنانچہ میں نے کہ وہ فرشتوں نے یہ ماضی نبی قرآن کی، الیٰ عبادت کے بھی خلاف ہے یہ۔ یہ بھی مراد ہے کہ یہ  
 اپنے اپنے فرشتے میں پڑا رہے اور سب نے یہ ہو جانے کے یہ بھی اس میں علی روایت ہے اور بہت ہی غریب۔ ان میں جو یہ فرماتے ہیں  
 کہ اس سولہ کی انہیں اجازت دینی تھی اور یہ بھی تو کیا تھا۔ یہ مخلوق کا بھی اس میں کوئی اور انہوں نے جواب ہے۔ یہ سلسلہ اعلیٰ  
 معلوم کرنے کے لئے یہ سولہ کیا کہ کوئی مقرر کیا اور انہیں اجازت دینی یا ہو۔ ان میں اس فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام نے یہ وائش  
 شروع ہوئی تو فرشتوں نے کہا کہ ممکن ہے کہ کوئی مخلوق جس سے زیادہ بزرگ اور عالم ہو تو ان پر یہ احسان لکھی آیا اور وہی مخلوق انہوں سے

لیکن چوٹی زمین اور آسمان کو بھی اسکا برادہ اور انہوں نے ہر لمحہ کر کے طاعت اسی کے لئے آرائی کیا کی طرف مشرق کی توجہ  
 اٹھ کر سے مراد اللہ تعالیٰ کی پائی ہیں کہ آقا پر صاف ہے اسی سے چلا پڑائی حضرت وغیرہ کہ تاثر میں نہ کرنا کہ مسخ لفظ میں ہے  
 وغیرہ صاف ہے تو اس کے تنبیہات کے ہیں پاک وہیں کو حق میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کوئی کام نہیں ہے آپ ﷺ کو ہونا دے میں وہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں  
 کے لئے بہت فرمایا ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ (مجھے مسلم) حضور ﷺ نے معبرین کی ت آیتوں میں فرشتوں کی یہ تسبیح مبنی  
 کہ سبحان الاغص الاغص سبحانہ و تعالیٰ ہے۔

قرمیں وغیرہ اس آیت سے استدلال کیا۔ خلیفہ کا مقبرہ نہ کہ جب ہے تو کوئی کوئی کے متذکرات کو فہم کر کے ان  
 کے جھگڑے چلائے مظلوم کا بدلہ حاصل کر کے انہوں کے لئے اس کے لئے لوگوں کو نشانہ بنے ہوئے وغیرہ وہ دونوں  
 نے کام پر انہیں کام کے انجام نہیں پا سکتے۔ چنانچہ کام الایب ہیں اور یہ حج اہم ہے کہ نہیں ہو سکتے اور جس طرح بغیر الایب پران  
 ہو رہی الایب ہو جاتی ہے اس لئے خلیفہ کا مقرر کرنا الایب ثابت ہو۔

امت یا قرآن و حدیث کے ظاہری نکلنے سے مبنی جیسے کہ اہل سنت کی ایک جماعت کا معاملہ یا کہ ممدوحی کی نصرت  
 نہیں ہے کہ ان کا ہم حضور ﷺ نے مخالفت کے لئے یہ قیام قرآن و حدیث سے اس کی جانب شدد ہو جیسے اہل سنت کی دوسری  
 جماعت کو بغیر اہل کی باہرہ چلائے کہ انہیں وہاں کا کہ حضور ﷺ نے مخالفت کے لئے کیا ہے وہ الایب اپنے بعد دوسرے کو  
 ہمارے کہ جیسے حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ کو پناہ بخشی مقرر کر دیا تھا۔ بدو صالح لوگوں کی ایک جماعتی حاکم صاحب کا کام ان  
 کے پاس کر جائے جیسے حضرت عمرؓ نے یہ تھا یا اہل صل و عمدہ (سنی بالذکر و ان لشکر نظام اسلام) غیر اس کی جیت پر موزوں کر لیں ان  
 میں سے کوئی بیعت کر لے تو جس کے وہ ایک اس کا لازم جزو الایب ہو جائے کہ کام الحریص اس نے اس پر بعض نقل کیا ہے اللہ علیہ  
 کوئی نہیں لوگوں کو بدو و جبرانی مانع رہے اس لئے کہ الایب الایب ہو جاتا ہے کہ اس کے باوجود بیعت کر لیں تاکہ بیعت اور  
 اختلاف نہ پھیلے۔ امام شافعیؒ نے خلاف نکلنے میں کیا فہم کیا ہے۔ اس بیعت کے وقت کو انہوں کی موجودگی کے وجہ ہونے میں  
 اختلاف ہے بعض کہتے ہیں یہ شرط نہیں اہل نقل کرتے ہیں کہ اگر وہ گواہی ہیں۔ وہاں کا قول ہے بیعت کر لے والے اور جس کے ساتھ  
 پر بیعت ہوئی ہے ان دونوں کے علاوہ چار گواہوں کا بھی جیسے کہ حضرت عمرؓ نے شرط کی ہے جو اس میں مقرر کئے تھے پھر انہوں نے  
 حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو اختیار دیا اور آپ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ یہی چار گواہی کی اور دیکھی میں بیعت کی اس لئے مال میں  
 کام ہے و خدا اعلم۔

امام کا رو ہونا لازم ہونا بلکہ ہونا "مختار" ہونا "مطلوب" ہونا "مال" ہونا "محبوب" ہونا "مختار" ہونا "مطلوب" ہونا "مال" ہونا "محبوب" ہونا  
 انوں رنگ سے اور دے سے ہر دور ہونا قرآنی اور الایب ہے اور جس کی جیسے۔ ہاں ایسی دو اور خط سے "محبوب" ہونا "مطلوب" ہونا "مال" ہونا "محبوب" ہونا  
 شرط میں کئے و بعضی لگاتے ہیں کہ لازم ان کے لئے ہونا ہے "مطلوب" ہونا "مطلوب" ہونا "مال" ہونا "مطلوب" ہونا "مال" ہونا "محبوب" ہونا  
 مقرر کیا گیا ہے کہ جس حدیث میں آچکا ہے کہ جب تک ایسا حکم نہ دیکھ لو اس کے خلاف نہ کیے کی ظاہر دلیل اللہ کی طرف سے  
 تمہارے پاس نہ ہو۔ اسی طرح یہ خود اپنے آپ مقرر ہوا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں بھی اختلاف ہے حضرت حسن میں بھی خود بخود آپ کی  
 مقرر ہو گئے تھے اور اس امت حضرت معاویہؓ کو سو پڑا تھا لیکن یہ عذر کے باعث تو جس پر ان کی تعریف کی گئی ہے۔

روئے زمین پر ایک سے زیادہ ایک وقت میں نہیں ہو سکتے۔ "خلفہ" کے لفظ کا بیان ہے کہ جب تہہ کام میں آئے اور کوئی  
 اگر نہیں بدلی دینی چاہے وقت آگیا کہ خود کوئی بھی نہ۔ جیسے کہ خلیفہ ہے اور بیعت سے ہر کوئی نے ہی پر اہل نقل کی ہے







ہیں تو دیکھنے کے پکارنے والا ایک قہار سینہ منع کا لایا گیا۔ اسی طرح ﴿وَمَا كُنْتُمْ لَكُمْ مَنَ﴾ میں بھی اپنے دل میں بدی کو چھپانے والا صرف ایک ایٹم ہی تھا لیکن سینہ منع کا لایا گیا۔

وَلَاذِقُنَا لِلْمَلِكَةِ السَّجْدَ وَالْإِدْمَ فَسَجِدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ابْنِي وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ

### الْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۵﴾

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہیں کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ حق کی کاروں میں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اس بہت بڑی بزرگی کو ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر اپنا بہت بڑا احسان ظاہر کیا اور شجرہ دمی کہ اس نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اس کی ولادت میں بہت سی اماریت میں ایک قوم بدت شطاعت جو ابھی بیان ہوئی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اسے اللہ مری طاقت (حضرت) آدم علیہ السلام سے گرا دے خود بھی جنت سے نکلے اور ہم سب کو بھی نکال دے۔ جب وہ ان شجرہ دمی سے ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم وہ آدم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم میں پھونکی اور اپنے فرشتوں سے تمہیں سجدہ کرایا۔ (آخر تک) پوری حدیث مقرر یہ بیان ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہیں فرشتوں کے ایک قبیلہ میں سے تھا۔ جو آگ کے شعلوں سے پیدا ہوئے تھے انہیں کا نام عادت تھا اور جنت کا مکان تھا اس قبیلے کے سوا باقی تمام کے تمام فرشتے لوری تھے۔ قرآن نے بھی ان جنوں کی پیداوار کی بیان کیا ہے اور فرمایا ہے ﴿مِنْ مَّاءٍ مَّيْوَاتٍ﴾ آگ کے شعلے کی جو تیزی بلند ہوتی ہے اسے ﴿مَاجِجٌ﴾ کہتے ہیں جس سے جنم پیدا کئے گئے تھے اور انسان مٹی سے پیدا کیا گیا اور زمین پر پہلے جن تھے انہوں نے فساد اور خوریزی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کو فرشتوں کا لشکر دے کر بھیجا ان کو جنم کیا جاتا تھا۔ انہیں نے لڑ بھڑ کر مارتے اور قتل کرتے ہوئے انہیں سندھ روں کے جزیروں اور پہاڑوں کے دامن میں پھینک دیا اور انہیں کے دل میں یہ تکبر نہا گیا کہ میں نے وہ کام کیا ہے جو کسی اور سے نہ ہو۔ کا چونکہ دل کی اس بدی اور اس پر عیوہ خودی کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو تھا یہ پروردگار نے فرمایا کہ زمین میں میں غلیظہ پیدا کرنا چاہتا ہوں تو ان فرشتوں نے عرض کیا کہ پھر انہوں کو کیوں پیدا کرتا ہے جو ابھی قوم کی طرح فساد و خوریزی کریں تو انہیں جواب دیا گیا کہ میں چاہتا ہوں جو تم نہیں جانتے یعنی انہیں کے دل میں جو کبر و غرور ہے اس کا بھی کو علم ہے۔ تمہیں خبر نہیں۔ پھر آدم علیہ السلام کی مٹی اٹھائی گئی جو پختی اور اجماعی تھی جب اس کا خیر اخصاب اس سے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور چالیس دن تک وہ وہی پختے کی شکل میں رہے انہیں آجاتا اور اس پر لات مار کر دیکھتا تھا کہ وہ جنت مٹی تھی جیسے کوئی کھوکھلی چیز ہو پھر منہ کے سوراخ سے گھس کر چیخے کے سوراخ سے اور اس کے خلاف آجاتا اور ہاؤر کھتا ہاؤر کہ حقیقت یہ کوئی چیز نہیں اور اگر میں اس پر مسلط کیا گیا تو اسے برباد کر کے چھوڑ دوں گا اور اگر اسے مجھ پر مسلط کیا گیا تو میں ہرگز تسلیم نہ کروں گا۔

حضرت آدم پر اللہ تعالیٰ کے احسانات: پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان میں روح پھونکی اور دوسری طرف سے بچے کی طرف آئی تو جہاں جہاں تک پہنچی وہی خون گوشت بن گیا۔ جب ناف تک روح پہنچی تو آدم علیہ السلام اپنے جسم کو دیکھ کر خوش ہوئے اور صحت سے اٹھنا چاہا لیکن بچے کے دھڑ میں روح نہیں پہنچی تھی اس لئے اٹھ نہ سکے۔ اسی جلدی کا بیان اس آیت میں ہے ﴿وَمَكَانَ الْإِنْسَانِ﴾ غلغولہ یعنی انسان بے مبر اور جلد باز ہے تو خوشی میں مبر نہ رہتا جب روح جسم میں پہنچی اور پھینک آئی تو کہا ﴿الْحَمْدُ لِلّٰہِ﴾









نہیں کوئی کہتے ہیں اس وقت کہ چل کھا کر فرشتے بھیجی کی زندگی والے ہو جاتے تھے۔ اس پر یہ فرماتے ہیں کوئی ایک دور دست طبع سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا۔ قرآن سے یہ سیکھنا ثابت ہوتا ہے کہ کسی گنہگار سے اللہ عزوجل میں اختلاف ہے اور اس کے عظیم کریم سے کوئی کام لانا ہو تو عظیم مہربان سے کوئی نصیحت نہیں کرنا چاہیے اس میں سخت کی نیاض و استغناء توئی ہی تو ان کا بھیج طم ہے۔ مامروزی و غیرہ نے بھی یہی اصول لیا ہے اور تمکید بات بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ عینہا کی نصیحت کا مرجع بعض ہی جنت کہا ہے اور بعض نے فقرو ایک قرات کہ فلا للہ صلا بھی ہے تو معنی یہ ہوتے کہ وہ جنت سے ان دونوں کو یک سو اور الگ کر دیا اور دوسرے معنی یہ ہونے کہ اسی دور دست کی وجہ سے شیطان نے انہیں بہلایا۔

اور ضعیف زہد کی کا آغاز: اللہ علی سب سے معنی میں بھی آیا ہے کہ یؤلف عتقہ فی میان: قرآنی کی وجہ سے جنتی باطن و عیاک مکان وہ نہیں روزی وغیرہ سب یحکم لئے ہو دیا جس اور دینے گئے اور کہہ دیا کیا کہ اب تو میں میں ہی تیر سے رزق وغیرہ میں قیامت تک سیکھنے پڑنے والے اور یہاں کا کام دھماکے کرتے ہو گئے۔ مہذب کا اور انہیں کا قدر انہیں کس طرح جنت میں پہنچا کس طرح سورہ انعام وغیرہ لیے چڑھے گئے یہاں پر مفسر نے نقل کئے ہیں لیکن وہ سب کی امر انہی روایات کا زمر ہیں۔ تاہم ہم انہیں سورہ اعراف میں بیان کریں گے۔ کیونکہ اس واقعہ کا جو وہاں کی قدر تفسیر کے ساتھ ہے۔

امین ابی حاتم کی ایک حدیث میں ہے کہ در دست بکھیرے جنتی باطن اتر گیا اپنے آپ کو نکال دیکر کہ جو حرام روزے لگے تھیں چونکہ وہ طویل تھا اور سر کے بال لیے تھے وہ ایک دور دست میں انکے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آدم ایا کجھ سے جانتے ہو؟ عرض کیا نہیں اسے اللہ امیں تو سر منڈی سے مسر پہچانتے پھر کہوں۔ اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدم اسے پناہ سے چلے جاؤ جگہ میری عزت کی قسم میرے پاس میرے اخرون نہیں رہتے مگر زمین بھر جائے اسی طرف میں تم شکر پڑا کروں اور پھر وہ میری طرف سے کریں تو جیتنا نہیں نہیں بھی انہوں نے گھر میں بیٹھو ان۔ و روایت غریب ہے اور ساتھ ہی اس میں اختلاف بلکہ اختلاف بھی ہے۔

حضرت امین حاتم سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام عصر کے بعد سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک کی ایک ساعت میں جنت میں رہے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ ایک ساعت ایک ساتھی میں تھی۔ رقی بن اسلم فرماتے ہیں کہ لوہیہ و سوری ساعت میں حضرت آدم کا اخراج ہوا ان کے ساتھ جنت کی ایک شاخ تھی اور جنت کے دور دست کا ایک شاخ پر تھو۔ سوری کا قول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہند میں اترے آپ کے ساتھ خمر اسود تھا اور جنتی دور دست کے پتے تھے جو ہند میں پھیلا دیے وہاں سے خوشبو دور دست پہنچا دی۔ حضرت امین حاتم فرماتے ہیں کہ ہند کے شجر و مٹھ میں اترے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ کہ اور طائف کے درمیان اترے تھے حسن جہری فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام ہند میں اور ابلی تاجد میں اتریں اور انہیں امر سے چند میل سے فاصلہ پر دست میں ان میں پھینکا تھا اور مہذب مہذب ایک ایسی امر کا قول ہے کہ حضرت آدم صفا پر اور حضرت حوا پر اترے اترنے کے وقت ہاتھ ٹھنڈے پڑے تھے اور سر جھکا ہوا تھا اور انہیں انہیں میں انگلیاں اسے آسن کی طرف نہ ٹھکریں جانتے اترے حضرت ابو سوری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام طرح سے تھما دیے اور پلوں کا پوش دیا ایک حدیث میں ہے کہ تمام دونوں میں بحر و ہند کھولے۔ مگر حضرت آدم پہنچے انہیں اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی ان کا گئے کے لحاظ سے سب سے مسلم اور نہائی۔

اہم روایتی فرماتے ہیں کہ اسی آیت میں لکھا ہے کہ وہاں سے لاقتلہ جنت ہے ال تو یہ سوچنا چاہئے کہ زوالی مٹھ کی پر حضرت آدم علیہ السلام کو کس قدر سزا ہوئی تھی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ تم کہہ دوں پر گناہ کئے جاتے ہو اور جنت کے طالب ہو کیا تم بھول گئے کہ















ہے کہ حضور ﷺ نے دیکھا جو لوگوں نے حق پر عمل کی طرف جہاد پر غور نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے غلبہ افسردہ کر دیا تا کہ یہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں۔ یہاں تک کہ ان کی جہاد کوٹ کر پیش کرنے کی وجہ سے ان میں سے کچھ لوگ ہلاک ہو گئے۔

وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا الْكَبِيرَةُ إِلَّا عَلَى الْغَشِيعِينَ الَّذِينَ يَظْلُمُونَ  
أَنفُسَهُمْ فَنُفِقُوا زُجُجُهُمْ وَأَلْهَمَهُمُ الْيَتِيمَ دُجُجُونَ

اور اس آیت میں صبر اور نماز کی طرف توجہ دینی ہے کہ جو لوگوں نے جہاد میں حصہ لیا ہے وہ اپنے آپ کو برباد کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں علم فرمایا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات کے پاس میں ہر نماز اور صبر کے ساتھ مدد طلب کیا اور ان کی تعلیمات کو اپنا کر لیا اور ان کے لئے صبر اور نماز کی طرف توجہ دینی ہے۔ اس آیت میں صبر اور نماز کی طرف توجہ دینی ہے کہ جو لوگوں نے جہاد میں حصہ لیا ہے وہ اپنے آپ کو برباد کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں صبر اور نماز کی طرف توجہ دینی ہے کہ جو لوگوں نے جہاد میں حصہ لیا ہے وہ اپنے آپ کو برباد کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں صبر اور نماز کی طرف توجہ دینی ہے کہ جو لوگوں نے جہاد میں حصہ لیا ہے وہ اپنے آپ کو برباد کرنے والے ہیں۔





مذللہ اللہ تعالیٰ ان جن کی روانہ کے سوا کسی کی نافرمانی نہ ہے پر جہالت کرتے تھے آقا و پیغمبروں کی ملامتیں نہیں کرتے بلکہ وہ تو  
محبوب تھے۔

مطلب یہ ہے کہ ہمیں لانا ہو نہیں، شہر میں کتنے تھے کتنے عیسائی تھے ان کی دعا و نصرت بہت تھی۔ سعادہ اس  
حال میں تھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک طرف سے چاہے جس کے پاس سعادہ تھیں ان کی سعادہ تھی اور وہ کہیں کی نہ دیکھ کر کام نہ کرتے بلکہ اپنی  
ترسہ انہوں کا ہے۔ پھر یہ کہ ان کی نافرمانی نہ ہو، ان کو خود کو ہم سے ہٹا کر اپنے کو لگا کر دیکھ کر اور سے اور نکل کر دیکھ کر  
کہ ان کا جو حال ہے۔ قرآن کریم میں ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ انہیں دیکھ کر کہ ان سے ایک سوالیہ جواب دے کہ ان کی یہ ایک  
دوسرے کی دعا ہے کہ ان کی فرس کیوں شکوہ ہے؟ ان کے دوسرے ماننے کو ان کے جھکا کر دیکھ کر ان کے جواب دے کہ اب یہ۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اِلٰی فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ یُذَخِّرُوْنَ اِبْنَاءَکُمْ وَ

یَسْتَعْبُوْنَ نِسَاءَکُمْ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ ۝ وَاِذْ فَرَقْنَا بَیْنَکُمُ الْبَحْرَ

فَاَنْجَبَیْنٰکُمْ وَاعْرَضْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝

اور جب ہم نے تمہیں فرعونوں سے نجات دی جو تمہیں ہر قسم کا عذاب کرتے تھے اور تمہارا لڑکوں کو دیکھ کر ان کے اور تمہاری عورتوں کو  
دیکھ کر ان عورتوں کے ساتھ تمہارا لڑکوں کی اور ان کے ساتھ تمہارا لڑکوں کے ساتھ تمہارا لڑکوں کے ساتھ تمہارا لڑکوں کے ساتھ تمہارا لڑکوں کے ساتھ  
تمہاری عورتوں کے ساتھ تمہارا لڑکوں کے ساتھ تمہارا لڑکوں کے ساتھ تمہارا لڑکوں کے ساتھ تمہارا لڑکوں کے ساتھ تمہارا لڑکوں کے ساتھ

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ انعام کیا ان آیات میں فرماں پڑا تعالیٰ ہے کہ اب وہاں یعقوب اسیر کیا گیا اور ان کی بیوی بچہ  
کہ میں نے تمہیں فرعونوں کے ہاتھ سے نجات دلائی ہے اور ان کے ایک عذاب دیکھا تھا۔ یہ بتاؤ کہ ان کی طرف سے ایک آدمی  
فرعون کے ہاتھ سے بچ گیا تھا۔ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ  
ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ  
ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ

یہاں عذاب کی تعبیر لڑکوں کے ہار لانے کی تھی اور سہرا اور ان میں ایک ایک کا سہرا ہے۔ یہ عذاب ان کی بیوی بچہ کے ساتھ  
انہو اللہ تعالیٰ ان کو نجات دلائی ہے اور ان کے ایک عذاب دیکھا تھا۔ یہ بتاؤ کہ ان کی طرف سے ایک آدمی  
فرعون کے ہاتھ سے بچ گیا تھا۔ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ  
ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ  
ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ ان کی بیوی بچہ کے ساتھ



وَلَاذِئَابِنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٠﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١١﴾ وَلَاذِئَابِنَا مُوسَىٰ  
النَّكَبِ وَالْفُرْقَانِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٢﴾

ہم نے (حضرت) موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر تم نے اس کے بعد عجلہ بنا کر شروع کر دیا اور ظالم بن گئے لیکن ہم نے ہمارے دہشت گردوں کے ہمارے بھی نہیں عاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو اور ہم نے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کو تمہاری ہدایت کے لئے کتاب اور معجزہ عطا فرمائے۔

چالیس دن کا وعدہ اور پچھڑے کی پوجا یہاں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اسمائے باور اور ہائے کہ جب تمہارے نبی (حضرت) موسیٰ علیہ السلام چالیس دن کے وعدے پر تمہارے پاس سے گئے اور پیچھے سے تم نے چھڑے کی پوجا شروع کر دی پھر ان کے آنے پر تم نے اسے اس شرک سے توبہ کی تو ہم نے تمہارے استغاثے کے لئے کفر کے باوجود بھی بخش دیا اور جلد قرآن میں ہے ﴿وَلَقَدْ نَادَيْنَا مُوسَىٰ لَخَالِصَ الْيَلَةِ وَأَتَيْنَاهَا بَعْضُهَا﴾ یعنی ہم نے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام سے تمہاری راتوں کا وعدہ کیا اور اسے باہر پوری چالیس راتوں کا کیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وعدے کا زمانہ ذوالقعدہ کا پورا مہینہ اور دس دن ذوالحجہ کے تھے۔ یہ واقعہ فرعونین سے نجات پا کر دیا سے نکل کر نکل جانے کے بعد چشما کتاب سے مراد تورات ہے اور فرقان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حق و باطل، ہدایت و ضلالت میں فرق کرنے کے لئے کتاب بھی اس واقعہ کے بعد ملی جیسے کہ سورہ اعراف کے اس واقعہ کے طرز بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسری جگہ ﴿مَنْ يَلْعَنُوا فَاغْلُظْ الْفُرُوقَ الْاُولٰٓئِیْ﴾ بھی آیا ہے یعنی ہم نے سابق لوگوں کو ہلاک کرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ کتاب دی جو سب لوگوں کے لئے بصیرت افزا اور ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذوالحجہ اور ذوالقعدہ کی دو سب فرقان کہا گیا ہے لیکن یہ غریب ہے۔ بعض نے کہا ہے کتاب پر فرقان کا مطلق ہے یعنی کتاب بھی دی اور معجزہ بھی دیا۔ دراصل معنی کے اعتبار سے دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے اور ایسی ایک چیز دونوں سے ملو اور عطف کلام عرب میں آیا کرتی ہے۔ شعر ارب کے بہت سے اشعار اس کے شاہد ہیں۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَقُومِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٣﴾

جب (حضرت) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم چھڑے کو سمجھنا کہ تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تمہاری توبہ کرنے والے کی طرف رجوع کرو اپنے آپ میں قتل کرو۔ تمہاری بھڑی اللہ کے نزدیک اسی میں ہے وہ تمہاری توبہ قبول کرے گا۔ دو توبہ قبول کرنے والے اور دم گرم کرنے والے ہے۔

یہاں ان کی توبہ کا طریقہ بیان ہو رہا ہے۔ انہوں نے چھڑے کو پوجا اور اس کی محبت نے ان کے دلوں کو گھیر لیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سمجھانے سے وہ وحی آیا اور نام ہوئے اور اپنی گمراہی کا یقین کر کے توبہ واستغفار کرنے لگے جب انہیں حکم ہوا کہ تم آپس میں قتل کرو۔ چنانچہ انہوں نے یہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور قاتل و مقتول دونوں کو بخش دیا۔ اس کا پورا بیان سورہ





ی کے اندر اہل حق کے قریب ہو گئے۔ جب کلام الہی شروع ہوا تب مسکری عبد السلام کی پیشانی نور سے چمکنے لگی۔ اس طرح کی کوئی  
سلسلہ نظر آئے۔ کئی تپ نہیں رہتا تھا۔ ہل کی بات ہو گئی اور سب فوراً یکسو ہو کر جاتے اور حضرت مسکری عبد السلام کی دعا  
سے آپ کے ساتھ سنے والے بھی اہل کلام بننے لگے کہ انہیں عزم احکام پور ہے ہیں۔ جب کلام الہی ختم ہوا تو ادبیت کی اور موسیٰ  
عبد السلام بن لوگوں کے پاس آئے تو یہ لوگ کہنے لگے کہ موسیٰ اہم قرآن بن لائیں گے جب تک اپنے رب کو پہنچے مانتے نہ دیکھ  
لیں۔ اس گفتاری کی وجہ سے ان پر ایک نور ہزارہا بار ہوا۔ سب کے سب ملائے ہوئے تھے۔

اب موصیٰ علیہ السلام نے غصہ میں اسی کے ساتھ دعا میں شرارتیں کیں اور کہنے لگے کہ اس سے تو یہی پہچا تھا کہ ہم سب میں سے پہلے علی ہلاک نہ ہوتا۔ وہ قحطوں کے کاموں پر ہمیں بیک وقت نہ کرے لاکھ ان کے پیرو اور پیروہ کو نہ کہے جسے ہرپ میں غیابی اسرائیل کے پاس جانی کا تو فیض یہاں اب وہاں کو ان میراث میں بات کو چکا کھجے گا۔ میں نے بعد میں مجھ پر ایمان لائے گا کہ ہندو جلدی تو یہ ہے تو قبول فرما اور ہم پر فضل و کرم کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی فتوح و غنوں سے دعا کرتے ہیں تاکہ کہ پروردگار، ان کی اس دعا کو قبول فرما اور ان سے دوسرے کو مذکور کر دے۔ اب سب سے یہ ہے زبان ہو کر کہی سرانگی کی طرف سے تو یہ شرارتوں ان سے فریاد کی کہ جب تک وہ جانی بغاوت کو ہلاک نہ کریں اور ایک دوسرے کو کشت نہ کریں اس کی تو یہ قبول نہ لیں ان کا۔ صدی و غیرہ کہتے ہیں کہ یہ جانتے تھے کہ سرانگی میں ان کی تو یہ کھینچنے کے بعد کا ہے اس سے یہ بھی منہ مڑو کہ یہ یہ خطاب دعا ہے لیکن حقیقت میں اس سے مراد یہی حق تھا۔

راستی نے اپنی نصیحت میں ان ستر فقیہوں کے قصص میں دکھائے کہ انہوں نے اپنے پیسنے سے بعد کیا کرنا ہے۔ انہی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی بخلائے۔ آپ نے دما کی بار بار نواہں ہوتی تھیں کہ قولی خریب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں موسیٰ حضرت ہارون علیہ السلام کے دوہن کے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے بار کی نبوت میں تھے۔ ان کی کتاب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ان دونوں نے پڑی دما کے مطابق اللہ کو اپنی آنکھوں سے اسی جگہ دکھایا۔ یہی عقیدہ ہے اس لئے کہ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بار بار دینی توفیق کا سوال کیا تو انہیں منع کر دیا گیا پھر یوشع ستر شخصوں سے بار بار دینی توفیق کی طلب کیے لائے اس آیت کی تفسیر میں ایک دوسرے قول بھی ہے کہ موسیٰ توراۃ سے نہ آئے بلکہ وہ کام کا مجموعہ تھی اور ان سے ہمارے یہ کہنا کہ اللہ کی کتاب ہے یہی نہیں کہہ سکتے۔ اس عقیدہ کی تائید یہ وجہ قائم کیے گئے۔ کہ حضرت ابراہیم کی بار بار توحید خود تبارک و تعالیٰ سے نہیں کہیں سکتے تھے۔ وہ اپنے کہنے سے تائید کرتے اور ہم نے اس سے یہ کہنا کہ توراۃ یوشع پر نازل ہوئی۔ اس لئے اس قول پر ان کے بارے میں نصیب الہی توفیق ہوا اور ہمارے کہنے سے یہ کہنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ہمارے اب تو ان خود کو مقدم ہوا۔ انہوں نے یہ انکار کیا ہے کہ مرید خرقہ پہنا کر اٹھارے دن کے سر کوں کے اوپر مسکن کر دیا کہ آواز باغوت تویہ پناہ دیا جائے گا اور ہم سب میں بڑا مانع ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرے کے بعد یہ جی دھے اور یہی مکتفہ ہے جی دھانی کا نام اس میں پھر بھی جاری ہے۔

[illegible]



جانا اور بعد کے دن دونوں کے لئے نفع کر لیتے تھے کیونکہ ہفتہ کا دن ان کے لئے سید کا دن ہے اس دن عبادت میں مشغول رہنے کا اور شکر و غیرہ سے بچ کر قاصدہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ پڑھ کر تھر کے برابر ہوتے تھے۔ ایک مجلس کی لمبائی پورانی میں ایک غیرے کے برابر اور نیا حیران پڑھ کر دو گنا ہو جاتا تھا۔ یہ دونوں چیزیں ان پر ہوا ہی تھیں جہاں انہوں نے اپنے تفسیر علیہ السلام سے کہا تھا کہ اس جنگل میں ہمارے کھانے کا بندہ دست کیسے ہو گا؟ حسب ان پر من و سلویٰ اتبرا گیا۔

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پالی کے لئے درخواست کی گئی تو پورا درکار عالم نے فرمایا کہ اس پتھر پر اپنی لکڑی مارو لکڑی گتے کی اس سے بارہ قشے جاری ہو گئے اور بنی اسرائیل کے بارہوی قبیلے تھے۔ ہر قبیلہ کے ایک ایک چتر اپنے لئے ہانت لیا۔ پھر سایہ کے طالب ہوئے کہ اس پتھیل میدان میں سایہ کے بغیر گزر مشکل ہے تو اللہ تعالیٰ نے نور پہلا کا ان پر سایہ کر دیا۔ رو گیا لباس اور قدرت الہی سے جو لباس دوپٹے ہوئے تھے وہ ان کے قدم کے پڑھنے کے ساتھ بڑھتا رہتا تھا۔ ایک سال کے بعد کالہا جس جوں جوں اس کا قدر و قیمت بڑھتا جاتا تھا وہ پامتنا نہ ٹھہرا پڑتی نہ میا ہوتا تھا ان تمام نعمتوں کا ذکر مختلف جگہ قرآن کریم میں موجود ہے جیسے یہ آیت اور چ۔ اذ استنقٰی بھا والی آیت وغیرہ۔

نبیؐ کہتے ہیں سلویٰ شہد کہتے ہیں لیکن ان کا یہ قول غلط ہے۔ سورج نے اور جوہری نے بھی یہی کہا ہے اور اس کی شہادت میں عرب شاعروں کے شعر اور بعض لغوی حوالے بھی پیش کئے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ ایک دو اکادم سے نالی یا کٹائی کہتے ہیں سلویٰ واحد کا لفظ ہے اور اس کی جمع سلاوی آتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جمع میں اور مفرد میں یہی صیغہ رہتا ہے۔ یعنی لفظ سلویٰ بالعرض اللہ تعالیٰ کی دو نعمتیں تھیں جن کا کھانا ان کے لئے مہاں کیا گیا لیکن ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی ناشکری کی اور یہی ان کا اپنی جانوں پر عظیم کرنا تھا اور جو تک اس سے پہلے بھی بہت ساری اللہ کی نعمتیں ان پر ہازل ہو چکی تھیں۔

صحابہ کرامؓ اور بنی اسرائیلؓ بنی اسرائیل کی حالت کا یہ نقشہ آنکھوں کے سامنے رکھ کر پھر اصحاب رسول اللہ ﷺ کی حالت پر نظر ڈالو کہ باوجود سخت سے سخت مصیبتیں جھیلنے کے اور بے اختیار تکلیفیں برداشت کرنے کے وہ اجتناب رسول پر اور عبادت الہی پر رہے۔ نہ معجزات طلب کئے نہ دنیا کی راحتیں مانگیں نہ اپنے پیش کے لئے کوئی نئی چیز پیدا کرنے کی خواہش کی۔ جنگ جوک میں جبکہ بھوک کے مارے جیاب ہو گئے اور موت کا حزمہ آئے لکاتب صحابہؓ نے آپ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کھانے میں برکت کی دعا کیجئے اور جس کے پاس جو کچھ پہنچا تھا منع کر کے حاضر کر دیا جو سب حق کر بھی نہ ہونے کے برابر ہی تھا۔ حضور ﷺ نے دعا کی اور اللہ جبارک و تعالیٰ نے قبول فرما کر اس میں برکت دی انہوں نے غیب کھلایا بھی اور تمام قوتیں و ان بھر لیے۔ پانی کے قطرے قطرے سے جب ترس گئے تو اللہ کے رسول ﷺ کی دعائے ایک ہادل آیا اور ریل چلا کر آیا پیا پلا یا اور عقلیں اور عقلیں سب بھر لیے۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس ثابت قدمی اور انعمیٰ ہواں اجتناب اور یہی قومیدہ ان کی اصحاب موسیٰ علیہ السلام پر قطعی فضیلت ثابت کر دی۔

وَلَاذْقُلْنَا اَدْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَکُمْ مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَاَدْخُلُوا الْبَابَ  
سَبِّحْدا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْکُمْ خَطِیْکُمْ وَسَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۰﴾ فَبَکَلِ الَّذِیْنَ  
ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرِ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ فَانْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ  
بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۵۱﴾



تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس گھڑی کی مثال بھی بنی اسرائیل کے ان دور وازے تھی ہے جس میں یہ لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ ان کے لیے جہنم کی آگ لگ چکی ہے۔ اور جب سقوفہ کے کتبے ہوئے، اور اعلیٰ ہونے کو کہا گیا تھا اور دین کے ناموں کی صفائی کا وعدہ کیا گیا تھا۔ حضرت یونسؑ کو فرماتے ہیں کہ سقوفہ السقوفۃ ہے جس میں سقوفہ کے معنی پتھر کی تختیاں ہیں۔ اور یونسؑ نے انہیں بتلایا کہ جب کہ یہ اہل ایمان

حضرت بنی مسعود فرماتے ہیں ﴿حطّہ﴾ کے بدلے انہوں نے ﴿حطّہ خبیثہ﴾ حضرت زید بن حارثہؓ کے لیے کیا تھا۔ ان کی  
 بیعت نہ ان میں نہ ان کے اہل گھر کے ﴿حطّہ﴾ سمجھا اور اب مرنا ہے۔ بنی عوسج بھی ان کی بیعت نہ کی تو انہی کو ان کے لیے ﴿حطّہ﴾ کر کے  
 کہہ دئے اور ان پر کھینچے ہوئے دور ﴿حطّہ﴾ کے بدلے ﴿حطّہ﴾ کہتے ہوئے ان میں داخل ہوئے تھے۔ حضرت عطاءؓ کہہ رہے تھے کہ  
 انہی کو ﴿حطّہ﴾ نہ کرنا چاہیے۔ ﴿حطّہ﴾ یہ ہے کہ جس کو قتل اور زلزلہ یا عیب دیا تھا انہوں نے اسے غرض میں  
 ڈال دیا جو مرنا یا کھلتا اور مساجد اور عمارتوں کے بن بن پر یا مذہب یا مذہب کی چیز پر کہ جس نے غلطیوں پر ان کی قیاس  
 کی وجہ سے آج کل مذہب ڈال دیا ہے۔ روزے سے مراد مذہب ہے کوئی چیز ہے غضب ہے انہی نے ان میں کیا ہے انہی کو مرنا یا کھلتا  
 ہے طاعتوں اور چیزوں پر مذہب کہ جس نے پہلے انہوں پر اقرار کیا تھا۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ انہی نے ﴿حطّہ﴾ فرماتے ہیں جب تم سنو کہ طلاق  
 جگہ حرام ہے تو وہاں نہ جاؤ گے۔ ان پر جو بھی ہے کہ یہ وہ دور ہے کہ جس سے تم سے پہلے لوگ مذہب دیکھے گئے تھے۔

وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَايَاهُ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ

اَشْنَاءَ عَشْرًا عِبَادًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اِنْسَانٍ لَّحْوَاهُمْ كَتَبُوْا وَاَسْرُوْا مِنْ رَّبِّكَ اللّٰهُ وَلَا

تَعْتَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَاسِدِينَ ۝

اور جب سرکاری طبقہ اسلام نے اپنی قوم کے لیے پہلا قانون وضع کیا تو ہم نے نہ تو اپنی گولائی بھرنے پر اور انجمن سے اس بات کے جواب دیے اور یہ فرما دیا کہ اس کا احترام ہو جائے گا۔  
اور ہم نے نہ ہاں کہ اس قانون کا احترام کریں گے، بلکہ ہم اس کے خلاف نہیں کریں گے۔

[illegible][illegible]



کی کعب اور امن مسعود ہے۔ بعضوں کی قرات بھی ہے اور اس کی تفسیر مسعودیت کی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ معصوم ہے۔ بھی مراد قسمیں شرعاً ضروری ہوتے۔ اور یہ لفظ یہ معصوم کا ایسا جیسا کہ خداوند اقدس نے فرمایا ہے۔ مسعود مراد مسعودیت ہے۔ یعنی معصوم ہونا ہے۔ تو مطلب یہ ہو کہ ہر چیز قسم طلب کرتے ہوئے تو آمن چیز ہے جس شر میں جادو کے یہ تمام چیزیں ہوتی ہیں۔ دعا کی بھی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ ان کا یہ قول کھل کھل کر شرعی اور دینی کے طور پر نہیں لے لے انہیں کوئی جواب نہیں دیا کرتے۔ واللہ اعلم۔

وَضَرَبْتَ عَلَيْهِمُ الدِّينَةَ وَالْمَسْكَتَةَ وَبَاءُوهُمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا  
يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا

يَعْتَدُونَ ﴿۱۰﴾

ان پر دانت اور شکنجہ لگا دی اور اللہ کا غضب لے کر دے دیے۔ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے تھے اور انہیں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ جہاں کا فرما دیا اور لایا تو ان کا نتیجہ ہے

ثابت احماد: مطلب یہ ہے کہ وقت دور متنبی ان پر مسلط ہوئی اہانت و جسو ان کے ذہن کی تھی۔ ان سے اصرار کیا گیا مسطوروں کے قدموں سے انہیں والا کی نافرمانی اور جھجک کی نوبت پہنچی۔ اللہ کا غضب و نعرہ ان پر فزا ہوا۔ ان کے عقل کو تھوڑے اور زور کیا گیا۔ جس پر اب بھی بھائی کے مسلک کے ساتھ رہا۔ انہی برائی کے مسلک کے ساتھ آتا ہے۔ یہاں برائی کے مسلک نے ساتھ ہے۔ یہ مقام قراب من کے حکم اور حق کی قبولیت سے انکار اللہ تعالیٰ کی آیات سے کفر اور انہماک اور اللہ کے ساتھ اوروں کی اہانت اور ان کے عقل کی ذہن پر تھا۔ اس سے فوجہ جزا کفر اور کونسا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے کفر کرتے ہیں اور اس کے انہماک کو جادوہ عقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کفر کے معنی حق کو چھپانے اور لوگوں کو ذلیل سمجھنے کے ہیں۔

مالک بن مراد: ادنیٰ ایک روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں خوب مسرت آؤں ہوں میرا دل نہیں چاہتا کہ کسی کی جوتی کا نسخہ بھی مجھ سے اچھا ہو تو کیا یہ تکبر اور سرکشی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تکبر اور سرکشی حق کو دیکھ کر غور لوگوں کو حقیر سمجھنے ہے۔ چونکہ فی امر اللہ کا تکبر غرور عقلی، غیاء، سبب، المصاحم تک پہنچ گیا تھا اس لئے اللہ کا غضب ان پر لازم ہو گیا۔ انہماک بھی اور آخرت میں ایک حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ نبی اسرا اکل ایک ایک دن میں تین تین سو انہماک کو قتل کر ڈالتے تھے پھر زادوں میں چکر اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے تھے۔ (ابو داؤد حیاہی) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سب سے زیادہ سخت مذہب قیامت کے دن اس شخص کو سزا دے گی جس نے عقل کی جویاں سے کسی کی کو مذاق اور کمرانی کا لہام اور تصویر کے لئے والا یہ دیکھ لیا کہ فافنا ہوں اور غم و زاری کا یہ دور اسباب ہے کہ وہ متبع نہ ہو انہوں کو کرتے تھے اور یہ سے بڑھ جاتے تھے۔ واللہ اعلم۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِرِينَ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ وَ  
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

يَحْزَنُونَ ﴿۱۱﴾





یعنی تائب اور مدد کی تھی۔ انہیں انصار بھی کہا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے ﴿مَنْ أَنْصَرَنِي إِلَى اللَّهِ فَقَالَ الْخَوَارِثُونَ أَنْصَرِ النَّصَارَ اللَّهُ﴾ یعنی اللہ کے دین میں میرا مددگار کون ہے؟ خوارین نے کہا ہم ہیں انہیں کہتے ہیں کہ یہ لوگ جہاں اترتے تھے اس زمین کا کام ماسروہ تھا اس لئے انہیں انصار بھی کہا گیا۔ ﴿قَدْ وَدَّ أَنْ يَكُنِيَ يَحْيَىٰ بَنِي إِسْرَافِيلَ﴾ اور ان جرجی کا بھی یہی قول ہے ان ماس سے بھی یہ مروی ہے واللہ اعلم۔  
 انصار کی یہ نصرت اللہ کے کی متع ہے جیسے لشوار کی جمع لشوار اور سحران کی جمع سحران اس کا موصوفہ ﴿نُصْرَانَةٌ﴾ ہے۔ آتا ہے۔ اب جب کہ خاتم النبیین ﷺ کا زمانہ آیا اور آپ ﷺ تمام دنیا کی طرف رسول و نبی و انبیا کے بھیجے تھے تو ان پر اور ان پر سب پر آپ ﷺ کی تصدیق و اتباع واجب ہوئی اور آپ ﷺ کی امت کا کام مومن رکھا ان کے ایمان و یقین کی جگہ کی وجہ سے اور اس لئے بھی کہ ان کا ایمان تمام اگلے انبیاء علیہم السلام پر بھی ہے اور تمام آئے والی باتوں پر بھی۔

صالحی کون ہیں؟ صالحی کے معنی ایک تو بے دین اور لاد مذہب کے کہتے تھے ہیں اور ان کتاب کے ایک فرقہ کا نام بھی یہ تھا جو زبور پر حاکم تھے اسی بنا پر ابو حنیفہؒ اور اسحاقؒ کا مذہب ہے کہ ان کے ہاتھ کا بیڑہ ہمارے لئے مثال ہے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنا بھی جائز ہے۔ حضرت حسنؒ اور حضرت عہمؒ فرماتے ہیں یہ گروہ مانند گوسوں کے ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ یہ لوگ فرشتوں کے پہاڑی تھے۔ لہذا نے جب یہ سنا تھا کہ یہ لوگ شیخ وقت نماز قبلہ کی جانب پڑھا کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ انہیں ہزیہ معاف کر دے لیکن ہاتھ ہی معلوم ہوا کہ وہ مشرک ہیں تو پڑا اپنے اور اسے ہزار ہے۔

ابو الازہادؒ فرماتے ہیں یہ لوگ عراقی ہیں کوئی کے رہنے والے سب انبیاء کو مانتے ہیں ہر سال میں تیس روزے رکھتے ہیں اور یمن کی طرف منہ کر کے ہر دن میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہ بے بن مذہب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ لوگ جانتے ہیں لیکن کسی شریعت کے پابند نہیں اور کفار بھی کہیں۔ عبد الرحمن بن زیدؒ کا قول ہے کہ یہ بھی ایک مذہب ہے جو یہ موصول میں یہ لوگ تھے ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ پڑھتے تھے اور کسی کتاب یا نبی کو نہیں مانتے تھے اور نہ کوئی خاص شرع کے حامل تھے۔

مشرکین اسی بنا پر آشوب و آشوب ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سابی کہتے تھے یعنی ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ کہنے کی بنا پر ان کا دین نصرانیوں سے مانا جاتا تھا ان کا قید مذہب کی طرف تھا یہ لوگ اپنے آپ کو حضرت یوحناؑ کے دین پر مانتے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ یہود بنحس کے دین کا غلط منط ہے مذہب تھا۔ ان کا بیڑہ گمانہ اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنا ممنوع ہے۔ مجاہدؒ حسنؒ اور ابن ابی شیبہؒ کا یہی فتویٰ ہے۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ موصوفہ تھے لیکن تاروں کی تاثیر اور نجوم کے معتقد تھے۔ ابو سعید اصطخریؒ نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

درازیؒ فرماتے ہیں یہ ستاروں پرست لوگ تھے کثرت یمن میں ہے تھے جن کی جانب حضرت ابراہیم علیہ السلام بھیجے گئے تھے حقیقت حال کا علم تو محض اللہ تعالیٰ کو ہے مگر بظاہر میں قول اچھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہ یہودی تھے نہ نصرانی نہ مجوسی نہ مشرک بلکہ یہ لوگ فطرت پر تھے کسی خاص مذہب کے پابند نہ تھے اور اسی معنی پر مشرکین اصحاب رسول اللہ ﷺ کو سابی کہا کرتے تھے یعنی ان لوگوں نے تمام مذہب ترک کر دیے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ صالحی وہ ہیں جنہیں کسی نبی کی دعوت نہیں پہنچی واللہ اعلم۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الظُّورُ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ٥ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٦

اور جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور تم پر طور پھاڑا کر تم کو (اور کہا) جو ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے تمہارے لئے جو کچھ اس میں ہے اسے







کے مال کا مالک بھی بن جائوں۔ اس شیطانی خیال میں وہ پختہ ہو گیا اور ایک دن موقع پا کر اپنے چچا کو قتل کر ڈالا۔ بنی اسرائیل کے بھلے لوگ ان کے جھگڑوں کو بغیر اس سے شک آ کر یکسو ہو کر ان سے الگ ایک اور شہر میں رہتے تھے شام کو اپنے قلعہ کا چھانک بند کر دیا کرتے تھے اور صبح کھولتے تھے۔ کسی جرم کو اپنے پاس گھسنے بھی نہیں دیتے تھے۔ اس سبب نے اپنے اس چچا کی لاش کو کھانا کر اس قلعہ کے چھانک کے سامنے ڈال دیا اور یہاں آ کر اپنے چچا کو صوفے کے گھیر پائی وحالت چلائی کہ میرے چچا کو کسی نے مار ڈالا اور ان قلعہ والوں پر نسبت رکھی اس نے دیت کا روپیہ طلب کرنے لگا۔ انہوں نے اس قتل سے اور اس کے علم سے بالکل انکار کیا لیکن یہ سر ہو گیا یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ان سے عزائی کرنے پر قہر گیا۔ یہ لوگ عاجز آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور واقعہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ شخص ٹولو ٹولو ہم پر ایک قتل کی نسبت لگا رہا ہے حالانکہ ہم بری الذمہ ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی وہاں سے وحی نازل ہوئی کہ ایک گائے کو ذبح کرلو۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی! کہاں قاتل کی تحقیق اور کہاں آپ کا گائے کے ذبح کا حکم؟ کیا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: (مساکن شریعہ کے موقع پر) مذاق چاہوں گا کہ اللہ عزوجل کا حکم یہاں ہے اب اگر یہ لوگ جا کر کسی گائے کو ذبح کر دیجے تو کافی قائلین انہوں نے سوالات کا دروازہ کھولا اور کہا وہ گائے کیسی ہوئی چاہئے؟ آپ نے حکم ہوا کہ وہ بہت بڑھیا ہے۔ بچی ہے جو ان عمر کی ہے۔ انہوں نے کہا حضرت! الکی گائیں تو بہت ہیں یہ بیان فرمائیے کہ اس کا رنگ کیا ہے؟ وہی اتنی کہ اس کا رنگ بالکل سفید زردی مائل ہے ہر دیکھنے والے کی آنکھوں میں بجلی لگتی ہے۔ پھر کہنے لگے حضرت! الکی گائیں بھی بہت ہیں 'کوئی اور ممتاز وصف بیان فرمائیے۔ وحی نازل ہوئی کہ وہ کبھی مل میں نہیں جتی' کھیتوں کو پانی نہیں پلایا ہر میب سے پاک ہے' یکہ رنگی ہے' کوئی دن کوئی رات نہیں جوں جوں وہ سوالات پوچھتے گئے حکم میں سختی ہوتی گئی۔ اب لگنے لگی گائے کو صوفے کے دو طرف ایک لڑکے کے پاس سے ملی ہے پچہ اپنے ماں باپ کا نہایت فرما رہا ہے اور تھا ایک مرتبہ جب کہ اس کا باپ سویا ہوا تھا اور نفعی دالی بٹنی کی کھیتی اس کے سر ہانے تھی ایک سو اگر ایک جتنی پیر اچھا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ میں اسے چنانچہ جاتا ہوں لڑکے نے کہا میں خریدوں گا قیمت ستر ہزار ملے ہوئی لڑکے نے کہا ذرا ٹھہرو جب میرے والد جاگیں گے تو میں ان سے کہنے لے کر آپ کو قیمت دو کروں گا۔ اس نے کہا نہیں ابھی قیمت دو تو ستر ہزار کم کر دیتا ہوں۔ اس نے کہا نہیں حضرت میں اپنے والد کو نہیں دیکھوں گا تم اگر ٹھہر جاؤ تو میں بھالے ستر ہزار کے اتنی ہزاروں گا۔ یونہی دوسرے کی دوسرے زیادتی ہوتی شروع ہوئی ہے یہاں تک کہ تاجر تئیں ہزار قیمت لگا دیتا ہے کہ اگر تم بچہ چکا کر مجھے روپیہ دے دو تو میں تئیں ہزار میں دیتا ہوں۔ لڑکا کہتا ہے کہ اگر تم ٹھہر جاؤ یا ٹھہر کر آؤ جب میرے والد جاگ جائیں تو میں تمہیں ایک لاکھ دوں گا۔ آخر وہ راضی ہو کر اپنا بھرا واپس لے کر چلا گیا۔ باپ کی اس بزرگی کو جاننے والا رنگی راحت رسائی کی کوشش کرنے اور ان کا ادب و احترام کرنے سے پروردگار اس لڑکے سے خوش ہو جاتا ہے اور اسے یہ گائے عطا فرماتا ہے۔ جب بنی اسرائیل اس قسم کی گائے کو صوفے کے لٹھے میں تو سوا اس لڑکے کے اور کسی کے پاس نہیں پاتے اس سے کہتے ہیں کہ اس ایک گائے کے بدلے دو گائیں لے لو یہ انکار کرتا ہے' پھر کہتے ہیں کہ تمہیں لے لو چار لے لو لیکن یہ راضی نہیں ہو جاؤ جس تک کہتے ہیں مگر پھر بھی نہیں مانتا یہ آخر حضرت موسیٰ سے شکایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں جو یہ مانتے دو اور اسے راضی کر کے گائے خریدو۔ آخر گائے کے وزن کے برابر ہو گا یا کیا اب اس نے اپنی گائے بچی۔ یہ بدگت اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی خدمت کی وجہ سے اسے عطا فرمائی جب کہ یہ بہت محتاج تھا جس کے والد کا انتقال ہو گیا تھا اور اسکی راتھماں غربت اور تنگی کے دن بسر کر رہی تھی۔ غرض اب یہ گائے خرید لی گئی اور اسے ذبح کیا گیا اور اس کے جسم کا ایک ٹکڑا لے کر مقتول کے جسم سے لگا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ مردہ کو اٹھا اس سے پوچھا کہ تمہیں کس نے قتل کیا ہے؟ اس نے کہا میرے بھتیجے نے اس لئے کہ وہ میرا مال لے لے میری لڑکی سے نکاح کر لے۔ بنی اسرائیل کہہ کر وہ پھر مر گیا اور قاتل کا پتہ لگ گیا اور بنی اسرائیل میں جو جنگ و جدال ہونے والی تھی وہ رک گئی اور یہ فتنہ دب گیا













کلام اللہ میں خریف کرنا یہود کا طریقہ ہے: اس گمراہ قوم یہود کے ایمان سے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نامید کی لارہا ہے کہ یہاں لوگوں نے اتنی بڑی بڑی بیانیات دیکھتے ہوئے اپنے دلوں کو سخت پتھر جیسے بنا لیا، اللہ کے کلام کو سن کر کچھ کر کچھ بھی اس کی خریف اور تبدیلی کر ڈالی تو ان سے تم کیا امید رکھتے ہو؟ لھیک اس آیت کی طرح اور جگہ فرمایا: ﴿فَمَا نَفْضِهِمْ بِمَنَافِقِهِمْ﴾ اے اللہ تعالیٰ ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت نازل کی اور ان کے دل سخت کر دیئے کیونکہ یہ اللہ کے کلام میں رو بدلی کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہاں اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ سننے کو فرمایا۔ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابوں کی وہ جماعت ہے جنہوں نے آپ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے کانوں سے سننے کی درخواست کی تھی اور جب وہاں صاف ہو کر روزہ رکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ طور پہنچا کہ جاکر مسجد میں گرجے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا کلام سنایا۔ جب یہ واپس آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام نبی ام کلین میں بیان کرنا شروع کیا تو ان لوگوں نے اس کی خریف اور تبدیلی شروع کی دلی۔

سندیؒ فرماتے ہیں ان لوگوں نے تو ان میں خریف کی تھی یہی عام معنی لھیک ہیں جس میں دو لوگ بھی شامل ہو جائیں گے اور اس پر ضلالت والے دوسرے یہودی بھی۔ قرآن میں اور جگہ ہے ﴿فَاجْعَلْهُمْ سَمْعًا يَسْمَعُ كَلَامَ اللَّهِ﴾ یعنی مشرکوں میں سے کوئی اگر تیرے ساتھ پہنچے تو تو اسے بتا دے یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ اللہ کا کلام اپنے کانوں سے بلکہ قرآن سے تو یہاں بھی کلام اللہ سے مراد تو قرآن ہے۔ یہ خریف کرنے والے اور چھپانے والے ان کے علماء تھے۔ آنحضرت ﷺ کے اوصاف ان کی کتاب میں تھے جس میں انہوں نے تاویلین کر کے اصل مطلب سے دور کر دیا تھا۔ اسی طرح حلال کو حرام، حرام کو حلال، حق کو باطل، باطل کو حق کر دیا کرتے تھے۔ رشتہ لینے اور غلام مساکین بنانے کی عادت ڈال لی تھی ہاں کبھی بھی جب رشتہ ملنے کا امکان نہ ہو تو یہ ریاست کے جانے کا خوف نہ ہوتا مگر یہ وہی سے الگ ہوتے تو حق بات بھی لکھ دیا کرتے۔ مسلمانوں سے ملنے کو لکھ دیا کرتے کہ تمہارے نبی ﷺ ہیں یہ نہ حق رسول ﷺ ہیں لیکن پھر آپس میں بیڑہ کر لیتے کیوں عرب سے یہ باتیں کہتے ہو پھر تو یہ تم پر چھاپائیں گے اللہ کے ہاں بھی قصص لا جواب کروں گے۔ تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان یہ قوفوں کو کیا کلام علم نہیں کہ ہم تو پوشیدگی اور ظاہر واری سب کو جانتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ میں ہمارے پاس سوالے ایمان والوں کے اور کوئی نہ آئے۔ تو ان کافروں اور یہودیوں نے کہا جاکہ وہ ہم بھی ایمان لاتے ہیں اور یہاں آئے تو پھر ویسے ہی رہے جیسے تھے۔ پس یہ لوگ صبح آکر ایمان کا دعویٰ کرتے تھے اور شام کو جاکر کفار میں شامل ہو جاتے تھے۔ قرآن میں ہے ﴿وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنُوا بِاللَّهِ﴾ اے ان عینی اہل کتاب کی ایک جماعت نے کہا کہ ایمان والوں پر جو اقرار ہے اس پر دن کے ایک حصہ میں ایمان لاؤ پھر دوسرے میں کفر کرنا کہ خود ایمان والے بھی اس دین سے پھر جائیں۔ یہ لوگ اس خریف سے یہاں کے راز معلوم کرنا اور انہیں اپنے گروہ کو بتانا چاہتے تھے اور مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے تھے مگر ان کی یہ چالاکی نہ چلی اور یہ راز اللہ تعالیٰ نے کھول دیا۔ جب یہ یہاں ہوتے اور اپنا ایمان اسلام ظاہر کرتے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان سے پوچھتے کہ کیا تمہاری کتاب میں حضور ﷺ کی بشارت وغیرہ نہیں؟ تو وہ اقرار کرتے۔ جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے تو وہ انہیں امانتے اور کہتے اپنی باتیں ان سے کہہ کر کہیں ان کے ہاتھوں میں جھنجھوڑے رہے ہو۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قرطہ والے دن یہودیوں کے عقد سنے کھڑے ہو کر فرمایا: بندہ اور خنزیر اور طاغوت کے مابعدوں کے برابر تو وہ آپس میں کہنے لگے یہ ہماری گھر کی باتیں انہیں کس نہ بتا دیں؟ خنزیر اپنی آپس کی خبریں انہیں نہ دودر نہ انہیں اللہ کے سامنے بخت ہو جائے گی۔ اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم چھپاؤ لیکن مجھ سے تو کوئی چیز چھپ نہیں سکتی تم یہ جو چپکے چپکے اپنے گروہ سے

کہتے ہو کہ اپنی باتیں ان کے سامنے نہ لائیں، قرآن الہی کتاب کی باتوں کو پسند کرتا ہے، قرآن الہی ان کے سامنے نہ لائیں، قرآن الہی ان کے سامنے نہ لائیں۔

وَمِنْهُمْ أَهْبِیُّونَ لَا یَعْلَمُونَ الْکِتَابَ إِلَّا أَمَاقٍ وَلَٰئِنْ هُمْ إِلَّا یُظَنُّونَ ۖ قَوْلِی  
لِلَّذِینَ یُکَتِّبُونَ الْکِتَابَ یَاۡدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ  
لِیُطْعَمُوا بِهِ ثُمَّ قَلِیْلًا قَوْلِی لَهُمْ مِمَّا کُتِبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَوِیْلِ لَّاهُمْ وَمَا

یُکَتِّبُونَ

یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں۔

یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں۔

یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں، یہ ہے جو ان کے ہاتھ لکھتے ہیں۔





دوسرا یہ کہ تمام مخلوق کو یہی حکم ہوا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُولٍ إِلَّا نُوْحِيْهِ اِلَيْهِ اِنَّ اِلٰهَ اِلٰهٍ اَنَا فَاعْبُدُوْا﴾ یعنی اور تمام رسولوں کو ہم نے یہی حکم دیا کہ وہ اعلان کر دیں کہ قابل عبادت میرے سوا اور کوئی نہیں سب لوگ میری ہی عبادت کیا کریں اور فرمایا ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ اٰتٰیْنَاكَ الْاٰمَةَ وَرُسُوْلًا اَنْ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتِ﴾ یعنی ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور اس کے سوا دوسرے معبودان باطل سے بچو۔ سب سے بڑا حق اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اس کے تمام حقوق میں بڑا حق یہی ہے کہ اگلی عبادت کی جائے اور دوسرے کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ پھر حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کا بیان ہو رہا ہے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم۔ بندوں کے حقوق میں ماں باپ کا حق چونکہ بہت بڑا ہے اسی لئے پہلے ان کا حق بیان ہوا۔ اور جگہ ارشاد ہے ﴿اِنَّ اَشْكُرَ لَیْ وَاَنْ اَشْكُرَ لَیْ وَاَنْ اَشْكُرَ لَیْ﴾ میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا بھی اسان مان اور تجھ فرمایا ﴿وَلَقَضٰی ذٰلِكَ اَنَّ اَبٰی حَرٰیؕ رَبُّكَ یَاٰیہُ فَعَلَمَہُ﴾ اس کے بعد دوسرے کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اسان اور سلوک کرتے ہو۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کو نسا مغل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز کو وقت پڑھا کر پانچواں چوک اس کے بعد۔ فرمایا ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور اسان کر۔ پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا اللہ کی رگوں میں جہاد کرنا۔ ایک اور صحیح حدیث میں ہے کسی نے کہا حضور ﷺ امیں کس کے ساتھ سلوک کرو بھائی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ تو پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ پھر اور قریب والے قریب والے کیا ساتھ پھر اور قریب والے کے ساتھ۔

ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کرنا: آیت میں ﴿لَا تَعْبُدُوْا﴾ فرمایا اس لئے کہ اس میں بہ نسبت ﴿لَا تَعْبُدُوْا﴾ کے مبالغہ زیادہ ہے یہ خبر ہے معنی میں غلب کے۔ بعض لوگوں نے ﴿لَا تَعْبُدُوْا﴾ کو بھی پڑھا ہے۔ ابی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہ مروی ہے کہ وہ ﴿لَا تَعْبُدُوْا﴾ پڑھتے تھے۔ تیمان چھوٹے بچوں کو کہتے ہیں جن کا سر پر ست باپ نہ ہو۔ مسکین ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو اپنی اور اپنے بال بچوں کی پرورش اور دیگر ضروریات پر ہی طرح مہم نہ کر سکتے ہوں اس کی مزید تشریح انکار اللہ سورۃ نساء کی اس معنی کی آیت میں آئے گی۔ پھر فرمایا لوگوں کو اچھی باتیں کیا کرو۔ یعنی ان کے ساتھ نرم بھائی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا کرو۔ جملی باتوں کا حکم وہ بڑائی سے روکو۔ حضرت حسنؑ فرماتے ہیں بھائی کا حکم وہ بڑائی سے روکو بڑھاپی درگزر اور خطاؤں کی معافی کو اپنا شیوہ بنالوئیں اچھا خلق ہے جسے اختیار کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اچھی چیز کو حقیر نہ سمجھو اگر لوہہ کچھ نہ ہو سکے تو اپنے بھائیوں سے جتنے ہو سچے سے ملاقات ہی کر لیا کرو (مسند احمد)۔

ماں باپ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ سے پہلے اپنی عبادت کا حکم دیا پھر لوگوں کے ساتھ بھائی کرنے کا پھر اچھی باتیں کہنے کا پھر بعض اہم چیزوں کا ذکر بھی کر دیا کہ نماز پڑھو کو دود پھر خبر دی کہ ان لوگوں نے عہد فتنی کی اور عموماً فرمان بن گئے مگر حقوٹ سے اپنے وعدے پر قائم رہے۔ اس امت کو بھی یہی حکم آیا۔ فرمایا ﴿وَاَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تَشْرِكُوْا اِیَّہُ شَيْئًا وَّمَالُوْا الدِّیْنَ اِحْسَانًا﴾ اے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو ان کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ماں باپ کے ساتھ رشتہ داروں کے ساتھ یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ قرابت دار پڑوسیوں کے ساتھ انجمن پڑوسیوں کے ساتھ ماں باپ کے ساتھ مسافروں کے ساتھ لوہڑی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک اسان اور بھائی کیا کرو۔ پھر گھو بھگہ اور فخر کرنے والوں کو اللہ پرست نہیں کرتا۔ اللہ نہ کہ یہ امت بہ نسبت دوسری امتوں کے ان فرمانوں کے ماتھے میں اور ان پر عمل ہی انہوں نے زیادہ مضبوط ثابت ہوئی۔ اسد بن وہاب سے مروی ہے کہ وہ یہودیوں اور نصرانیوں کو سلام کیا کرتے تھے اور ویس یہ دیتے تھے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَقَدْ لَوْ لِلنَّاسِ اِحْسَانًا﴾ لیکن یہ اثر قریب ہے اور حدیث کے خلاف ہے۔ حدیث میں صاف موجود ہے کہ یہود و نصاریٰ کو اللہ اسلام علیک نہ کیا کرو واللہ اعلم۔











































[illegible]

جوانی میں تھے جن سے آپ نے ایک فرما میں کہا کہ وہ ایک بدنام و گستاخانہ اور بدعنوانی کا ایک نمونہ ہے۔

[illegible]

جادو کے منکر: معزکہ جادو کے دوزخ کے مخرج ہیں جو کہتے ہیں جادو کوئی چیز نہیں بلکہ بعض لوگ کو بعض اوقات گمراہ جاتے ہیں کہ کہتے ہیں جو جادو کا دوا کرنا ہے اور دوا کا لہجہ لیکن اہل حق جادو کے دوزخ کے حامل ہیں یہ کہتے ہیں کہ جادو ان کو اپنے جادو کے دوز سے ہوا پر نہ نکلتے ہیں اور انسان کو بظاہر گمراہ دلا کر کہے کہ بظاہر انسان بتا دیتے ہیں مگر حقائق اور حضر وغیرہ کے دانت میں چیزیں کو پیدا کرنے، اللہ تعالیٰ ہے انسان کو گمراہ دوزخ کو تاثیر پر کرنے اور اہل حق نہیں مانتے قطعیہ اور غیور سے روپ دین لوگ کو ہماروں کو اور آسمان کو ہی اسی پر کرتے اور نہ دانتے ہیں۔ اہل سنت کی ایک دلیل تو آیت ہے **وَالظُّلُمُ أَكْبَرُ** یعنی خود انھیں سے بڑا ظلم جادو کیا جاتا اور آپ ﷺ پر اس کا اثر ہو گیا ہے اخیر نے اس کو کہہ گا اللہ سے حضرت امیر، رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے اور بھی یہیوں ایسے ہی واقعات وغیرہ ہیں۔

کیا جاؤ گا علم سیکھنا جائز ہے ؟  
 رائی نے اپنی تحریر میں لکھا ہے کہ جو دوا کا صل کرے اور انہیں تحقیق کا یہی قول ہے  
 اس کے کہ وہ بھی ایک علم ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **جَلَّ جَلُّهُ يَسْمُوَ الدِّينَ يَفْقَهُوْا وَالدِّينَ لَا يَفْقَهُوْنَ** جو عقل علم اور ہے علم  
 نامہ نہیں جوتے اور اس لئے بھی کہ یہ معلوم ہو گا تو اس سے مجبوراً دوا دہا میں ہوگی۔ یہی طعن فریق و تشبیہ جاسے گا اور فقہانہ کا علم  
 واجب ہے اور وہ سو قوف ہے جلد کے پختے پر جس سے فرق معلوم دوا دہا کا سیکھنا بھی ایسا ہی ہوا۔ رائی کا یہ قول بالکل غلط ہے اور  
 عقائد و سہرے بات تائیں فرماتے ہیں جو حجتاً بھی ان کے برائی کے کوکل ہیں اور اگر شرعاً ہر بات تائے تو تو قرآن ہی یہ آیت شرعی  
 برائی تائے کے لئے کافی ہے۔ صحیح حدیث میں ہے جو شخص کسی جلد کو پکھا کہن کے پاس جائے دوا کا فریاد نہ نہیں میں حدیث ہے کہ جس نے  
 گردنی نو دوا میں بیچوگا اس نے جلد دیکھا۔ یہی گردنی کا یہ قول غلط ہے کہن بھی کہہ کر تحقیق کا قول میں ہے یہ بھی ٹھیک نہیں آقرآن  
 تحقیق کے اپنے اقوال کہاں ہیں ؟ کہ اسلام میں سے تم نے یہ کہا ہے پھر **جَلَّ جَلُّهُ يَسْمُوَ الدِّينَ** لہذا کہ حد کو تو جس نے بھی حوائج  
 جرات کے اور کچھ نہیں کہ نہ آیت میں علم سے مراد دینی علم ہے آیت میں شرعی علم والے دوا کو فضیلت یوں بتائی ہے۔ ہر ان دوا  
 قول کہ اس سے مجبوراً کا علم حاصل ہوتا ہے یہ قول لکل رائی عقل غلط و فاسد ہے اس لئے کہ دوا رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا  
 معجزہ قرآن حکیم ہے جو بالعلم سے مراد محفوظ ہے لیکن اسی معجزے کے لئے کہ جلد کا علم جانتے پر سو قوف نہیں ہوا لوگ جنہیں  
 جلد سے دوا بھی عقلی نہیں دوا بھی اسے معجزہ جان گئے معجزہ دینی اللہ ﷻ معجزہ انجلیں اور مسلمان بلکہ عام مسلمان بھی اسے معجزہ دیتے  
 ہیں حالانکہ ان تمام میں سے کبھی ایک بھی جلد دوا نہ تو کیا جلد کو پاس تک نہیں پہنکا نہ سیکھ نہ تھک نہ پائے نہ کیا بلکہ ان سب کاموں کو کفر  
 کہتے ہیں۔ ہر یہ دعوئی کہ کہ معجزہ دوا کا نہ واجب دوا دوا اور فقہانہ کا طرف دوا کے جانے پر سو قوف لہذا جلد دوا کا سیکھنا واجب ہے کہ قدر  
 معلوم دوا دوا ہے۔

جہاد کی اقسام:۔ اب جہاد کی قسمیں بننے جنہیں ابو عبد اللہ رازی نے بیان کیا ہے۔

(۱) ایک جہاد کو مستلزام ہر مسلمان پر مت فرمہ کا ہے اوسات حدود کی نسبت عقیدہ رکھتے ہیں کہ مصلحتی یا لٹی انھیں کے باعث ہوتی ہے اس لئے ان کی طرف خطاب کر کے مقررہ حدود پر حاضر کرتے ہیں اور ان کی پر مشتمل کرتے ہیں امامی تو میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور انھیں یہ ثابت کی۔ ورنہ ان سے اس میں ایک خاص کتاب تحفین فی ہے جس کا نام فی السرا الکون فی ملاحظۃ النصوص و النجوم چھ کر کے علامہ: ابوالحسن و غیرہ بعض نوکریں کہ چھ اس سے کوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صرف معصوم کرانے کے لئے اور اپنے اس علم کو ظاہر کرنے کے لئے یہ کتاب لکھی تھی کہ ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ اگر ہر طرف ہے اس کتاب میں ان لوگوں کے طور پر دیتے تھے ہیں۔

(۲) دوسرا یہ دو قس فیض اور توحید و احد والہ انہوں کا ہے، انہیں خود انہیں سوچنا پڑے گی، انہیں یہ نہیں پڑے گا کہ زمین پر کھڑے ہوتے

تو اس پر انسان آسانی چاہا جائے لیکن میں جنگ لے، اگر کسی دوسرے کو تو نہیں گوارہ کیے گا اس لئے کہ اس وقت خیال ہوتا ہے کہ اب اگر اب کرنا تو اس امر کی ضرورت کے باعث جتنی چیز زمین میں ہل چکے ہیں سناہد اسی جگہ پر ایسے ار کے وقت نہیں چل سکتا۔ کھیتوں اور عیشیوں نے بھی ارماف (میں غصہ کو کہتے ہیں) کی بنیاد بنی اور سرخیزوں کے دیکھنے سے روک دیا ہے اور سر کی دلوں کو زیادہ دشمنی والی اور خیر حسرت کرنے والی چیز اس کے دیکھنے سے منع کیا ہے۔ اس سے خبر ہے کہ قوت و ہر ایک خاص شریعت پر پڑتا ہے۔ عقلمندوں کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ نضر لگتی ہے۔ نتیجہ حدیث میں بھی آیا ہے کہ نضر کا تعلق ہے اگر کوئی چیز تھوڑے بہت کرنے والی ہوئی تو نضر ہوتی ہے اب اگر نفس قوی ہے تو ظاہری سپردوں اور ظاہری کاموں کی کوئی ضرورت نہیں ہو، اگر اتنا قوی نہیں تو پھر ان آلات کی بھی ضرورت پڑتی ہے جس قدر نفس کی قوت بڑھتی جاتی ہے اور احاطات میں قوتی کرتا جائے گا اور تاثیر میں بڑھتا جائے گا اور نفس قدر یہ قوت کم ہوتی جائے گی اسی قدر یہ کم ہوتا چلا جائے گا یہ کیفیت غذائی کی لوگوں کے سبب جو اس کے ترکہ و غیرہ سے بھی ہو چلا ہے یہ بھی تو اسے حاصل کرنے کے انہیں ملنے کے کام نہ لیتے کہ احاطی اس سے لیا جائے اس حال کو شریعت کی اصطلاح کو کرامت کہتے ہیں چار نہیں کہتے اور بھی اس حال سے حاصل میں اور خلاف شریعت کاموں میں داخل ہے اور یہاں سے ایسے لوگوں کے یہ خلاف شریعت کاموں سے کہی کہ وہ کھانا کھا کر انہیں دلی نہ کھو لیا ہے یہ تو کفر شریعت خلاف طے والا دلی اللہ نہیں ہو سکتا آپ دیکھئے نہیں کہ کتنی احادیث میں اجل سے ہارے میں لیا کچھ آیا ہے یہ کہیے کیسے خلاف حدیث کام نہ کرے وہ کھائے کہ میں ان کی وجہ سے امانہ کمال نہیں لکھ دو مصلحتوں کو دلا ہے۔

(۱۳) تیسری قسم کا جو درجات کے ذریعہ رہنے والوں کی دوسرا سے اور دوسرا سے طلب کرنے کا ہے۔ اس کے لئے اور فلاسفہ اس کے کامل نہیں ہیں اور حوسل سے بعض خصوصیات کا، الامال سے عقلی چیز کرتے ہیں اسے محرر یا محرم کہتے ہیں۔

(۱۴) چوتھی قسم خیالات کا بدل دینا۔ انہوں پر اندھیرا الہی دینا اور شیعہ و یار کرتا ہے جس سے حقیقت کے خلاف کچھ کاہنہ و کھالی اپنے لگائے تھیں۔ دیکھو کہ وہ کافر شیعہ و یار پہلے ایک کام شروع کرتے ہیں جب لوگ دلچسپی کے ساتھ اس طرف نظر نہیں بدلتے ہیں اور اس کی طرف توجہ ہو کر کہہ تھیں اس شیعہ معروف ہو جاتے ہیں تو وہ پھر تیس سے انہی دوسرے کام کرتا ہے جو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہتا ہے اور اسے دیکھ کر وہ حیران رہ جاتے ہیں۔ بعض مشرکین کا قول ہے کہ فرعون کے چاروں گروں کا چاروں اہل اہل حرم کا قصاص کرنے کے قرآن میں ہے ﴿مَنْعُوا أَفْئِدَتِ النَّاسِ﴾ و استغنیوا عنہم ﴿مَنْعُوا﴾ کی آیتوں کی آیتوں پر چاروں گروں کا چاروں اہل اہل حرم کا قصاص ہے ﴿مَنْعُوا﴾ یعنی بلیہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں وہ سب نظر ہوں اور یہاں سب میں کر دیتی ہوئی نظر آئے لیکن حالانکہ وہ حقیقت یہ نہ تھا وہ ظالم۔

(۱۵) چھ چیزوں کی ترکیب دے کر کوئی عجب کام اس سے لیتا تھا محوئے کی عقل بخاری میں پر ایک سوانہ ذکر تھا وہ اس کے ساتھ میں باتوں سے جہاں ایک ساعت گذری ہو اس باتوں میں سے آواز دلی دلا کہ کوئی اسے نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح انسانی صورت اس کا کی گئی سے چلائی کہ وہ اصل انسان نہیں رہت یا رہا ہے۔ فرعون کے چاروں گروں کا چاروں اہل اہل حرم میں سے تھا کہ وہ بٹائے ہوئے سب و غیرہ ذہن کے باعث زندہ و حیات کرنے والے و کمال دیتے تھے۔ محمزی اور کھنڈے دو چھوٹی چھوٹی چیزیں جن سے جی بڑی دلی چیزیں بھی آتی ہیں سب اسی قسم میں داخل ہیں حقیقت میں اسے چاروں نے کہنا چاہئے تو کہ یہ تو ایک ترکیب اور کارآمدی ہے جس کے اسباب بالکل غائب ہیں جو انہیں جانتا سمجھتا انہوں نے یہ کام لے سکتا ہے اسی غرض کا وہ چیل بھی ہے کہ جو بیت المقدس کے لبرعلی کہتے تھے کہ یہ اسرار طریقت سے مرے کہ تھوڑے چاروں میں اسے آئے کہ کرامت مشہور کر دئی اور لوگوں کو اپنے دین کی طرف جہاد میں بعض کرامتیں موقعوں کا بھی خیال ہے کہ اگر ترکیب و ترکیب کی حد میں معجزاتی جائیں اور لوگوں کو ہدایت کی طرف راہ لیا جائے تو















کیا تم اپنے رسول سے وہی پوچھنا چاہتے ہو جو اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا تھا؟ (سنو) ایمان کو کفر سے بدلنے والا ہے اور اس سے جھگڑتا ہے۔

غیر ضروری اور زیادہ سوالات باعث ہلاکت و تباہی ہیں: اس آیت کو یہ کہ میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو روکتا ہے کہ کسی واقعہ کے ہونے سے پہلے میرے نبی سے فضول سوال نہ کیا کرے یہ کثرت سوال کی عادت بہت بڑی ہے جیسے در شاہ ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوهُ عَنَ الْغَيْبِ﴾ اسے ایمان والوں ان چیزوں کا سوال نہ کیا کر دو اگر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ان کے کا اور اگر غم قرآن کے نازل ہونے کے زمانہ میں انکی پوچھ بچھ جاری رکھو گے تو یہ چیزیں ظاہر کر دی جائیں گی۔ کسی چیز کے واقع ہونے سے پہلے اس کی نسبت سوال کرنے کی وجہ سے وہ حرام نہ ہو جائے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا عجز وہ ہے جو ان چیز کے بارے میں سوال کرے جو حرام نہ تھی پھر اس کے سوال سے حرام ہو گئی۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ سے سوال ہوا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو پائے تو کیا کرے؟ اگر لوگوں کو خبر کرے تو یہ بھی بڑی بے شرمی کی بات ہے اور اگر چپ ہو جائے تو بڑی بے غیرتی کی بات ہے۔ حضور ﷺ کو یہ سوال بہت برا معلوم ہوا۔ آخر وہی شخص پر ایسا واقعہ پیش آیا اور صحابہ کا حکم نازل ہوا بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ فضول سوال سے اور مال کو ضائع کرنے سے اور زیادہ پوچھ بچھ سے منع فرمایا کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ میں جب تک کچھ نہ کہوں تم بھی نہ پوچھو تم سے پہلے لوگوں کو ایسی بدخلست نے ہلاک کر دیا کہ وہ بکثرت سوال کیا کرتے تھے اور اپنے بیویوں سے اختلاف کرتے تھے جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق نبھاؤ اور اگر منع کروں تو روک جاؤ۔ یہ آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا جب لوگوں کو خبر دی کہ اللہ جاہل و نادان نے تم پر حج فرض کیا ہے تو کسی نے کہا حضور ﷺ (ﷺ) ہر سال؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ اس نے پھر پوچھا۔ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے تیسری دفعہ پھر یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر سال نہیں۔ لیکن اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جاتا اور پھر تم بھی اس حکم کو نہ نبھائے۔ پھر آپ ﷺ نے مندرجہ بالا آیت عذرت فرمائی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب ہمیں آپ ﷺ سے سوال کرنے سے روک دیا گیا تو ہم حضور ﷺ سے پوچھنے میں ہمت کھاتے تھے چاہتے تھے کہ کوئی باری نہیں ہوا تھا فضائل آجائے وہ پوچھتے تو ہم بھی سن لیں۔ حضرت برادین غالبؓ فرماتے ہیں میں کوئی سوال حضور ﷺ سے کرنا چاہتا تھا تو سال بھر گزار جاتا تھا کہ ہمارے حیرت کے پوچھنے کی بدولت نہیں ہوتی تھی ہم تو خواہش رکھتے تھے کہ کوئی امر اہل آئے اور حضور ﷺ سے سوال کر بیٹھے پھر ہم بھی سن لیں۔ انہی مہاسں فرماتے ہیں اصحاب محمد ﷺ سے بہتر کوئی جماعت نہیں انہوں نے حضور ﷺ سے صرف بارہ مسائل ہی پوچھے جو سب سوال میں جواب کے قرآن میں مذکور ہیں جیسے شراب وغیرہ کا سوال حضرت اے مہینوں کی بابت سوال تمہیوں کی بابت سوال وغیرہ وغیرہ۔

یہاں پر "امریا تو فی" کے معنی میں ہے اپنے اصلی معنی میں ہے یعنی سوال کے بارے میں جو یہاں پر انکاری ہے یہ حکم مومن کا فرض ہے کہ وہ حضور ﷺ کی رسالت سب کی طرف تھی۔ قرآن میں اور جگہ ہے ﴿يَسْأَلُكَ الْكُفْرُ﴾ اہل کتاب تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ان کو کوئی آسمانی کتاب بتا دے انہوں نے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی یہ سوال کیا تھا کہ اللہ کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں جس حکم کی وجہ سے انہیں ایک تہہ آواز سے ہلاک کر دیا۔ رافعیؓ بنی حرمہ اور سب بن زید نے کہا تھا کہ اسے محمد ﷺ کوئی آسمانی کتاب ہم پر نازل کیجئے جسے ہم پڑھیں اور ہمارے شہروں میں دریا جاری کر دیں تو ہم آپ ﷺ کو مان لیں اس پر یہ آیت اتری۔

ابوہالیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ آتش ہمارے گناہوں کا کفارہ بھی اسی طرح ہو







وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهِ ۚ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٢﴾

اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے جائزے کو روکے اور اس کی یاد دہانی کی کوشش کرے۔ ایسے لوگوں کو خوف کھاتے ہوئے ہی اس میں جانا چاہیے ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ہلاکت ہے۔ عذاب ہے۔

یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کے مکافات عمل: اس آیت کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں اور یہ کہ اس سے مراد مشرکین ہیں۔ نصرانی بھی بیت المقدس کی مسجد میں پلیدی والے بتے تھے اور لوگوں کو اس میں لہذا اور کرنے سے روکتے تھے۔ بخت نصر نے جب بیت المقدس کی یاد دہانی کے لئے چڑھائی کی تھی تو ان نصرانیوں نے اس کا ساتھ دیا اور وہ کی تھی۔ بخت نصر بائبل کا رہنے والا جو یہ قادیان پرودوں کے شہر دینے پر نصرانیوں نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا اور اس لئے بھی کہ بنی اسرائیل نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو قتل کر ڈالا تھا اور مشرکین نے بھی رسول اللہ ﷺ کو حد پینے والے سال احمد اللہ سے روکا تھا یہاں تک کہ ذی طوای میں آپ ﷺ کو قربانی کا فریضہ دیا اور گناہ اور مشرکین سے صلہ کر کے آپ ﷺ وہیں سے واپس آگئے حالانکہ یہ امن کی جگہ تھی باپ اور بھائی کے قاتل کو بھی یہاں کوئی نہیں پھینچتا تھا۔ اور اس کے اہل خانہ کی کوشش تھی کہ بنی اسرائیل اور حج و عمرہ کرنے والی مسلم جماعت کو انہوں نے روک دیا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "ابن جریر" نے پہلے قول کو پسند کیا ہے اور کہا ہے کہ مشرکین کھدو اللہ کو یاد دہانی کے لئے ہی نہیں کرتے تھے یہ سنی نصاریٰ کی تھی کہ وہ بیت المقدس کی یاد دہانی کے روپے ہو گئے تھے لیکن حقیقت میں دوسرا قول زیادہ صحیح ہے۔ ابن جریر" اور حضرت ابن عباسؓ "کا قول بھی یہی ہے یا وہ ہے کہ جب نصرانیوں نے یہودیوں کو بیت المقدس سے روکا تھا اس وقت یہودی بھی قحط بے دین ہو چکے تھے ان پر تو حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت یحییٰ بن مریم علیہ السلام کی زبانی لعنتیں جہاں ہو چکی تھیں وہاں فرمان اور حد سے تجاوز ہو چکے تھے اور نصرانی حضرت مسیح علیہ السلام کے دین پر تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت سے مراد مشرکین ہیں اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اوپر یہود و نصاریٰ کی مذمت بیان ہوئی تھی اور یہاں مشرکین عرب کی اس بد فہمت کا بیان ہو رہا ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کو مسجد حرام سے روکا کہ نہ نکالا پھر حج و عمرہ سے بھی روک دیا۔

ابن جریر" کا یہ کہنا کہ والے بیت المقدس کی یاد دہانی میں کوشاں نہ تھے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کو وہیں سے روکنے اور اٹال دینے اور بیت المقدس میں بدعت رکھ دینے سے بڑھ کر اس کی یاد دہانی کیا ہو سکتی ہے؟ خود قرآن میں موجود ہے ﴿وَهُمْ يَصْطَلُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ یعنی یہ لوگ مسجد حرام سے روکتے ہیں مشرکوں سے اللہ تعالیٰ کی مسجد آباد نہیں ہو سکتی نہ اپنے گھر کے خود کو لوچیں انہیں کے اعمال عبادت ہیں اور جو ہمیشہ کے لئے جہنمی ہیں۔ مسجد کی آبادی ان لوگوں سے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے والے اور نماز کو تو کئے پابند اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرنے والے ہیں اور یہی لوگ روبرو راست والے ہیں اور جب فرمایا ﴿هُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَلُّوا عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ ان لوگوں نے کفر بھی کیا اور انہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانوں کو ذبح ہونے کی جگہ تک نہ چلنے دیا۔ آپؐ فرماتے ہیں ان مومن مردوں کو توں کا خیال نہ ہوتا جو اپنی شہریت اور کمزوری کے باعث نہ سے نہیں نکل سکتے جنہیں تم کہتے ہو انہیں تو ہم جنہیں ان سے لڑ کر ان کے عبادت کروینے کا حکم دیتے ہیں یہ سب ان مسلمانان































وَالَّذِي تَتَّخِذُونَ عُذَاهِ النَّارِ وَيَخْسَى الْمُؤْمِنُونَ لَهُ مَا يَفْعَلُ بِكُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاغِبُونَ  
إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ يُبْعَثُونَ ۚ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ  
الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۖ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا  
مُسْلِمِينَ لَكَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُسْلِمَةٌ لَكَ وَإِزْنَانَا سِكِّينَا وَتُبْ عَلَيْنَا  
إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ



















ہاں ہے کہ میں اس مرد کے غروپ پر لا مشاہدہ کی دلیل دے گا۔ یہی آتش لپکے ہوئے ہوں گی۔ جسے ان کے  
 چہرہ پر اندازہ ہو گا۔ وہی ان کے دل میں آگ لگے گی۔ انھوں نے انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ

لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ

لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ

لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ  
 لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ لپک رہی ہے۔ انھیں دیکھا ہے کہ ان کے چہرہ پر وہی آگ



میں ایک جماعت کو داخل کر دیا۔ لیکن وہاں جو بہت سے مفسر تھے کہ وہاں سے یہ دعوت ہو رہی تھی وہ وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 وہاں سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 جس پر یہ دعوت ہوئی ہے کہ یہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔

اس واقعہ کو دیکھ کر یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔  
 کہ یہ دعوت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی وہاں سے بھی گئے تھے۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا فِيهِمْ رُسُلًا قَالُوا لَهُمْ عَلَيْكُمْ إِلَٰهٌ وَبَعَثْنَا إِلَهُكُمْ  
 وَالْحَكِيمَةُ وَإِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ

اے نبی! میں نے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔  
 اے نبی! میں نے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔

دعوت کے لیے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔  
 دعوت کے لیے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔  
 دعوت کے لیے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔  
 دعوت کے لیے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔  
 دعوت کے لیے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔  
 دعوت کے لیے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔  
 دعوت کے لیے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔  
 دعوت کے لیے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔  
 دعوت کے لیے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔  
 دعوت کے لیے ان لوگوں کو بھیجا ہے کہ ان کے لیے ایک خدا ہے اور ان کے لیے ایک خدا ہے۔





جسبہ انہیں معلوم ہوا کہ اوائل کا دشمن ہے قرآن سے بڑھ کر ہو گا۔

ابراہیم علیہ السلام اپنے خدائے عز و جل سے کہنے لگا۔ ہرگز ہے ابراہیم علیہ السلام تجھ سے پہلے نہ آئے۔  
حضرت علیؑ نے انہوں کے شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اور اس پر کہنے لگے کہ ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان  
آخرت میں بھی مہمانوں میں سے ان سے ان آیت کی طرح یہیں بھی لکھا کہ انہیں پانچ ہجرتوں کے لئے لکھا ہے اور ہر ایک  
یہ صفت اور بھی نوٹ کر لے جسے میں لکھتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے یہ امتیاز عطا کیا کہ وہ اپنے لئے بھی لکھا اور اپنے  
خویشیوں میں جیسے جیسے غائب ہوئے انہیں آخرت میں بھی سعادت بخش لوگوں میں ہو گئے ہیں ان کے ملک و ملت کو پیوند و رشتہ انسانی  
میں ہے۔ ان کے لئے یہ وہی وہی قول اور خاتمہ ہوا۔ ان کو ان آیت میں یہودیوں کا بھی یہی ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان  
پہنچا تھا کہ انہیں ابراہیم علیہ السلام کے لئے یہی ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے یہی ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان  
ہائیں وہ یہی اور ایمان اور اللہ بھی انہوں کا ہے۔ جب بھی اللہ فرماتا کہ یہ ان کو جو چاہے کہ ان رب العالمین میں سے ان یا  
اسی امت و امت کی حیثیت ابراہیم و عیسیٰ نے پائی ہو اور کوئی رقم لکھا ہے کہ اسے حق و حقیقت سے بچا کر۔

امت سے مراد اسلام اور کلمہ ہے اور اللہ اس لئے کہ ان کے دل میں اسلام کی کس قدر محبت  
حضرت تھی کہ خود بھی اس پر امت اللہ میں سے ایمان لایا کہ اس کی وصیت کی جیسے اور کلمہ ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان  
عقبہ ہے کہ امت سے ان کی اور میں بھی پائی اور کلمہ بعض مسلمانوں نے دیکھا ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان  
کہ ظہور اللہ علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو اس وقت موجود تھے۔ بنی اسرائیل کی  
انتقام کی وصیت کی۔ تحریر کی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان  
یہ صراط دعویٰ ہے جس پر کوئی کلمہ نہیں لکھا تھا۔ بلکہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ان کو علیہ السلام  
کے ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں یہاں سے لے کر ان کی قبر میں سے جو ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان  
اسحق یعقوب کے چھوٹے بھائی تھے ان کی وصیت کے چھوٹے بھائی علیہ السلام کی وصیت کی کہ وہ ان کو ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان  
پڑھا گیا ہے کہ ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان  
وہ اس وقت کہ وہ اپنی شہادت دہا رہا تھا کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان  
ہو اور اس میں ہم نے جو وصیت کی ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان  
ہو تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں ہی تھے۔ اگلی شہادت میں بھی ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان  
میں سے انہیں لے۔

حضرت ہاجرہؑ ایک مرتبہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو لے کر اپنے چچا کے پاس پہنچے۔ چچا نے فرمایا کہ یہاں  
چچا نے فرمایا کہ یہاں سے تم لوگوں کے لئے جو وصیت کی ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان  
حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درمیان کے معاملے کو یہاں سے حالانکہ یہ قول بالحق لکھا ہے کہ ان دونوں میں سے  
درمیان خود دونوں میں سے ان کے لئے جو وصیت کی ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان  
کرائی تھی کہ اس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی وصیت کی تھی کہ ان کے لئے جو وصیت کی ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان  
درمیان سے ان کے لئے جو وصیت کی ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان

بھائی کوئی ایک جہتی ہے۔ اور ان کے لئے جو وصیت کی ہے کہ وہ اپنے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان کے لئے جو لوگوں میں سے ان

بھی اللہ کی عبادت اسی طرح ہے کہ بھلائی کے قصد کرنے والے کو بھلائی کی توفیق بھی دی جاتی ہے بھلائی اس پر آسان بھی کر دی جاتی ہے اور اسے ثابت قدم بھی رکھا جاتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ انسان جہنمیوں کے کام کرتے کرتے جنت سے ایک ہاتھ دور ہو جاتا ہے کہ اس کی لکھ بے غالب آ جاتی ہے اور جہنمیوں کے کام کر کے جہنمی بن جاتا ہے اور کبھی اس کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ لیکن اس سے مطلب یہ ہے کہ یہ کام اچھے یا برے ظاہری طور پر ہوتے ہیں حقیقی طور پر نہیں چنانچہ بعض روایات میں یہ لفظ بھی ہے۔ قرآن کہتا ہے صلات "تقویٰ اور لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کی تصدیق کرنے والے کے لئے ہم آسانی کا راستہ آسان کر دیتے ہیں اور بغل دے کر وہی اور بھلی بات کی خدمت پر کرنے والوں کے لئے ہم سختی کی راہ آسان کر دیتے ہیں۔

أَمَرْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَاللَّهُ أَبَدُكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَكَ مُسْلِمُونَ ۚ إِنَّكَ أَمَةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُنْهَوْنَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ٢١

کہا (حضرت) یعقوب علیہ السلام کے انتقال کے وقت تم موجود تھے وہ انہوں نے اپنی اولاد کو کیا کہ میرے بعد تم کسی کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے دراجیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں گے یہ جماعت تو گزر چکی جو انہوں نے کیا وہ ان کے لئے ہے اور جو تم کرو گے تمہارے لئے ہے۔ ان کے اعمال سے تمہیں روکنا ہے۔

ازل سے لے کر اب تک صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لائق ہے۔ مشرکین عرب پر جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد تھے اور کفار بنی اسرائیل پر جو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے۔ دلیل لاتے ہوئے اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) نے تو اپنی اولاد کو اپنے آخری وقت بھی اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کی وصیت کی تھی۔ ان سے پہلے تو یہ چھاکر تم میرے بعد کسی کی عبادت کرو گے؟ سب نے جواب دیا کہ آپ کے اور آپ کے بزرگوں کے معبود پر حق کی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کے لڑکے اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ہم باپ دونوں کے ذکر میں بطور تظلیل کے آیا ہے کیونکہ آپ حضرت یعقوب کے چچا ہیں (علیہم السلام) اور یہ بھی واضح رہے کہ عرب میں چچا کو بھی باپ کہہ دیتے ہیں۔

اس آیت سے استدلال کر کے اولاد کو بھی باپ کے حکم میں رکھ کر اولاد کی موجودگی میں بہن بھائی کو ورثہ سے محروم کیا ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا فیصلہ جیسا ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں موجود ہے ام المومنین حضرت عائشہؓ کا مذہب بھی جیسا ہے حسن بصریؒ "طاووس" اور عطاءؒ بھی یہی کہتے ہیں امام ابو حنیفہؒ اور بہت سے مفسر و مفسر کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور ایک مشہور روایت میں امام احمدؒ سے منقول ہے کہ دو بھائیوں بیٹوں کو بھی وارث کہتے تھے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت زید بن ثابتؓ اور سلف و خلف کی ایک جماعت کا مذہب بھی ہے۔ "شافعی ابو مسلف" اور محمد بن حسن بھی یہی کہتے ہیں اور یہ دونوں امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد و رشید ہیں۔ اس مسئلہ کی صفائی کا یہ مقام نہیں اور نہ تفسیر کا یہ موضوع ہے۔ ان سب بچوں نے اقرار کر لیا کہ ہم ایک ہی معبود کی عبادت کریں یعنی اس اللہ کی اہمیت میں کسی کو شریک نہ کریں گے اور ہم



جائیں جو عبادتِ مبراہ کی حق کر دو عبادتِ حق پر کرتے تھے کسی کو سنت تھے کسی سے انکاری تھے۔ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو  
 نصرانی حضرت محمد ﷺ کو اپنی سب سے بڑی نبی مقرر کر دیا۔ عیسائیوں کو انیس سو تھے جن سے سب لائقِ ماکر یا اولئك هم المفلکون  
 خطاب ہے۔ اولئك انہیں کافر ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ کتابِ قرآن کو میری عمر پڑھنے سے پہلے وہ میری عمر سے بڑھ کر  
 اسلام کو سنتا تھے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کتاب کی سچائی یا غلطی یہ نہ کہہ دو یا کہہ کر کہتے ہو یا اس کی مصلحتی ہوئی کتابوں پر ہر  
 ایمان ہے۔ نبی ﷺ کو اس سنتوں میں پہلی رکعت یہ آیت چھ انا باللہ وما آلہا بہ پڑھتی تھیں اور دوسری رکعت میں آل  
 عمران آیت چھ انا باللہ واللہ بہ ما فاضلہون پڑھتے تھے۔

اسی طرح: اسلاف حضرت یعقوب علیہ السلام نے جن کو کہتے ہیں جو ہمارے جن میں سے۔ ایک کی نسل میں بہت سے  
 انسان ہوئے۔ نبی اکمل کو حقاً کہتے تھے ہر نبی اس نسل کو اسلاف کہتے تھے۔ زکریاؑ نے کثاف میں لکھا ہے کہ یہ حضرت یعقوب علیہ  
 السلام کے پوتے تھے جن کے بارہ لوگوں کی اولاد تھی۔ عذراقی میں ہے کہ ہر عورت کا کہنے سے بارہ اولاد ہیں ان میں بھی نبی نہ ہوتے تھے جن  
 پر وہی قابلِ نبی تھی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لاجعل فیکم نسباۃ علیہ السلام کی نعمت کو یاد نہ کرو کہ اس نے قریش  
 نبیاء اور ہاشمیت بنائے۔ اور قد ہے جو اولادنا ہم الناس عسوة اسلاف ہر ہم سے ان کے بارہ کر دے۔ جو سبط پہ کہتے ہیں  
 قحط کو یہ بھی ایک کے بیچے ایک تھے بعض کہتے ہیں یہ خواہ ہے جو سبط کہے ہیں اور بہت کو بھی یہ مثل اور بہت  
 کے ہیں جس کی سزا نہیں چھل ہوتی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کل نبیاء علیہ السلام نبی اس نسل میں سے خواہ وہ ہیں  
 سواحدوں سے خواہ ہوں اسلافِ شعیب اور ابراہیمؑ اسلافِ یعقوب اسلافِ نوحؑ ہیں۔ ان تمام نسلوں کو  
 نبی کا سونے اعلیٰ درجہ ہر ایک ہو۔ نبی کو چاہیے کہ ان نسلوں پر ایمان لے لے کر صرف قرآن و حدیث ہی ہے انہی  
 نبی کا مقرر ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قرآن و ہر نبی پر ایمان رکھو لیکن اس نسل کے لئے قرآن کافی ہے۔

**وَإِنْ أَنْتُمْ بِبُشْرَىٰ كَا امْتِئْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ  
 فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ  
 صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عٰبِدُونَ**

اگر تم بشارتِ ایمان الایم قرآن میں اور نہ تو ظاف میں ہیں اور خالی ان سے غلط یہ نہ کہتے کہ وہ خوب سننے جانتے والا ہے  
 نہ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رنگ میں ہر شے سے اور رنگ میں کسی کا ہر کام تو نبی کی ہدایت کرنا ہے۔

نجات پانے کے لئے شرط: یعنی اسے ایمان اور صحیح ہونا یہ کلمہ بھی تم میرا ایمان نہیں مگر تمام زبانوں اور رسولوں کو ان میں  
 تو حق و غلط و ہدایت و نجات نہیں ہے اور اگر ایمان و ایمان کے بغیر بھی ہار دینا تو جیتنے کے خلاف ہے میں اللہ تعالیٰ حق ہے میں پر غالب  
 نہ کہے تھے نہایت سب کا سامنے جانتے والا ہے۔ ان میں نبی علیہ السلام کہتے ہیں کہ کسی عیب سے بہت حضرت عثمانؓ کی صفات والا قرآن  
 میں کیا گیا ہے یہ سن کر کہا کہ لوگوں میں شیعہ رہے کہ جب حضرت عثمانؓ کہہ لوگوں نے شیعہ کیا اس وقت یہ کلام اللہ آگے گا اس میں خود  
 آپ کا حق ہو لیکن ان ائمہ پر اذعان ہے فسبغکم باللہ وهو السميع العليم کیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا ہاں تمہارے  
 ہے جس نے خود اس آیت پر دوا کرنا۔ نبی کا حق و کمال اللہ تعالیٰ اور اللہ سے ہر نبی سے ہر اور اس کا ذہن اور افراد کے ہے جسے

انقرضیٰ میں مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دین کو لازم بنا کر اس پر پست جاننا۔ بعض کہتے ہیں یہ بدل ہے ﴿مَلَأَهُمُ الْغُيُوبُ﴾ سے جو اس سے پہلے موجود ہے۔ یہودی کہتے ہیں یہ مصدر مملوء ہے ﴿مَلَأَ مَالَهُ﴾ کی وجہ سے منصب ہے جیسے ﴿وَعَذَابُهُ﴾ ایک مرفوعہ ہے جس میں ہے کہ نبی امر ائیل نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اور وہ انوار آتی ہیں ان سے کہہ دو کہ تمام رنگ میں ہی توجید آ کر جاویں۔ یہی مطلب اس آیت کا بھی ہے لیکن اس روایت کا موقوفہ ہونا ہی صحیح ہے اور یہ بھی اس وقت جبکہ اس کی اسناد صحیح ہو۔

قُلْ أَنُحَايُوكُمَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنُحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ۖ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى قُلْ إِنَّمَا أَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ ۖ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١١٠﴾  
تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١١﴾

کہہ دو کیا تم ہم سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہو جو ہمارا اور تمہارا رب ہے ہمارے لئے اعمال ہے تمہارے لئے تمہارے اعمال ہم تو ہی کے لئے ظہور کرنے والے ہیں کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟ کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ؟ اللہ کے پاس کی شہادت چھپانے والے سے زیادہ ظالم اور گون ہے اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے ناواقف نہیں یہ امت ہے جو گمراہ ہو گئی انہوں نے کیا ان کے لئے ہے اور جو تم نے کیا تمہارے لئے؟ تم ان کے اعمال سے سوال نہ کیے جاتے گے۔

حقیقی دین دین اسلام ہے: مشرکوں کے جھگڑنے کو دفع کرنے کا حکم رب العالمین اپنے نبی ﷺ کو دے رہا ہے کہ تم ان کو کہو کہ ہم سے اللہ کی توحید، اخلاص، اطاعت وغیرہ کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو؟ وہ صرف تمہاری نہیں بلکہ تمہارا رب بھی تو ہے ہم پر اور تم پر قابض و متصرف بھی وہی الیگا ہے ہمارے عمل تمہارے عمل جیسا کہ کام تو میں کے ہم تم سے اور تمہارے شرک سے بچ رہے ہیں۔ اور جگہ فرمایا ﴿فَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ اور جگہ ارشاد ہے ﴿وَمَا ظَنُّوا أَنُحَايُوكُمَا فِي اللَّهِ﴾ یہ تھوڑے جھگڑیں تو تمہارے ہمسایوں نے اپنے منہ اللہ کی طرف کر دیے ان۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے یہی فرمایا تھا ﴿انُحَايُوكُمَا فِي اللَّهِ﴾ اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ اور جگہ ہے ﴿الَّذِي خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ تو اسے بھی دیکھا جو ابراہیم (علیہ السلام) سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑنے لگا پس یہاں ان جھگڑاؤں کو اس نے کہا گیا کہ تمہارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہم تم سے بچ رہے ہیں تم ہم سے اللہ کے ہم مہلات اور توحید میں اخلاص اور ایک سوئی کرنے والے لوگ ہیں۔ پھر ان کو لوگوں کے دعوے کی تردید ہو رہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی تم اس یہودی اور اس نصرانیوں نے بائیس بتا دیے ہو کیا تمہارا علم اللہ سے بڑھ گیا اللہ نے











مسند احمد میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں توں کو قیامت کے دن بلایا جائے گا اور ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم نے میرا پیغام میرے بندوں کو پہنچایا تھا وہ کہیں گے ہاں یا اللہ پہنچایا تھا۔ اس کے بعد ان کی امت کو بلایا جائیگا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا توں (علیہ السلام) نے میری باتیں تمہیں پہنچائیں تھیں؟ وہ ساقی انکار کریں گے اور کہیں گے ہمارے پاس کوئی ذرا نہ والا نہیں آیا۔ توں سے کہا جائے گا کہ تمہاری امت انکار کرتی ہے تم کو لوٹیں کرو۔ وہ کہیں گے کہ ہاں محمد (ﷺ) اور آپ ﷺ کی امت میری گواہ ہے۔ یہی مطلب اس آیت ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ قَوْمٍ مِّنْ دُونِكَ آيَاتٍ لِّمَن يَعْلَمُ﴾ کا ہے۔ وسط کے متنی بدل کے ہیں۔ اب تمہیں بلایا جائے گا اور تم کو اس دو گے اور میں تم پر گواہی دوں گا (بخاری ترمذی انسائی ابن ماجہ)۔ مسند احمد کی ایک اور روایت میں ہے قیامت کے دن مجھے آئیں گے اور ان کے ساتھ ان کی امت کے صرف وہی شخص ہوں گے اور اس سے زیادہ بھی اس کی امت کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا اس نبی نے تمہیں تبلیغ کی تھی؟ وہ انکار کریں گے۔ نبی سے پوچھا جائے گا تم نے تبلیغ کی دو کہیں گے ہاں کہا جائے گا تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے کہ محمد (ﷺ) اور آپ کی امت۔ پس محمد (ﷺ) اور آپ کی امت جالی جائے گی ان سے یہی سوال ہو گا کہ کیا اس تبلیغ نے تبلیغ کی؟ یہ کہیں گے ہاں۔ ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ یہ جواب دیں گے کہ ہمارے پاس ہمارے نبی آئے اور آپ نے خبر دی کہ انبیاء علیہم السلام نے میرا پیغام اپنی اپنی امتوں کو پہنچایا۔ یہی مطلب ہے اللہ عزوجل کے اس فرمان ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ قَوْمٍ مِّنْ دُونِكَ آيَاتٍ لِّمَن يَعْلَمُ﴾ کا ہے۔ ان میں دو یہ اور ان میں ایک عاقبت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور میری امت قیامت کے دن ایک اگلے ٹیلے پر ہوں گے۔ تمام مخلوق میں نمایاں ہوں گے اور سب کو دیکھ رہے ہوں گے۔ اس روز تمام دنیا تنہا کرے گی کہ کاش وہ بھی ہم میں سے ہوتے۔ جس جس نبی کی قوم نے اسے جھٹلایا ہے ہم دربار اب العالمین میں شہادت دیں گے کہ ان تمام انبیاء نے اس رسالت کو کیا تھا۔

واجب ہو گئی؟ مسند رک حاکم میں ایک حدیث میں ہے کہ نبی مسئلہ کے قبیلے کے ایک شخص کے جنازے میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ لوگ کہنے لگے حضور! یہ بڑا ایک آدمی تھا! حق بارہا اور سچا مسلمان تھا اور ابھی بہت سی عمر تھیں کہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ کس طرح کہہ رہے ہو؟ اس شخص نے کہا حضور! وہ شیوہ کی کاظم تھا اللہ ہی کو ہے۔ لیکن ظاہر میں تو اس کی ایسی ہی حالت تھی۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے واجب ہو گئی۔ پھر بوجہ حدیث کے ایک شخص کے جنازے میں تھے۔ لوگ کہنے لگے حضرت! یہ بڑا آدمی تھا بڑا زبان اور کج خلق تھا۔ آپ نے اس کی برائیاں سن کر پوچھا تم کیسے یہ کہہ رہے ہو۔ اس شخص نے بھی یہی کہا۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے واجب ہو گئی۔ محمد بن کعبؓ اس حدیث کو سن کر فرماتے تھے اللہ کے رسول ﷺ سے ہیں اذیمو قرآن بھی کہی رہا ہے۔ وکذلک اللہ ان مسند احمد میں ہے ابوالاسودؓ فرماتے ہیں میں مدینہ میں آیا یہاں بخاری تھی۔ لوگ بکثرت مر رہے تھے۔ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جو ایک جنازہ لگا اور لوگوں نے مرحوم کی نیکیاں بیان کرنی شروع کیں۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے واجب ہو گئی اتنے میں دوسرا جنازہ لگا لوگوں نے اس کی برائیاں بیان کیں۔ آپ نے فرمایا اس کے لئے واجب ہو گئی۔ میں نے کہا میرا امو نہیں کیا واجب ہو گئی؟ آپ نے فرمایا میں نے وہی کہا جو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کی بھلائی کی شہادت چار آدمی دیں اللہ اسے جنت میں داخل کرتا ہے۔ ہم نے کہا حضور! اگر تین دیں؟ آپ نے فرمایا تین بھی۔ ہم نے کہا اگر دو دیں؟ آپ نے فرمایا دو بھی۔ ہم نے ایک کی بات سوال نہ کیا۔ ابن مردویہ کی ایک حدیث میں ہے قریب ہے کہ تم اپنے بھلے اور بڑوں کو پہچان لیا کرو۔ لوگوں نے کہا حضور! کس طرح؟ آپ نے فرمایا اچھی تعریف اور بری شہادت سے تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔

پھر فرماتا ہے کہ پہلا قبلہ صرف امتحان کے طور پر تھا یعنی پہلے بیت المقدس کو قبلہ مقرر کر کے پھر کعبہ اللہ کی طرف پھیرنا صرف اس لئے تھا کہ معلوم ہو جائے کہ سچا تابعدار کون ہے؟ اور کون ہے جو ایک دم گروٹ لیتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔ یہ کام فی





نہار کے وقت منہ کعبہ کی طرف کرو، ہاں آیت میں سورہی پر نکل پڑنے والا جھڑ سوار ہی ہو اور ہی نکل ہو اگر اس کے دل کی توجہ کعبہ کی طرف ہو کافی ہے۔ اسی طرح میدان جنگ میں نماز پڑھنے والا جس طرح اور جس طرف ہو سکتے نماز ادا کر لے اور اسی طرح وہ شخص جسے قبلہ کی جست کا فتنی علم نہیں اور وہ اندازہ سے جس طرف زیادہ دل جھکے نماز ادا کر لے پھر گواہ کی نماز کی توقع قبلہ کی طرف نہ بھی ہو تو بھی وہ اللہ کے ہاں عاف ہے۔

نہار کی حالت میں نظر کہاں رہیں؟ مسئلہ مالکی نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ نماز کی حالت نماز میں اپنے سامنے اپنی نظریں رکھے نہ کہ جیسے شافعی، احمد اور ابو حنیفہ کا مذہب ہے اس لئے کہ آیت کے لفظ ہیں کہ منہ کعبہ کی طرف کرو اور اگر جیسے کی جگہ نظر رہا ہوتا ہے کا تو قدرے بھٹکانا پڑے گا اور یہ تلف کمال خشوع کے خلاف ہو گا۔ بعض مالکیہ کا یہ قول بھی ہے کہ قیام کی حالت میں اپنے سینہ کی طرف نظر رکھے۔

قاضی شرف الدین کہتے ہیں کہ قیام کے وقت جیسے کی جگہ نظر رکھے جیسے کہ مسعودی، علاء الدین نے اس لئے کہ یہ پورا ریاہ و خشوع و خضوع ہے اور ایک حدیث بھی اس مضمون کی آئی ہے۔ اور کوئی کی حالت میں اپنے قدموں کی جگہ پر نظر رکھے اور کعبہ کے وقت ناک کی جگہ اور اقیات کے وقت اپنی گودی کی طرف۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ یہودی جو چاہیں آئیں ہائیں لیکن ان کے دل جانتے ہیں کہ قبلہ کی تبدیلی اللہ کی جانب سے ہے اور یہ حق ہے کیونکہ یہ خود ان کی کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن یہ لوگ کفر و عناد اور تکبر و حسد کی وجہ سے اسے چھپاتے ہیں۔ مگر اللہ بھی ان کے ان کو تو قیامت سے خبر نہیں۔

وَلَئِنْ آتَيْنَا الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ بِحُكْمٍ آتٍ كَاتِبُوا قَبْلَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَالِيٍّ قَبْلَهُمْ  
وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَالِيٍّ قَبْلَهُ بَعْضٌ وَلَئِنْ أَتَيْنَا أَهْلَهُمْ مِنْ بَعْدٍ مَا جَاءَكَ مِنْ  
الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝

تو اگرچہ اہل کتاب کو تمام وہ لیں دیئے لیکن وہ حج سے قبلہ کی جگہ دینی نہیں کریں گے اور نہ تو ان کے قبلہ کو مانتے والا ہے اور نہ یہ انہیں میں ایک دوسرے کے قبلہ کو ماننے والے ہیں اور اگر تو پادہ رکھتے ہیں تو اس علم آپکا پھر بھی ان کی خواہشوں کے پیچھے لگ جائے تو پانچین تو بھی ظالموں میں سے ہے۔

حق کو چھوڑ کر باطل کی پیروی کرنا ظلم ہے۔ یہودیوں کے کفر و عناد اور مخالفت اور سرکشی کا بیان ہو رہا ہے کہ باوجودیکہ شان رسول ﷺ کا انہیں علم ہے لیکن پھر بھی یہ حالت ہے کہ ہر قسم کی باتیں نہیں مانتے کے بعد بھی حق کی پیروی نہیں کرتے جیسے اور جگہ ہے کہ ان الذین حلف علیہم کہ لا یؤمنون ولو جاء فہم علی ایہ حلفی یؤذون العذاب الا ان یتوبوا یعنی جن لوگوں پر حیر سے رب کی بات ثابت ہو چلی ہے وہ ایمان نہ لائیں گے گو ان کے پاس تمام آیات آجائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔ پھر اپنے نبی کی امتدادت بیان فرماتا ہے کہ جس طرح وہ حق پر اڑے ہوئے ہیں اور وہاں سے ہٹا نہیں جاتے تو وہ بھی کچھ نہیں کہ ہمارے نبی ایسے نہیں کہ ان کی باتوں میں آجائیں اور ان کی راہوں میں جائیں وہ ہمارے تابع فرمان اور ہماری مرضی کے عامل ہیں وہ ان کی باطل خواہش کی تابعداری نہ کریں نہیں کریں گے نہ ان سے یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارا حکم آجائے کے بعد ان کے قبلہ کی طرف توجہ کریں۔ پھر اپنے نبی (ﷺ) کا خطاب کر کے اصل علم کو دھمکیا گیا کہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد کسی کے پیچھے لگ جاتا اور اپنی با











حساب کتاب کے جنت میں ملے جائیں۔ کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور جنت کی طرف نہائیں گے فرشتے انہیں کچھ کر پوچھیں گے کہ کہاں جا رہے ہو؟ یہ کہیں گے جنت میں ہو کہیں گے ابھی تو حساب بھی نہیں ہوا کہیں گے پان سو سو سے بھی پہلے۔ پوچھیں گے آخر آپ لوگ کون ہیں۔ جواب دیں گے ہم صابر لوگ ہیں اللہ کی فرمان برداری میں لگے رہے اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہے مگر تم دم تک اب پر اور اس پر صبر کیا اور شے رہے۔ فرشتے کہیں گے پھر تو تھک بے شک تھکا رہی ہو کہ تم نے اور اسی لائق تم ہو جاؤ جنت میں مزے کرو انصاف کام والوں کا اچھا ہی انجام ہے یہی قرآن فرماتا ہے مَا يَوْفَى الصُّبْرُونَ اِنْهُمْ هُمْ فِي حساب بلکہ صابروں کو ان کا پورا پورا بدلہ ہے حساب دیا جائے گا۔ حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں صبر کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار کرے اور مصیبتوں کا بدلہ اللہ کے ہاں جان کر ان پر ثواب طلب کرے۔ یہ گھبرائے پریشانی اور تکلیف موقع پر اشتغال اور تنگی کی امید پر دوغوش نظر آئے۔

شہیدانہ کی زندگی: پھر فرمایا کہ شہیدوں کو مردوں کو بلا کہ وہ ایسی زندگی میں ہیں جسے تم نہیں سمجھ سکتے۔ انہیں حیات برداشتی حاصل ہے اور وہاں درد و نیاں پار ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ شہیدوں کی روحیں ہزار رنگ کے پتھروں کے قالب میں ہیں اور جنت میں جس جگہ چاہیں چرتی چلتی پھرتی ہیں جہان قدیلوں میں آکر بیٹھ جاتی ہیں جو عرش کے نیچے لٹک رہی ہیں۔ ان کے رب نے ایک مہر چھ انہیں دیکھا اور ان سے دریافت کیا کہ اب تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ ہمیں تو اتنے دوسے رکھتا ہے جو کسی کو نہیں دیا۔ پھر ہمیں کس چیز کی ضرورت ہو گی؟ ان سے پھر یہی سوال ہوا اب انہوں نے دیکھا کہ اب ہمیں چھوڑا جاتا تو کہاں اللہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہمیں دوبارہ دیکھیں بھیج ہم تیری رگوں میں پھر جنگ کریں پھر شہید ہو کر تیرے پاس آئیں اور شہادت کا گناہ چھوڑیں۔ رب جل جلالہ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا یہ تو میں لکھ چکا ہوں کہ کوئی بھی مرے کے بعد دنیا کی طرف پلٹ کر نہیں جائے گا۔ مسند احمد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ مومن کی روح ایک پرندہ ہے جو جنتی درختوں پر رہتی ہے اور قیامت کے دن وہ اپنے جسم کی طرف لوٹ آئے گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مومن کی روح وہاں زندہ ہے لیکن شہیدوں کی روح کو ایک طرف کی شرافت و کرامت 'عزت اور عظمت حاصل ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ  
وَالْأَنْفُسِ وَالشَّهْرِ وَبَشِيرِ الضَّرِيرِينَ ۚ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا  
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۚ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ  
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْتَدُونَ ۝

ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش کریں گے دشمن کے ڈر سے بھوک پیاس سے مای جاں اور بھلائی کی کمی سے صبر کرنے والوں کو تو سختی دیے۔ انہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہیں، ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی توفیقیں اور نعمتیں ہیں اور یہی لوگ جائزیت یافتہ ہیں۔

آزمائش شرط ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی آزمائش ضرور کر لیتا ہے، کبھی ترقی اور بھلائی سے اور کبھی محزل



کر مجھے نکال دیا اور کیا سوائس میں نہیں ایک فرنگی ملازم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ ملک الموت سے دریافت فرماتا ہے کہ قرآن کی کتنی کتب بندہ کی آنکھوں کی طرف سے اور اس کے بچوں کا کراہ میں لپاؤ اس کا رد عمل کیا تھا؟ اللہ الموت کہتے ہیں کہ اللہ اس نے جیسی تعریف کی وہ اللہ جل جلالہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے جنت میں ایک کمر پہنایا اور اس کا نام بیت و مہر ہو۔

**إِنَّ الصَّفَا وَالرِّوَاءَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ**

صفاء و رواء، خولی کی کتبوں میں سے ہیں اللہ کا شرف و حرمان سے واسطہ پر حق کا حال کر لینے میں بھی کوئی گناہ نہیں اور اہل فرنجی۔ صفائی اور رواءانہ قدر ان سے اور انکی توجہ سے لگاتار۔

صفاء و رواء کا طواف اور اس کا طریقہ: حضرت عائشہ سے حضرت عمرؓ دریافت کرتے ہیں کہ اس آیت سے تو کیا معلوم ہوتا ہے کہ طواف نہ کرنے میں بھی کوئی فرج نہیں۔ آپ نے فرمایا پیچھے کچھ نہیں کہے۔ کہ یہ ہیں دو ٹکڑے جو توجہ الہیہ کا عکس ہیں۔ پہلا آیت یہ کہ کاشان زوں یہ ہے کہ مشکل کے پاس حاکمیت قاسم سے پہلے انصار سے کہتے تھے اور جو اس کے نام پر ایک پکارا جاتا وہ مقام اس کے طواف میں فرج نہیں سمجھا تھا یہ بعد از اسلام میں لوگوں نے حضور ﷺ سے صفاء و رواء کے حوائف کے حوائف سے اس میں سوال کیا تو یہ آیت ان کی کوئی فرج نہیں پھر حضور ﷺ نے صفاء و رواء کے حوائف یہاں لے مسنون ہوا اور کسی کو حاکمیت نہ ہوئی کہ اسے ترک کر دے۔ (بخاری و مسلم) اور تھیں مہاجرین نے جب یہ روایت سنی تو وہ کہتے تھے کہ یہ ملک یہ بھی بات ہے جس نے قوس سے پہلے یہ سنی نہ تھی۔ بعض اہل علم فرمایا کرتے تھے کہ وہ نہ کہنا تھا کہ ہمیں بیت نہ کے طواف کا حق ہے صفاء و رواء کے طواف کا نہیں اس پر یہ قیمت اڑی۔ ضمن ہے اس کے شان زوں یہ دونوں جوں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم صفاء و رواء کے طواف کو چاہتے کام جانتے تھے پورا اسلام کی حالت میں اس سے بچتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

ان عباسی سے مروی ہے کہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان بہت سے بہت تھے اور شیخین روضہ بکرا میں سکونت کر کے رہتے تھے۔ اسلام کے بعد لوگوں نے حضور ﷺ سے یہاں کے حوائف کی بات مسئلہ دریافت کیا جس پر یہ آیت اتری۔ اس وقت صفاء و رواء نامہ دو پر مشرک لوگ انہیں چوتے اور چوتے تھے۔ اسماعیل نے بعد طواف اس سے تمک ہوئے لیکن یہ آیت اتری جس سے یہاں کا طواف ثابت ہوا میرت محمد بن اعلیٰ میں ہے کہ اسماعیل اور ان کے دو دو عورت تھے۔ ان کے کاروں سے کعب میں ڈالیا تھا۔ انہیں پھر بنارہا۔ قریش نے انہیں کعب سے باہر رکھا تا کہ عورتوں کو لین چوڑانے کے بعد ان کی عبادت شراب ہو گئی اور صفاء و رواء کا کر نصب کر دیے تھے جو ان کا حوائف شروع ہو گیا۔

مذہب مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ اس حضرت ﷺ جب بیت اللہ کا طواف کر چکے تو رکھی وچ نہ رہا بیت اللہ سے ملے۔ یہ آیت تلاوت فرمادے تھے۔ پھر فرمایا میں بھی شراب کروں گا جس سے جس سے اللہ تعالیٰ نے شراب کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہم شراب کروں گا جس سے جس سے اللہ تعالیٰ نے شراب کیا۔ یعنی صفاء و رواء دو ہاں حضرت جبریلؑ نے فرمایا ہیں میں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ صفاء و رواء کر رہے تھے۔ نوک آپ کے آتے تھے اور آپ ان کے پیچھے تھے۔ آپ اندر سے دھڑک رہے تھے اور اس کی وجہ سے آپ کا قبضہ آپ کے گھٹنوں کے درمیان دو دو ہو رہا تھا اور زبان مبارک سے آیت جاتے تھے تو دوا کر جلاؤ اللہ تعالیٰ نے تم پر بھی لکھا وہی ہے (مسند احمد) اسی کی ہم سنی آیت اور روایت بھی ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے ان



## خَلِيدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿١٩﴾

جو لوگ ہماری اساری ہوئی اور پہلوں اور پوز بات کو چھپاتے ہیں یا جو دیکھتے ہیں اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کر دینے والوں کی لعنت ہے۔ مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اصلاح کریں اور ایمان کریں (تو) میں انکی توبہ قبول کر لیا کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم و کرم کرنے والا ہوں۔ جو کلمہ اپنے کلمہ میں ہی مہر جائیں ان پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ جس میں یہ بیش از حد ہے اور ان سے عذاب بھاری کیا جائیگا۔ انہیں ان کی اصل دی جائے گی۔

ان آیات میں ان لوگوں کیلئے زبردست دھمکی ہے جو اللہ تعالیٰ کی باتیں اور شرعی مسائل چھپایا کرتے ہیں۔ اہل کتاب نے لعنت نبی ﷺ کو چھپایا تھا جس پر ارشاد ہوا کہ حق کے چھپانے والے ملعون لوگ ہیں۔ جس طرح اس عالم کے لئے جو لوگوں میں رب کی باتیں چھپاتے ہیں جہنم استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ ہانی کی پھیلیاں اور ہوا کے پتہ بھی اسی طرح ان لوگوں پر جو حق بات کو چھپاتے ہوئے گئے اور پھر ان جاتے ہیں ہر جہنم بھیجتی ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص سے کسی شرعی امر کی نسبت سوال کیا جائے اور وہ اسے چھپائے اسے قیامت کے دن آگ کی لکھم پر پائی جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نہ ہوتی تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا۔

حق بات کو چھپانے والے ملعون ہیں اگر وہ توبہ نہ کریں۔ حضرت براہین مازبؓ فرماتے ہیں ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں تھے آپ نے فرمایا قبر میں کافر کی پشت پائی پر اس زور سے حضور نماز اچاتا ہے کہ تمام جاندار اس کا حواس شکنے ہیں سوائے جن و انس کے پھر وہ سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہی معنی ہیں کہ ان پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے یعنی تمام جانداروں کی۔ حضرت عطاءؓ فرماتے ہیں لا عنون سے مراد تمام جاندار اور تمام جن و انس ہیں۔ حضرت مجاہدؓ فرماتے ہیں جب سنگ سالی ہوئی ہے باز فتنیں برسی تو پتہ پتہ جانور کہتے ہیں یہ نئی آدم کے تنہا والوں کی شوی سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نئی آدم کے تنہا والوں پر لعنت نازل کرے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد فرشتے اور ماموں لوگ ہیں۔ حدیث میں ہے عالم کے لئے ہر جہنم استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ سمندر کی پھیلیاں بھی۔ اس آیت میں ہے کہ علم چھپانے والے کو اللہ لعنت کرتا ہے اور فرشتے اور تمام لوگ اور تمام لعنت کرنے والے یعنی ہر جاندار اور ہر جہنم پتہ پتہ زبان سے کہے چاہے قرآن سے اور قیامت کے دن بھی سب چیزیں ان پر لعنت کریں گی واللہ اعلم۔ پھر ان میں سے ان لوگوں کو خاص کر لیا جو اپنے اس فعل سے باز آجائیں اور اپنے اعمال کی بوری اصلاح کر لیں اور جو چھپایا تھا اسے ظاہر کریں تو ان لوگوں کی توبہ اور ب توبہ رحیم قبول فرمائیگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کلمہ بدعت کی طرف لوگوں کو بلانے والا ہو وہ بھی جب بے دل سے رجوع کرے تو اس کی توبہ بھی قبول ہے۔

بعض روایتوں سے یہ پتا ہے کہ اگلی اسٹیج میں ایسے زبردست بدکاروں کی توبہ قبول نہ تھی لیکن نبی اللہ پر اور نبی المرسلہ حضرت محمد ﷺ کی امت کے ساتھ یہ مہربانی مخصوص ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کا بیان اور رہے جو کلمہ کریں توبہ نصیب نہ ہو اور کلمہ کی حالت میں ہی مہربانی ان پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہ لعنت ان پر چپک جاتی ہے اور قیامت تک ساتھ رہے گی اور دوزخ کی آگ میں لے جائے گی اور عذاب میں بھی ہمیشہ رہے گا۔ تو عذاب میں کسی کی بونہی موقوف ہو چکا۔ ہمیشہ دوام کے ساتھ عنت سے عنت عذاب رہے ہیں کے اللعوب باللہ من عذاب اللہ ہے۔ حضرت ابو العالیہؓ اور حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں قیامت کے دن کافر کو رک لیا جائے گا پھر اس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے گا پھر فرشتے پھر سب لوگ۔

کافروں پر لعنت بھیجنے کے مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں حضرت عمر بن خطابؓ اور آپ کے بعد کے ائمہ کرام سب کے







[illegible][illegible][illegible]

ہاگے۔

بادلیل باتیں ماننے والے اور بے وجہ اعتقاد رکھنے والے اور بے جا بات اور احاطہ کرنے والے جب اپنے جوشوں کو اس طرح بڑی اللہ مہوتے ہوئے دیکھیں گے تو نہایت حسرت سے کہیں گے کہ اگر اب ہمیں دنیا میں ایک بار لوٹ جانے کا موقع مل جائے تو ہم بھی ان سے ایسے ہی چیز اور ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہوئے نہ ان کی طرف التفات کریں نہ ان کی باتیں مانیں نہ انہیں اللہ کا شریک سمجھیں بلکہ اللہ واحد کی خاص عبادت کریں۔ حالانکہ درحقیقت اگر بالخصوص یہ لوگ اسے بھی جانتے تو وہی کریں گے جو اس سے پہلے کرتے تھے جیسے فرمایا: **لَوْ رَدُّوا عَالُوهُ لَفُتِنُوهُ**۔ اسی لئے یہاں انہیں اللہ ان کے کثرت اس طرح دکھائے گا ان پر حسرت و افسوس ہے یعنی اہل ایک جو تھے وہ ضائع ہو گئے جیسے اور جگہ ہے: **وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عِبَادِهِ** اور جگہ ہے: **وَفَعَلْنَا لَهُمْ عَمَلًا** اور جگہ ہے: **وَفَعَلْنَا لَهُمْ عَمَلًا** یعنی ان کے اعمال پر ہادیں ان کے اعمال کی مثال اگر کسی طرح ہے جسے اللہ ہمیں ازاویں کئے اعمال ریت کی طرح چن چن جو دور سے پانی نہ کھائی دیتا ہے گمراہی جا تو ریت کا تو دور ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ یہ لوگ آگ سے نکلنے والے نہیں۔

**يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِن مَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالشُّوْءِ وَالنَّفْسِئَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝**

لو کہ از زمین میں کھتی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں سے کھاؤ اور شیطانی رونا چلو اور تو شہداء کھاؤ نہیں ہے۔ وہ جنہیں صرف یہ الٹی اور بے حیائی کاہر اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم کرتا ہے دنیا جنہیں ظم نہیں۔

رزق حلال کھاؤ۔ اور چونکہ توحید کا بیان ہوا تھا اس لئے یہاں یہ بیان ہو رہا ہے کہ تمام مخلوق کا روزی و رساں بھی وہی ہے۔ فرماتا ہے کہ میرا یہ انسان بھی نہ بھلاؤ کہ میں نے تم پر پاکیزہ چیزیں حلال کیں جو جنہیں اللہ یہ اور مرنو پ میں جو نہ جسم کو ضرر پہنچائیں نہ صحت کو نہ عقل و ہوش کو۔ میں جنہیں روکتا ہوں کہ شیطان کی روک نہ چلو جس طرح اور لوگوں نے اس کی چال چلی کہ بعض حلال چیزیں اپنے اوپر حرام کر لیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم فرماتا ہے میں نے جو مال اپنے بندوں کو دیا ہے اسے ان کے لئے حلال کر دیا ہے۔ میں نے اپنے بندوں کو مومنہ پیدا کیا مگر شیطان نے اس دین حلیف سے انہیں بھلا یا اور میری حلال کردہ چیزوں کو ان پر حرام کر دیا۔

حضور ﷺ کے سامنے جس وقت اس آیت کی تلاوت ہوئی تو حضرت امیر ابن ابی وقاصؓ نے کھڑے ہو کر کہا حضور میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول فرمایا کرے۔ آپ نے فرمایا اے سعد پاک چیزوں اور حلال لقمہ کھاتے رہو اللہ تعالیٰ تمہارا یہ دعائیں قبول فرماتا رہے گا۔ قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے حرام لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے اس کی شومی کی وجہ سے چالیس دن کی اسکی عبادت قبول نہیں ہوگی جو گوشت پرست حرام سے چارہ چھٹی ہے۔ پھر فرمایا کہ شیطان تمہارا کھانا دشمن ہے جیسے اور جگہ ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو اس کی ہوا اس کے گرد کی تو یہ میں چاہتا ہے کہ لوگوں کو مذہب میں جمع کر لیں۔ ایک اور جگہ فرمایا: **فَتَصْلَحُوا لَكُمْ وَأَوْفُوا لَكُمْ** کیا تم شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا دوست جانتے ہو حالانکہ حقیقتاً وہ تمہارا دشمن ہے۔ غلاموں کے لئے یہ اہل ہے۔







کھائے اور مر جائے تو بھیجی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے وقت میں ایسی چیز کھائی ضروری ہے کہ صرف وہ نصرت ہی ہے۔ یہی بات زیادہ صحیح ہے جیسے کہ بیمار کو روزہ چھوڑ دینا وغیرہ۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۖ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝ ذَٰلِكَ يَأْنِي أَنْ نُنْزِلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں مبینانہ طور کہ یہ اپنے پیسے میں آگ بھڑ ہے جن قیامت کے دن ان سے اللہ تعالیٰ بات بھی نہ کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو چاہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو مغفرت کے بدلے مول لیا ہے یہ لوگ عذاب کی آگ کو کیسے بے درشت کر لیا ہے۔ ان عذابوں کا باعث یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کو انہوں نے چھپا لیا اس کتاب میں اختلاف کر لیا اسلئے یقیناً عذاب کے خلاف میں ہیں۔

بدترین علماء حق چھپانے والے: یعنی جو بیرونی مصلحت کی خاطر جو کتابیں چھپاتے ہیں اور ان کے بدلے اپنی آج کل کی عزت و شہرت سے گرا لیتے ہیں اور عوام سے حقے اور چھپے بیچتے رہتے ہیں اور اس دنیائے فانی کے بدلے اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں انہیں ڈر لگا ہوا ہے مگر ان حضور ﷺ کی نبوت کی حقیقت اور آپ کے دعوے کی تصدیق کی جو قرأت میں ہیں لوگوں پر ظاہر ہو گئیں تو لوگ آپ کے ماتحت ہو جائیں گے اور انہیں چھوڑ دیں گے۔ اس خوف سے بدعت و مغفرت کو چھوڑ دیتے اور مصلحت و عذاب پر خوش ہو گئے اس لئے دنیا اور آخرت کی برائی ان پر نازل ہوئی۔ آخرت کی رسوائی تو ظاہر ہے لیکن دنیا میں بھی لوگوں پر ان کا کھر کھل گیا تو فانی ہو جائیں یہ بدترین علماء چھپاتے رہتے تھے ظاہر ہو گئیں اور وہ انہیں خود حضور ﷺ کے معجزات اور آپ کی پاکیزہ عبادت نے لوگوں کو آپ کی تصدیق پر آمادہ کر دیا اور ان کی وہ ہر بات جس کے ساتھ سے نکل جانے کے ذریعے انہیں حکام اللہ چھپانے پر آمادہ کیا تھا پھر ہاتھ سے جاتی رہی۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ سے ریت گری لی ایمان لے آئے اور آپ کے ساتھ مل کر ان حق کے چھپانے والوں کی جانیں لیں اور ان سے باقاعدہ جہاد کیا۔ قرآن کریم میں ان کی ایسی پوشیدہ گالیاں جگہ جگہ بیان کی گئیں۔ یہاں بھی فرمایا کہ یہ مال جو اللہ کی باتوں کو چھپا کر تم کھاتے ہو یہ دراصل آگ کے انگڑے ہیں جنہیں تم پیٹ میں بھر رہے ہو۔

قیامتوں کا مال کھانے والے؟ قرآن کریم نے ان لوگوں کے بارے میں جو قیامتوں کا مال ظلم سے کھا جائیں یہی فرمایا ہے کہ وہ بھی اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھڑ رہے ہیں اور قیامت کے دن بھڑکی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہی جو شخص سوئے چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھڑ رہتا ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن بات چیت بھی نہ کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ انہیں عذابوں میں مبتلا کر دیں گے۔ اس لئے کہ ان کے اس کھر کھال کو اللہ کا غضب ان پر نازل ہوا ہے اور اب ان پر سے رحمت کی نظر ہٹ گئی ہے اور یہ سناٹا اور تعزیر کے قاصد۔























اور وہ کہتا ہے کہ میں نے تو یہ سب کچھ دیکھا ہے، لیکن ان لوگوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو کہ میری جیسا ہے۔

فلاں کی تبدیلی کی تین حالتیں ممکن ہیں۔ پہلی حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

دوسری حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔ تیسری حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

چوتھی حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

پنجمی حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ششمی حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ساتھی حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

آٹھویں حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

نواں حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

دسویں حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو ایک حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو دو حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو تین حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو چار حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو پانچ حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو سٹھ حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو ستر حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو اسیٹ حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو ننانوے حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو تالیس حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو چالیس حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو پچاس حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو اسیستھ حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو اسیستھ حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو اسیستھ حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔

ایک سو اسیستھ حالت میں وہ ایسا نہیں ہے جس کی زندگی میں وہ ایسا نہیں ہے۔











وہاں لکھا کہ تو قیامت پائیں، کھا کر و سٹو غفلت کرنے والے دن کی جاننا، تعالیٰ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ (مسند احمد)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے دعا کی اس لئے جانچ کے اس سوال کا جواب ہے، پھر میں نے اس دعا کو فرمایا کہ تعالیٰ آپ کو سلام کہے اور فرماتا ہے کہ سلام سے وہ شخص بے جوئی تک اقبال کرتے والا اور بچی نیت اور نیکہ دلی کے ساتھ مجھے پہنچا دے، تو میں جبکہ کہہ رہی تھی کہ اس کی حاجت ہے اور چاہتی کروں تو ہوں (المنہج ص ۱۰۱)۔ یہ حدیث اسناد کی رو سے غریب ہے، ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس آیت کی علامات کی پھر فرمایا اس لئے کہ اسے دعا کا حکم دیا ہے اور احادیث کا وہ فرقہ فرماتا ہے میں حاضر ہوں، انہی میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اس لئے کہ ایک اللہ میں حاضر ہوں، نمود و نفوس اور ہوا و آتش میں سے کسی سے ہے، میری شریک نہیں میری کوئی ہے کہ توڑا لکھا ہے، مثل اور ایک ہی ہے تو پاک ہے اہل و عیال سے دور ہے نہ حیر (ام سر کولی نہ حیر کی ہادری کرے) اور کوئی نہ تھو جیسا کوئی میری کوئی ہے کہ حج و عمرہ سچا حیر کی طاقت حق جنت و آخرت کی نسبت اور ہوا و جہان سے سب سے حق میں (المنہج ص ۱۰۱)۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدم! ایک بیج تو حیر کی سے ایک میری ہے اور ایک میرے اور حیر سے درمیان تقسیم ہے۔ حاصل یہ اس آیت ہے کہ ایک میری ہی مہلات تیرا اور میرے ساتھ لگی ہو کر شریک نہ کر سیتے کے مخصوص ہے کہ حیر سے ہر عمل کو پورا پورا راہ لے میں جسے تیرے حیر و اہل کی سبکی کو ضائع نہ کروں گا درمیان کی چیز یہ ہے کہ تو دعا کرو، میں قبول کروں، ایک کام (دعا کرنا) حیر اور ایک کام (قبول کرنا) میرا (ایزار دعا کی اس آیت کو روزوں کے انکسار کی آفتوں کے درمیان لاس کی حکمت یہ ہے کہ روزے تقیم ہونے کے بعد لوگوں کو دعا کی توجہ ہو جائے۔ روزہ افطار کے وقت دو کھڑت دعا میں کیا کریں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ دار افطار کے وقت جو دعا مانگے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر افطار کے وقت اپنے گھر والوں کو اور بچوں کو بلا لیتے اور دعا میں کیا کرتے تھے (ابوداؤد و ترمذی)۔ ان مانجہ میں بھی یہ روایت ہے اور اس میں صحابہ کی یہ دعا منقول ہے۔ ﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الْوَسْعِ وَبِعَفْوِكَ الْوَسْعِ﴾ یعنی اے اللہ میں حیر کی اس رحمت کو تجھے یاد دلاؤں کہ جس نے تمام چیزوں کو گنہگار کھاتے تجھے سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے گناہ عاف فرما دے اور حدیث میں ہے میں قسم کہ لوگوں کی دعا اور انہیں ہوتی دعاں ہوا شاہ روزہ دار شخص اور مظلوم اسے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ بلند کرے گا۔ مظلوم کی دعا کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم میں حیر کی مدد ضرور کروں گا اگرچہ وہ میرے گروں (مسند ترمذی)۔ لسانی اور امان مانجہ۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ  
لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُون أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ  
بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ  
الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا  
تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ





نحری و افشاری اور ان کے متعلق مسافر بھی بخاری میں ہے کہ حضرت سہیل بن سعد فرماتے ہیں پہلے میں  
 العجر کہ الفا میں قرآن پڑھ کر ان کے اپنے پاؤں میں سلیب اور سیاہی لگا کر ہاتھ دھو کر ہاتھ ان کی غلیظ اور بی بی میں تیز کر  
 کر رکھنے پڑے۔ اس کے بعد وہ خود قرآن و مسودہ پڑھا کر ان سے مراد ان کی ہے۔

مسند احمد میں ہے حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی ارادہ کیا کہ میں اپنے پیچھے رکھنے سے پہلے ارادہ کیا کہ میں  
 ان کے رشتہ میں تھیں وہ ان کی جگہ رکھ کر دیکھا کہ وہ وہی جگہ تھے کہ ان کا توفیق فرمایا کہ ان کے ارادہ کے مطابق ان سے مراد تو ان  
 کی غلیظ کو کر کے رکھنے کا ہے۔ یہ وہی جگہ ہے کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 توفیقوں سے مراد ان کی غلیظ اور رشتہ کی جگہ ہے کہ ان کے توفیق فرماتے تھے کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ان کی نہیں تھیں ان کی غلیظ ہے۔ بخاری میں ہے کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ہاں ہے۔ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 یہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 جواب ہے۔

تیسرے ان الفاظ سے نحری کو کہا کہ ان کی جگہ بھی ہے کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 مسودہ کا قرآن ہے کہ ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 فرق ہے کہ ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 دوسرا پر حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے

مسند احمد فرماتے ہیں کہ ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 سورن غلیظ ہو۔ ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے  
 ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے

ان کی جگہ بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے رشتہ میں بھی ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ان کو اب کایہ کہ ان کے







پارے دست میں وہ انصاری صحابی بن گئے اور آپ کے ساتھ آپ کی بی بی صاحبہ کو دیکھ کر شرم کے ماتے جھڑی جھڑی قدم پر جا کر جاتے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا غم پر جاؤ سنو یہ میری بیوی صبیحہ ہیں۔ وہ کہنے لگے جہاں تھ (کہا) پس کوئی اور خیال بھی ہو سکتا ہے (۳) آپ نے فرمایا شیطان انسان کی رگ رگ میں خون کی طرح پھرتا رہتا ہے مجھے خیال ہوا کہ کہیں وہ تمہارے اس میں کوئی بہ کمانی نہ دیکھ کر دے۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اس نے اللہ سے اپنی است کو کیا سبقت لےوا ہے میں کہ وہ رحمت کی جگہوں سے پہنچے رہیں وہ نہ تاقص ہے کہ وہ پانچا صاحب حضور ﷺ کی نسبت کوئی بہ خیال بھی دل میں لائیں اور یہ بھی تاقص ہے کہ آپ ان کی نسبت یہ خیال فرمائیں واللہ اعلم۔ آیت میں مراد اس بات سے ہے کہ اللہ اور اس کے اسباب ہیں ایسے وہ ان کا وہ غیر ذوات کسی چیز کا پیدا کرنا وغیرہ وہ سب باتیں بہترین۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھانے کی بات میں میری طرف سر جھکا کر تھے میں آپ کے سر میں ٹھکس کر رہی تھی مانتا کہ میں حضرت سے ہوئی تھی آپ کھانے کے دنوں میں ضروری حاجت کے علاوہ کھڑے نہیں تھے لیکن مانتے تھے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کھانے کی بات میں میں تو سچے چلتی تھی مگر یہ کہ وہ کی یاد پر ہی نہ لپھارتی ہوں۔

مگر فرمایا ہے کہ یہ ہمارے جان کر وہ تاقص اور فرض کے ہونے احکام اور ضروری کوئی حد ہیں۔ روزے اور روزوں کے احکام اور اس کے مسائل انہیں میں کراسا کہ کراسا جو نام نہاں اور غرض یہ سب ہماری حد بنائیں ہیں خبر اور ان کے قریب بھی نہ آتا ان سے تو از کر ان کے آگے بہرہ۔ بعض کہتے ہیں یہ حد کھانے کی حالت میں سر نہ اٹھانے سے لگا ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں میں میں اتھال کے چاروں طرف سر اڑا دیں۔ مگر فرمایا میں طرف مراد سے اور اس کے حکام اور اس کے ساتھ نہ اس کی تفصیل ہم نے بیان کر دی اسی طرح اور احکام بھی ہم تمام حضرت اور رسول اللہ ﷺ کی معرفت سب کے سب تمام بیان کے لئے بیان کیا کرتے ہیں تاکہ وہ یہ سمجھ کر نہیں کہ بہت کیا ہے اور احکام کے کہتے ہیں ہمارا ہی نامہ و مثنیٰ عن بہ نہیں ہے اور بلکہ ہے ﴿وَلَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا يَسْمَعُوا﴾ علی غلہ ابھ شہنشاہ لیختر ختم من الملکات علی اللہ واما اللہ یحکم لفرقہ ورحمہ ﴿مَنْ لَمْ یُحِمْمْ وَلَا یُحْمَلْ﴾ اور جو اپنے مذہب پر دوش آتیں ذاتی فرماتے ہیں تاکہ نہیں اللہ میری سے چل کر دوشی میں لائے اللہ تعالیٰ تم پر رحمت و رحمتہ نازل کرے والا ہے۔

**وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَكَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ**

ایک دوسرے کا مال پر ناجائز قبضہ حرام ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت میں قصص کے بارے میں ہے جو قصص کسی دوسرے کے مال پر ناجائز قبضہ کرے یا جو اصل حق دار سے اس کے پاس کوئی شے دے یا اہل نہ ہو کہ یہ مال میرا ہے اور ناجائز قبضہ کرنے والا اس کا انکار کرے کہ یہ مال میں (اصل مالک کا) کا ہے اور حاکم کے پاس جا کر بری اور چاہنے والا انکار کرے (حق قبضہ کرنے والا) یا مانا کہ اس پاس کا (امس) ثابت حق ہے یہ وہ اس کا مال ہمارا ہے اور حرام کھانا ہے اور اپنے آپ کو تمہارا مال میں شامل کر دے۔ حضرت مجاہدؓ عید بن جبرؓ نے کہا کہ حسن اللہ و سدی مطلق بن حیانؓ عبدالرحمن بن زید بن ابی اسلمؓ بھی فرماتے ہیں کہ جو دوسرے کے مال کو غلام ہے بھڑا کر کہ بخاری اس میں حضرت عبدالرحمنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں انسان ہوں میرے پاس لوگ بھڑا لے کر آتے ہیں شاید ایک شخص اور میرے سے بہاد

۳۶



یہ بھی جاہلیت کے زمانہ کے قریبیوں نے اپنے لئے ایک امتیاز قائم کر لیا تھا کہ اپنا نام انہوں نے حسن رکھا تھا۔ اعراس کی حالت میں یہ تو بدراست اپنے گروں میں آسکتے تھے لیکن باقی کے سب لوگ اس طرح نہیں جانتے تھے۔ آنحضرت ﷺ ایک بار میں تھے وہاں سے آپ اس کے دروازے میں سے لگے آپ کے ایک انصاری صحابی حضرت قطہ بن عامرؓ بھی آپ کے ساتھ ہی اسی دروازے سے لگے اس پر لوگوں نے حضور ﷺ سے کہا یا رسول اللہ یہ تو ایک تجارت پیشہ شخص ہیں یہ آپ کے ساتھ آپ کی طرح دروازے سے کیوں لگے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے تو حضور ﷺ کو جس طرح کرتے دیکھا کیا بھلا کہ آپ جس میں سے ہیں لیکن میں بھی تو آپ کے امین پر ہی ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اِلٰہیَ قَاتِمٌ۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانے میں بہت سی قوموں کا یہ رواج تھا کہ جب دوسرے کے دروازے سے لگے پھر سفر اور سودا چھوڑ کر اگر کسی وجہ سے واپس چلے آتے تو گھر کے دروازے سے گھر میں نہ آتے بلکہ پیچھے کی طرف سے چڑھ کر آتے تھے اس آیت میں روکا گیا۔ محمد بن کعبؓ فرماتے ہیں ان تکاف کی حالت میں بھی یہی دستور تھا جسے اسلام نے مٹا دیا۔ عطاء فرماتے ہیں اہل مدینہ کا میوہوں میں بھی یہی دستور تھا جو اسلام نے اٹھایا۔ پھر فرمایا اللہ کے رسول کو جاننا کہ ان کے منع کئے ہوئے کاموں سے رک جانا اس کا ذوق نہیں رکھتا یہ جی میں جو دراصل اس دن کام آنے والی چیزیں تھیں ان دنوں جو شخص اللہ کے سامنے پیش ہو گا وہ پوری پوری براہِ راست جائے گا۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ  
 الْمُعْتَدِيْنَ ۝۱۰۱ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ تَقْتُلُوْهُمْۖ وَاٰخِرُ جَوْهَرٍ مِّنْ حَيْثُ اٰخَرُ جَوْهَرٍ  
 وَالفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تَقْتُلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وِحْشٰی يَقْتُلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ  
 فَاِنْ قَتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِيْنَ ۝۱۰۲ فَاِنْ اَنْتُمْ اَفْاٰكٌ  
 غٰفِرُوْا رَحِيْمٌ ۝۱۰۳ وَاقْتُلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنُ فِتْنَةٌ ۚ وَيَكُوْنُ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۚ فَاِنْ  
 اَنْتُمْ اَفْاٰكٌ فَلَا عُدُوْا ۚ اِنَّ اَعْلٰی الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۴

اور اللہ کی رو میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پھانسی نہیں فرماتا۔ انہیں مارو جہاں بھی چاہو اور انہیں کھادو جہاں سے انہوں نے تمہیں کھانا (سونا) فتنہ قتل سے زیادہ سنگین ہے۔ مسجد حرام کے پاس ان سے لڑائی نہ کرو جب تک کہ یہ خود تم سے وہاں نہ لڑیں اگر یہ تم سے لڑیں تو تم بھی انہیں مارو گا فرس کا دل یہ ہی ہے۔ اگر یہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین جاہل نہ آجائے اگر یہ رک جائیں (تو تم بھی رک جاؤ) زیادتی تو صرف ظالموں پر ہی ہے۔

جہاد کا حکم اور اسکی شرائط حضرت ابوالعالیہؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں جہاد کا پہلا حکم یہی نازل ہوا ہے۔ حضور ﷺ اس آیت کے حکم کی رو سے صرف ان لوگوں سے ہی لڑتے تھے جو آپ سے لڑیں اور جو آپ سے نہ لڑیں خود آپ ان سے لڑائی نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ سورہ برات نازل ہوئی۔ بلکہ عبدالرحمن ابن زیدؓ بن اسلمؓ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور صحیح آیت

وَقَالُوا لَوْلَا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مِّنْ رَبِّهِمْ لَأَكْبَرُوا فِيهِمْ فَكَذَّابُوا لَعَنُوكُمُ الْيَوْمَ أَكْثَرُ يَوْمَ مَا كَانُوا فِيهِمْ فَسَاءَ صَاحِبُ الْمَقَامِ

پھر فرمایا: ہمارے دلوں کو اسے قتل نہ کھسکے کہ جاسکی اسے قتل کیا، قربانی نہ کرے تاکہ کان فیہ نہ ہو انیسیت، اور نہ  
 اور خود قتل اور چوں کو قتل نہ کرو ان کو بڑے غور سے دیکھو ان لوگوں کو بھی نہ مارو نہ جڑ نہ لڑنے کے قتل چنانچہ ان کی شک و غلطی دیتے  
 ہیں اور بددلوئوں اور کاک اٹھانے والوں کو بھی قتل نہ کرو کہ جی سہلست جنگل نہ دے کہ ان کے یہاں کو قتل کرو نہ حضرت ابن عباس  
 حضرت عمر بن عبدالمطلب حضرت عثمان ابن عفان اور افراتے ان آیت کی تفسیر میں یہی فرمایا ہے، صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ  
 کا ہر چیز کو قریب دیکھتے تھے کہ ان کی راہ میں بہار و خوبیاں نہ کرو نہ جہد کی سے بچ تاکہ کان فیہ نہ ہو ان لوگوں کو  
 جو بدعت غلوئ میں جا رہے ہیں قتل نہ کرو، مسند احمد کی یہ روایت ہے کہ کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے اپنے کام نہ کرنے کو نکلنا نہ  
 کی راہ میں جہاد کرو مسند ہے ازو ظہم زادی نے اس کو حاکم بذلی نے کرواؤ ضمن کے معنی میں نہ کرواؤ، انہوں کو قتل نہ کرو اور بدعتی و مسلم  
 میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک غزوہ میں ایک عورت قتل کی گئی پانی لگی حضور ﷺ نے اسے بہت برا خطاب اور ملامتوں اور چوں کے قتل کو  
 منع فرمایا۔

مسند احمد میں ہے کہ حضور ﷺ نے پیدائشی ناکائیات کو اجماعاً اور اعلیٰ میں ایک قول ظاہر کر دیا جہاں زمین پر خرابی نہ ہوگی کہ وہاں نور مستحکم ہے ان پر نور اور ہوا، زمین پر آہل بیت خدائی نے ان خطیوں کی مدد کی اور ان نور اور آسودہ پر انیس عاقل کر رہا۔ اب نوکھنے کے علم زیادتی شرعاً کر دی جس کے باعث اللہ تعالیٰ ان پر قیامت تک کے لئے عدا امتی ہو گیا ہے۔ حدیث سند صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب یہ کفر اور عاقل پر ہوا امتی ہو گیا۔ اس بارے میں حدیث لا آجور بکثرت ہیں ان میں سے صاف ظاہر ہو جائے کہ علم زیادتی اللہ کو کاہل نہ ہے اور ایسے نوکھنے سے اللہ غافل رہتا ہے۔ چونکہ جہاد کے احکام میں بظاہر عقل و خون ہوتا ہے اس لئے یہ بھی فرما دیا کہ اہل عقل و خون ہے تو جو اللہ کے ساتھ کفر و شرک ہے اور اہل تکبر کے اسے ان کی عقل کو اور کتاب کو اور یہ قدر عقل سے بہت زیادہ حصہ ہے اور انہی فرماتے ہیں تمہاری یہ ظاہر ہیں اور یہاں عقل سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔

پھر فرمان ہوتا ہے کہ بیت اللہ میں اس نے لڑائی نہ کرو، جیسے بخاری و مسلم میں ہے، رسول ﷺ فرماتے ہیں: "جو حرمات :  
ہے انسان اور زمین کی پیدائش کے زمانے سے نہ ہو، قیامت تک با حرمات ہی ہے صرف تھوڑے سے وقت کے لئے اللہ تعالیٰ سے میرے لئے  
اسے حلال کر دیا تھا، انکس دو آج اس وقت بھی حرمات والا ہے اور قیامت تک اس کا یہ احرام روزہ جی بانی رہے گی، انہیں سے حرمات نہ  
کھانے جائیں، جس کے کھانے نہ کھیرے، نہ جانیں، نہ آؤ، نہ شخص اس میں لڑائی کو نہ کرے اور میری جنگ کو ان میں اس نے تو تم تہہ بچا، اللہ  
تعالیٰ نے صرف اپنے رسول (ﷺ) کے لئے اہانت نہ کی، مگر ان میں بھی اہانت نہیں کی، کوئی اہانت نہیں۔ مراد آپ کے اس فرمان سے حج  
مکہ کا وہ ہے، مگر ان آپ سے کہ وہاں سے جہاد نہ تھا، نہ کہ کفر کا تھا، نہ شرک میں رہے، یہ بھی کہتے تھے، تو انھیں جہاد نہ رہا، یہ بھی  
کہتے ہیں کہ کہ حرمات حج ہوا، خصوصاً ﷺ نے منکر اور مشرکوں کو کہ جو شخص ان کو روزہ نہ کرے، ۱۱ اس میں بھی ہے، ۱۲ مسمک میں





[illegible]

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَتِ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْهِ  
فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْهِمْ وَالْعَوْنُ لِلَّهِ وَعَلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ

**الْمُتَّقِينَ** (٦)

[illegible][illegible][illegible]

ان میں سے جو کہ تہمت میں آتی ہیں مسلمانوں میں فوق الثقات، یعنی ان میں سے جو کہ قطعاً پرہیزگار اور  
میں بہرہ کے نصیحت موصول ہوئی تھیں، ان پر اس بات کی تردید کی ہے کہ ان پر تہمت ہوئی ہے جو وہ قطعاً بعد ازاں  
موتی ہے۔ یہ کہہ کر قبول بھی سکتے ہیں۔ یہ کہہ کر ان کی تہمت کو رد کرتے ہیں۔ ان کے پاس ان کے پاس ہے۔









تک۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ ہم اور سر کی تکلیف والا شخص فدیہ دے۔

صحیح بخاری میں ہے عبد اللہ بن مفلح کہتے ہیں کہ میں گوذہ کی مسجد میں (حضرت) اکب بن جرحہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا کہ مجھے لوگ اٹھا کر حضور ﷺ کے پاس لے گئے جو میں میرے من پر چل رہی تھیں آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا میں نہیں خیال کرتا تھا کہ تمہاری حالت یہاں تک پہنچی ہو گی کیا تمہیں اتنی طاقت نہیں کہ ایک بکری یا بکڑی دلو میں لے گیا حضور میں تو مفلح آدمی ہوں آپ نے فرمایا چھ بار پانچ سو منڈا دلو اور تین روئے رکھ لینا یا چھ مسکینوں کو آدھا آدھا صاع (تقریباً سو اسی سو پانچ صاع) دانا دے دینا۔ ہاں یہ آیت میرے بارے میں اتنی ہے اور حکم کے اعتبار سے ہر ایک ایسے معذور شخص کو شامل ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ بنیایات آگ لگا کر ہاتھ جو حضور ﷺ نے میری یہ حالت دیکھ کر مجھے یہ مسئلہ بتایا ایک اور روایت میں ہے کہ یہ اللہ مدینہ کا ہے اور میرے سر پر ہے ہاں تھے جن میں حضرت جو میں ہو گئی تھیں۔ ان مردوں کی روایت میں ہے کہ پھر میں نے سر منڈا دیا اور ایک بکری یا بکڑی دے دی۔ ایک اور حدیث میں ہے ﴿لَشَكَّ﴾ یعنی قربانی ایک بکری سے اور روزے اُتر گئے تو میں جن اور صدقہ اُترے تو ایک فرقہ (بنیاد) چھ مسکینوں کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ حضرت علیؓ محمد بن اکبؓ طاہر ابن ابراہیمؓ عطاء سعدیؓ اور رافع بن انسؓ رحمہم اللہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ ابن ابی حاتم میں حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت اکب ابن جرحہؓ کو یقین دلائے کہ فرمایا تھا کہ اس میں سے جس پر تم چاہو کھل کر لو کافی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جہاں دو تین خریدنے لفظ "لو" کے ساتھ بیان ہوئے ہوں وہاں اختیار ہوتا ہے جسے چاہے کرے۔ حضرت عباد مکرّمؓ عطاء مکرّمؓ حسن حمید امرئ ابن ابراہیمؓ نعمیؓ اور شحاکؓ سے بھی یہی مروی ہے۔ آکر اربعہ اور اکثر علماء کا بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ اگر چاہے روزے رکھ لے اگر چاہے صدقہ کروے اگر چاہے قربانی کر لے روزے تین ہیں صدقہ ایک فرقہ یعنی تین صاع (یعنی آٹھ سیر سے آدھی پونڈ تک کم) سے چھ مسکینوں پر تقسیم کرے اور قربانی ایک بکری کی ہے ان یقینوں صورتوں میں سے جو چاہے کر لے۔ پورے روزہ اور حسن و رحیم کو چونکہ یہاں رخصت دینا چاہی اس لئے سب سے پہلے روزے بیان فرماتے جو سب سے آسان صورت ہے پھر صدقہ کا ذکر کیا پھر قربانی کا اور حضور ﷺ کو چونکہ اخلاقیات پر عمل کرنا تھا اس لئے پہلے بکری کی قربانی کا ذکر کیا پھر چھ مسکینوں کو کھانے کا پھر تین روزے رکھنے کا۔ بحوالہ اللہ دونوں مقام کے اعتبار سے دونوں ترتیبیں کس قدر درست اور برہنہ ہیں ﴿والحمد للہ﴾

سعید بن جبیرؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا جاتا ہے تو فرماتے ہیں کہ غلہ کا حکم لگایا جانے کا اگر اس کے پاس ہے تو ایک بکری خرید لے اور نہ بکری کی قیمت درہم ہوں سے لگائی جائے اور اس کا غلہ خرید لیا جائے اور صدقہ کر دیا جائے اور نہ تو آدھے صاع کے بدلے ایک روزہ رکھے۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں جب عزم کے سر میں تکلیف ہو تو بال منڈا دے اور ان تین میں سے ایک فدیہ لے لو اگر دے روزے اس میں جس صدقہ دس مسکینوں پر تقسیم کرنا چاہے گا ہر ہر مسکین کو ایک سوک گھوڑ اور ایک سوک گھوڑ اور قربانی میں بکری۔ حسنؓ اور مکرّمؓ بھی دس مسکینوں کا کھانا بتاتے ہیں لیکن یہ اقوال ٹھیک نہیں اس لئے کہ ہر فرقہ حدیث میں آچکا ہے کہ روزے تین ہیں اور کھانا چھ مسکینوں کا ہے اور ان یقینوں صورتوں میں اختیار ہے کہ بکری کی قربانی کرے غلوہ تین روزے رکھ لے غلوہ چھ فقیروں کو کھانا کھا دے۔ ہاں یہ ترتیب احرام کی حالت میں ظاہر کرنے والے پر ہے جیسے کہ قرآن کریم کے الفاظ ہیں اور فقہاء کا اجماع ہے لیکن یہاں ترتیب ضروری نہیں اختیار ہے۔ غلوہ فرماتے ہیں یہ قربانی اور یہ صدقہ کہ جس میں گسے ہاں روزے جہاں چاہے رکھ لے۔ ایک اور روایت میں ہے ابواسحاق جو ابن جعفرؓ کے مولیٰ ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم بن مفلحؓ حج کو گئے آپ کے ساتھ حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ بھی تھے میں ابن جعفرؓ کے ساتھ تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص سویا ہوا ہے اور اس کی اونٹنی اس کے سر ہائے بندھی ہوئی ہے میں نے اسے دیکھا دیکھا تو وہ حضرت حسینؓ تھے۔ ابن جعفرؓ انہیں دیکھ کر پہلے یہاں تک کہ ہم سب میں پہنچے وہاں میں ان تک





مجی جہزی کی ایک معلول حد بعد میں ہے کہ حضور ﷺ نے جو افراد میں عروہ کا حج کے ساتھ تمتع کیا اور قربانی دے کر  
ذوالحجہ سے آپ نے قربانی ساتھ لے لی تھی عمرہ کی بھی حج کی فصل کی۔ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا بعض لوگوں نے تو  
قربانی ساتھ رکھی تھی بعض کے ساتھ قربانی کے باوجود تھے۔ کہ تحریر بھی کہ آپ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہے وہ حج تمتع  
ہوئے تک احرام میں رہے اور جس کے ساتھ قربانی نہیں وہ بیت اللہ کا طواف کر کے ٹھہرے وہ کسی سہل کے کہ احرام ٹھولنے والے نہ  
کے پہلے منڈا لے یا کھڑا لے یا حج کا وہ احرام دے۔ اگر قربانی کی طاعت نہ ہو تو نیکو رازے تو حج میں رکھ لے اور سات روز سے جب  
اس وقت تک پہنچے کہ نہ لے لے (نکاح اور مسلم) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سات روزے وطن میں جانے کے بعد ہیں۔

پھر فرمایا چھ مہینے میں۔ یہ زمانہ تاخیر کیلئے ہے جیسے عربوں میں کہا جاتا ہے جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہوں سے سنا  
ہوئے سے نکلے اور قرآن میں بھی ہے کہ ولا تظنوا بظہر بھنا خبیثہ یہ نہ کوئی بڑا جو اپنے دونوں ہونٹوں سے ملا رہا۔ اور جہ ہے  
ولا تظنوا بھنا خبیثہ کہ خواہے انہیں ہاتھ سے لکھنا نہیں۔ اور جگہ ہے ہم نے سوئی تو ہمیں راتوں کا وہ دیکھا اور جہ دس کے ساتھ  
پورا کر اور اس نے رب کا وقت مقرر کیا جس راتوں کو پورا ہوا۔ یہی جیسے ان سب چیزوں میں صرف تاکید ہے ایسے ہی یہ جملہ بھی تاکید  
کے لئے ہے۔ اور یہی کہ کیا ہے کہ یہ قسم ہے تمام کو مل لے کہ حج کا حلقہ کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ قربانی کے لئے  
کافی ہیں۔

حج تمتع کا حکم کن کیلئے ہے : اس سے بعد فرمایا ہے یہ حکم من لوگوں کے لئے ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے  
رہنے والے نہ ہوں۔ اس پر تو دلالت ہے کہ حج تمتع نہیں کر سکتے۔ ان عباسی فرماتے ہیں بلکہ آپ سے مروی ہے کہ آپ نے  
فرمایا ہے کہ احرام تمتع نہیں کر سکتے تمتع باہر وطن کے لئے ہے تم کو زاری اور چاہا جاتا ہے تم کو زاری مطلق کیا کہ اگر عروہ کا احرام باندھ لیا  
طواف کی تمہید بھی ہوگی ہے لیکن طواف کرتے ہیں کہ جہاں بھی جو لوگ احرام باندھنے کے مقصد سے نکلیں وہ بھی یہی  
قسم میں ہیں کہ ان کے لئے بھی تمتع کرنا جائز نہیں۔ کھول لی بھی فرماتے ہیں۔ تو عفت خود اظہار غرض دور حج کے رہنے والوں کیلئے  
بھی یہی حکم ہے۔

زہری فرماتے ہیں کہ سے ایک دن کوئی ہوئے مطلق ہو یا ان کے قریب دو تمتع کر سکتے ہو لوگ نہیں کر سکتے۔ طواف  
دو دن بھی فرماتے ہیں۔ عام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اگر احرام اور جو اسے مطلق ہو تو وہاں کی لوگوں کے لئے نماز قصر کرنا جائز ہوا  
جن سب کے لئے یہی حکم ہے اس لئے کہ سب حاضر نہ ہوں گے ان کے مطلق تمام مسافر میں سب کے لئے حج تمتع کرنا جائز ہے  
واللہ اعلم۔ پھر فرمایا کہ تعالیٰ سے خود جو اس کے احکام میں جواز جن کا اس سے اس لئے منع کیا ہے۔ کہ بخلاف یقین رکھو کہ اپنے  
خبر ہوں کہ وہ حق پرانہ ہے۔

الْحَمْدُ أَشْهُرُ مَعْلُومَاتٍ لِّمَنْ فَرَضَ فِيهِمْ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا تَسْوِيقَ وَلَا أَجْدَالَ  
فِي الْحَجِّ وَمَا تَفَعَّلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ وَتَزَكُّوْا فَإِنَّ خَيْرَ الرَّأُوْا التَّقْوَىٰ وَ  
الْقَوْنِ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ

حج کے سبب مقرر ہیں جو شخص میں حج مقرر کرے وہ اپنی زندگی میں مل لاپ کرنے کتنا کہنے اور لائی ہو کر نہ کرنے سے بچا کر ہے حج تمتع کرنا  
کے لئے نہ تعالیٰ باخبر ہے اور اس کا حکم مقرر ہوئے کہ اگر سب سے احرام نہ خالی کرے۔ یہ بات علم والہ سے ذرا نہ ہو۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]





[illegible]

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رِّبِّكُمْ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَضَاتٍ  
فَإَذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْعَرَامِ وَادْكُرُوا كَمَا هَدَيْتُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهِ  
لَمَنِ الضَّالِّينَ ﴿٥﴾

قرآن اپنے باب الفضل میں لکھتا ہے کہ جو قوم ذات سے لائق و مستحق ظلم ہے اس کو ہم بھلاؤ اس طرح کہ جو جسے کمال ہے اس کے لیے جسے کمال ہے۔

کیا حج کرنے والا تجارت بھی کر سکتا ہے؟ صحیح بخاری میں اس کی تحریر میں حضرت عبداللہ بن جابر سے مروی ہے کہ زائدِ ولایت میں عکاظ کے دار الحرام کے بازار تھے۔ اسلام کے بعد صحابہ کرام حج کے دنوں میں تجارت کو کرنا سمجھ کر اسے اجازت دینی تھی کہ ایسا حج میں تہمت کوئی نہ ہو گا کام نہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا جس پر یہ فیصلہ نازل ہوا کہ حج کے دنوں میں حرام۔ پھر ایسا حرام کے بعد عاتی کو خرید و فروخت حلال ہے۔ ان عاتی کی قرأت میں طہ من و نسکھ کے بعد طہ منی موسومہ الحجج کا قافلا لگ گیا ہے۔ ابن زبیر سے بھی یہ مروی ہے کہ بعض دوسرے مفسرین نے بھی اس کی تفسیر اسی طرف کی ہے۔ حضرت ابن عمر سے پوچھا جاتا ہے کہ ایک شخص حج کو نکلتا ہے اور ساتھ ہی تجارت بھی کرنا چاہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے تو آپ نے یہی آیت پڑھ کر عائشہ (ابن زبیر) سے منسوب فرمایا کہ حج کے دنوں میں تجارت بھی کرنا حرام ہے۔ کیا تو عورات میں نہیں ظہر ہے؟ کیا تم شیطان کو ٹھکراؤ نہیں مارتے؟ کیا تم سر نہیں منڈواتے؟ اس نے جواب دیا کہ سب کام تو تم کرنے میں تو آپ نے فرمایا سوائے ایک شخص نے یہی سوال نہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم عاتی کو خرید و فروخت کرنا سمجھ کر اس کے جواب میں حضرت جبرئیل آئے کہ لا تسئلکم عنہما حج یا حرام لے کر آئے اور حضور ﷺ نے اس شخص کو لے کر فرمایا کہ تم عاتی کو تمہارا حج ہو نہیں۔ مسند عبداللہ بن عمر تفسیر عبد بن جابر میں بھی یہ روایت ہے بعض راویوں میں الحجاج کی بجائے زید بن جابر بھی ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ کیا تم حرام نہیں دانتے؟ امیر المومنین حضرت عمر فاروق سے سوا ہوتا ہے کہ کیا آپ عورتوں کے دنوں میں تجارت بھی کرتے تھے؟ نے فرمایا تجارت تو نہ کر رہی ہو ساقا۔

میدان عرفات مزدلفہ میں دخول اور تشریف کی تفصیل: عولات و جمعہ کی حاجات یا یہ سالانہ غیر حصر  
 ہوتے تھے وہ جب بھی کسی سوجھ بوجھ یا مومن کے لئے کہ وہ اصل میں ہے جسے سمجھتے درمختار ایک عام ہند  
 کا مقرر کر دیا ہے اس لئے صلیب کی راجہ کی فی دورہ خدمت پر جانے کو عہدہ ہند میں کاشمیر کے حکمران کا ہوتے۔



فرمانات میں طہریت، نجس، سورج، غروب، دن، کیا اور نذر۔ اردو کی لغت ہونے کی نواقص نے اپنی ہوا میں بے چینی بکھیر دی۔ حضرت عارف کو سہرا کا دور دورہ ہو گیا۔ اس کا سہرا پلان کے قریب بنی تھی کیا اور دیگر بڑھتے ہوئے لوگوں کا کشادہ سے فرماتے جاتے تھے کہ لوگو! آہستہ آہستہ، مطمئن! سنو! اسی اور الہی جی میرا پتھو۔ جب کوئی پہلائی آتی تو کھیل نذر دے دیتی رہی مگر تے جاکر جانور۔ سبلی لہ چڑھ جاتے۔ حوالہ میں آخر تب نے غروب اور عشا کی نماز (الکھنسی) کی اور انہی ایک ہی نمونی اور دونوں نمازوں کی تکمیل میں جب الگ کھواہیں مغرب نے لڑا، عشا کے فرضوں نے، وہاں سنت اور فرض کو جو نہیں پاسے، پھر ریت گئے، کھنکھاتی سے ملوٹ ہوئے۔ تب بعد نماز فجر لڑائی جس میں لڑا اور نمازات ہوئی پھر قضا کی، حتیٰ کہ وہاں نماز کو مہم میں آئے الہ کی طرف متوجہ ہو کر کمر باندھیں، ہو گئے، نہ کہہ کر، اور اوقات اور خطہ کی نوعیت میں نہ گئے تھے یہاں تک کہ غروب، رخی ہو گئی۔ طالع آفتاب سے سورج نکلنے سے پہلے ہی آفتاب یہاں سے اُترنا ہو گئے۔ حضرت عارف سے سوال کیا جاتا ہے کہ یہ نظر کھینچنا کیسی سیاحت ہے تو اس میں چاہئے تھے "اور پھر یہاں، انہی چاہ ۱۲ بجے، بے گھر۔ اس کا جواب دینے میں کشادہ ہو کر فرماتے (انکار و انہما)

پھر فرمایا: "فات سے لائے ہوئے اشعار میں اللہ کا ذکر نہ کرو۔" یعنی بیان دونوں قدسیں مت کر لیں۔ مردوں کیسوں؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرماتے ہیں: "مشرکوں کے دیوانے میں پڑھا تو آپؐ کو خوش رہے، جب کافروں کو دیکھا تو ان کے دل پر گرا۔" اے آپؐ! یہی سائنس کہیں ہے یہ ہے مشرکوں کا۔ آپؐ سے یہ بھی مروی ہے کہ حذوف کا تمام ماقیٰ چلا دو۔ اس کے اعراف و انکساف مشعر انحر ہے۔ آپؐ نے لوگوں کو دیکھا کہ دو قرآن پڑھیں پھر بدتر کر رہے ہیں، تو فرمایا یہ لوگ یہیں گئے ہیں، بھیجنا کہہ رہے ہیں، ایسوں کی یہ سب جہد مشرکوں کا ہے۔ اور بھی بہت سے مفسرین نے ایسی آیات کے کڑواں پکار دیے۔ اے مردوں کی کئی جگہ مشعر انحر ہے، حضرت عطاء سے حوالہ دیا ہے کہ عروڑہ خیال ہے "آپؐ فرماتے ہیں: جب ع فات سے چلے اور میرا ان م فات کے دونوں کنارے چھوڑ دیے پھر حذوف شروع ہو گیا، ان کی عمر نہ چلا، پھر وہ کسی جہنم میں تو قرآن سے دور رہی، عمر نہ چلا نہ لڑکا، سو کہہ دانت سے کھینچ کر جانے۔" مشاعر کہتے ہیں عامی قافیوں کو حذوف اللہ کو مشعر انحر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عربی میں داخل ہے۔

[illegible]

پھر رٹا پارٹی ہو جائے کہ ملے توں کا انوکرا اچھے کو اس نے تمہیں دیات ای ہے کہ حکام حج اقامت کے ساتھ جانا فرما دے تو عقل نہ کی کی سخت کوڑھ کھڑا دیا جاتا، غلہ اس سے پہلے قمر سے بے خبر تھے یعنی اس وقت سے پہلے نماز قرآن سے پہلے اس سوال (حجۃ) اسے پہلے ہی ہوتی اس کیوں، فور سے ہنسے انکرا میں تھی۔ مذکورہ۔

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ إِنَّهُ عَفُوٌّ رَحِيمٌ ۝









سے اور دین کے لحاظ کی غاہری و احوال اسی پر ہے کیونکہ دونوں کی جگہ فی اور یہ مخالف ہے قیامت ہو کہ عید کے بعد تین دن ہونے چاہئیں اور ان دنوں میں اللہ کا ذکر کرنا قرآن میں کے دن کے وقت ہے اور یہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے کہ رات کا عید میں اس حضرت امام شافعی کا ہے کہ قربانی کا وقت عید کے دن سے امام تشریق کے شتم ہونے تک ہے اور اس سے مراد نمازوں کے بعد مقررہ ذکر بھی ہے اور ایسے عام طور پر بھی ذکر اللہ مراد ہے اور اس کے مقررہ وقت میں گو علماء کرام کا اکتشاف ہے لیکن زیادہ مشہور قول جس پر معتد تہ بھی ہے یہ ہے کہ عرفہ کی صبح سے امام تشریق کے آخر دن کی عصر کی نماز تک اس بارے میں ایک مفسر حدیث بھی وارد قطعی میں ہے لیکن اس کام رفع ہونا صحیح نہیں واللہ اعلم۔

حضرت عمرؓ اپنے جیسے میں تجویز کئے اور آپؐ کی تجویز پر بار بار اسے لوگ تجویز کئے یہاں تک کہ مٹی کا میدان گونج اٹھا۔ اسی طرح یہ مطلب بھی ہے کہ شیطانوں کو انگریاں داتے وقت تجویز اور ذکر اللہ کیا جائے جو امام تشریق کے دن ہو گا۔ اور اور دوسرے دنوں میں حدیث ہے کہ بیت اللہ کا طواف مقامہ وہی سنی شیطانوں کو انگریاں مارا یہ سب اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حج کی پہلی اور دوسری وہابی کا ذکر کیا اور اس کے بعد لوگ ان پاک مقامات و چھوڑ کر اپنے شہروں اور مقامات کو لوٹ جائیں گے اس لئے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور یقین رکھو کہ تمہیں اساتے سامنے ملے گا ہے اسی لئے تمہیں زمین میں پھیلا یا پھر وہی مسیت لے گا پھر اسی کی طرف حشر ہو گا پس پہلی گئیں بھی ہو اس سے ڈرتے رہا کرو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُ قَوْلَهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ  
وَهُوَ الْكَافِرُ الْخَصَّامُ ۖ وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ  
وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ ۚ وَإِذَا أُقْبِلَ لَهُ اتَّقَىٰ اللَّهُ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ  
فَحَسْبُ لَهُ جَهَنَّمُ ۚ وَلَيْسَ الْبِهَادُ ۚ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ  
مَرْضَاتِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝

بعض لوگوں کی دنیوی فرض کی باتیں آپؐ کو خوش کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر آپؐ کو گواہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ اصل دوزخ و راست جھگڑا ہے اور جب دولت کرنا ہے تو زمین میں فرما چھڑانے اور کھیتی اور کسلی کی یہ باتوں کی کو شش میں نکال دیتا ہے اللہ تعالیٰ فرما دے کہ یہ ہے اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو کعبہ اور تھمسب اسے گلاب اور آملا کر دیتا ہے ایسے کو جہنمی کافی ہے اور جنتیانہ وہ ہر چیز میں جگہ ہے اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء مندی کی طلب میں اپنی جان تک لٹا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے لوگوں پر اپنی شفقت کرتا ہے۔

منافقوں کا طریق کار اور انکی نشانیاں: حدیثی کہتے ہیں کہ یہ آیت افش بن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ منافق افش تھا ظاہر میں مسلمان تھا لیکن باطن میں مخالف تھا۔ دین مہاس کہتے ہیں کہ منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے حضرت خضیب اور ان کے ساتھیوں کی ہزلیاں بیان کی تھیں جو رقیع میں شہید کئے گئے تھے تو ان شہداء کی تحریر میں ﴿مَنْ يَشْتَرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ﴾ آیت اتری اور منافقین کی مذمت کے بارے میں ﴿مَنْ يَفْعَلْكَ﴾ والی آیت نازل ہوئی۔ افش کہتے ہیں کہ یہ آیت عام ہے۔ تمام منافقوں کے بارے میں پہلی اور دوسری آیت ہے اور تمام مومنوں کی تحریر کے بارے میں تیسری آیت ہے۔







طلب کریں گے۔ حضرت آدم سے لے کر ایک ایک پیغمبر کے پاس جاؤں گے اور وہاں سے صاف جواب پائیں گے۔

یہاں تک کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچیں گے تب جواب دیں گے میں تیار ہوں، میں ہی اس کا قائل ہوں، پھر آپ چاہیں گے اور عرض تھے بعد میں کہ چڑیں گے اور اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں گے کہ وہ بلا میں کا فیصلہ کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا اور ہماروں کے ساتھ ہیں میں آئے گا، آسمان و دنیاوت جائے گا اور اس کے تمام فرشتے آجائیں گے۔ پھر دوسرا بھی پھٹ جائے گا اور اس کے فرشتے بھی آجائیں گے۔ اسی طرح ساتویں آسمان بھی ہو جائیں گے اور ان کے فرشتے آجائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا عرض کرتے گا اور بارگاہِ ترقی فرشتے چل دیں گے اور خود وہاں اللہ تعالیٰ کو تشریف لائے گا۔

فرشتے سب کے سب تیسعِ ثوابی میں مشغول ہوں گے، ان کی تیسعِ اس وقت یہ ہوگی کہ سُحُحَانِ ذِی السَّلَکِ وَالْمَلٰئِکَۃِ  
سُحُحَانِ ذِی الْعِزَّةِ وَالْحِجْرٰتِ سُحُحَانِ الْحَمٰی الَّذِی لَا یَمُوتُ سُحُحَانِ الَّذِی یُبْثِثُ الْعَالَمِیْنَ وَلَا یَمُوتُ سُحُحَانِ قُلُوْسِ رَبِّ  
الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ سُحُحَانِ قُلُوْسِ سُحُحَانِ رَبِّمَا اَعْلٰی سُحُحَانِ ذِی السُّلْطٰنِ وَالْعِظْمَۃِ سُحُحَانِ سُحُحَانِ اِذَا اَمَدَا ۝ اَمَّا  
ابو بکر ان مرد ہے یہ بھی اس آیت کی تفسیر میں بہت ہی اجازت لائے ہیں جن میں قرأت سے واللہ اعظم۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے چاہیے تمام کو اس دن میں کرے گا جس کا وقت مقرر ہے دوسرے سب کچھ ہوں گے۔ انہیں چھوڑی ہوئی اور اوپر کو کئی ہوں گی، ہر ایک کو فیصلہ کا انتظار ہوگا اللہ تعالیٰ ہر کے ساتھ ان میں عرش کے سرے ہی پر فرما لے گا۔

انہی حاتم میں ہے عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نزول فرمائے گا تو حقوق اور اس کے درمیان ستر بڑا پردہ ہوں گے نور کی چکاچوند کے اور پانی کے اور پانی سے جس سے دل میں جائیں۔ زہیر بن محمدؓ فرماتے ہیں کہ وہ بادل کا ستارہاں یاقوت کا جزا ہے اور جو پردہ بڑھ جائے کسی آواز میں آتی ہوں گی ہوگا۔ حضرت عجاۃؓ فرماتے ہیں یہ بادل ”موملی بادل“ نہیں بلکہ کہ یہ وہ بادل ہے جو نبی اکرمؐ کے سر پر پرواڑی میں ہیں۔

ابو العالیہ فرماتے ہیں فرشتے بھی ہمال کے سامنے میں آئیں گے اور اللہ تعالیٰ آویزاں جس میں چاہے چنانچہ بعض قرائنوں میں یوں بھی ہے ﴿يَنْظُرُونَ إِلَٰهَ انْفِاصِهِمْ اللَّهُ وَالْمُتَكَبِّرِينَ فِي الظُّلُمَاتِ مِنَ الْعَمَامِ﴾ جسے اور جگہ ہے ﴿وَيَوْمَ تَشْقَى السَّمَاءُ بِالْعَمَامِ وَمَنْ لَهَا الْمُنْتَكَرَةُ تَصْرَعُ﴾ یعنی اس دن آسمان ہول سمیت پھٹ جائے گا اور فرشتے اتر آئیں گے۔

سَلِّ بَنِي إِسْرَءِيلَ كَمَا آتَيْنَهُمْ مِّنْ آيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ ۖ وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٠﴾  
لِّلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَسَخَرْنَا مِمَّالنَّارُ ۚ إِنَّهُمْ فِيهَا يَلْعَبُونَ ۚ  
لِلَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ  
مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢١﴾

[illegible]





وہا کی طرف پہری کرتا ہے۔

امت محمدیہ کی سلفیت امتوں پر فضیلت: حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت نور اور حضرت آدمؑ کے درمیان دس سالے تھے۔ ان دونوں کے لوگ حق اور شریعت کے پابند تھے، مگر اختلاف چڑھا تو اللہ تعالیٰ نے انہما کو مبعوث فرمایا۔ لہذا آپؐ کی قرأت بھی پڑھیں گے کہ ﴿وَكَانَ النَّاسُ فَتًا وَاجِلًا لِّمَا يَخْلُقُ فَفَعَّلَهُمْ﴾ ان۔ حضرت لیل میں کعبہ کی قرات بھی سیکھیں۔ لہذا نے اس کی تعمیر اس طرح کی ہے کہ جب ان میں اختلاف پڑا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا پر اسکا بیخیر بھیجا مگر حضرت نورؑ نے حضرت آدمؑ کی بجائے کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت مروی ہے کہ پہلے سب کے سب کافر تھے۔ لیکن لیل قولی علی اور سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے۔ اسی ان بیخیر دینے ایمان والوں کو خوشیوں میں اور دینوں کو دینے والوں کو ڈراوا، ان کے ساتھ اللہ کی کتاب بھی بھیجی تاکہ لوگوں کے ہر اختلاف کا فیصلہ قانون الہی سے کر سکیں۔ لیکن ان لوگوں کے بعد بھی صرف آپس کے حسد و بغض، تعصب و عداوت تصانیف کے بیخیر ہمارا حق کرنے لگیں ایمان اور منہل گئے اور اس اختلاف کے پکڑے لکل کر بیدار ہوئے گئے۔

سوال اللہ ﷻ نے ہیں، ہمارا مابین آنے کے اعتبار سے قرآن سے پیچھے ہیں، لیکن کیا امت کے ان جنس میں چلنے کے اعتبار سے سب سے آگے (پہلے) ہوں گے۔ اہل کتاب و کتاب اللہ ہم سے پیروی کرتے ہیں، ان کے بعد دی گئی ہیں انھوں نے اختلاف کیا اور اللہ نے ہماری رہبری کی۔ جو کے بارے میں بھی ان میں اختلاف رہا لیکن ہمیں یہ دہرے نصیب ہوئی۔ تمام کے تمام اہل کتاب اس لحاظ سے بھی ہمارے پیچھے ہیں۔ بعد ازاں ہے، بدست یسویوں کا اور انھوں نے اس کا زید بن اسلم فرماتے ہیں جو کے علاوہ قبلہ کے بارے میں بھی یہی کہہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرق کو قبلہ بنایا۔ یسویہ نے بیت المقدس کو نصیب کیا۔ مگر یہ کہہ کر کہ یہ مشرق کیلئے اس طرح نماز میں بھی ان میں سے بعض کی نماز مشرق کو ہے اور بعض کی نہیں، بعض کے پاس مسجد ہے اور کرا نہیں، بعض نماز میں ہاتھ پائے دھو رہے ہیں اور بعض پتے پتے کرتے ہیں لیکن امت محمدیہ ﷺ کی نماز سکون اور قیام والی ہے نہ یہ ہوسکتی ہے جس پر یہ۔ دونوں میں بھی اسی طرح اختلاف ہو رہا ہے اس میں بھی امت محمدیہ کو نصیب ہوئی۔ ان میں سے کوئی تو ان کے بعض سے کارزار کرتا ہے کوئی گروہ جمل قسم کے کھانے پھونڈتا ہے لیکن عار اور زور پر مبنی ہے اور اس میں بھی ہر حق نہیں سمجھا گیا ہے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے اسے میں یہ: نے کہا کہ وہ یسویہ نے نصیحت کی تھی، لیکن راصل وہ بیکر مسلمان تھے۔ اسی اس بارے میں بھی ہمارے رہبری کی گئی اور عجل اللہ کی نسبت صحیح ذیل تک ہم پہنچا دیے گئے۔ حضرت عیسیٰؑ کو بھی یسویوں نے جھٹلایا اور ان کی والدہ ماجدہ کی نسبت بدگمانی کی، تمہارے اللہ نے انہیں اللہ اور رب کا چنا لیا لیکن مسلمان اس امر کا تقریباً سے بچائے گئے اور انہیں رسول اللہ اور کلمہ اللہ اور نبی و حق ملا۔

دفعہ پنجم انہی فرماتے ہیں مطلب آیت کا یہ ہے کہ جس طرح ابتدا میں سب لوگ رب واحد کی عبادت کرنے والے بنیوں کے مال پر ایمان سے متجرب تھے اور میں میں اختلاف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں امت کو بول کی طرح اختلاف سے بچا کر پیچھا کر دیا۔ وہ یہ امت اور امتوں پر گواہ ہو گئی یہیں تک کہ امت نوحؑ پر بھی ان کی شہادت ہو گئی قوم ہودؑ قوم صالحؑ قوم شعیبؑ اور قیل و جہان کا صاحب انتہا۔ اسی اٹھنی کو ایمان پر ہو گا۔ یہ کہیں سے کہہ ان بیخیروں نے تعلق ان لوگوں میں سے تھا کہ حضرت ابی بن کعبؓ کی قرات میں ﴿وَاللَّهُ يَهْدِي النَّاسَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ یہ لکھا بھی ہیں ﴿وَلْيَكُونُوا أَشْهَادًا عَلَى النَّاسِ يَوْمَ الْبَيْعَةِ﴾ یا اہل عبادت فرماتے ہیں ان آیت میں گواہی ہے کہ شہادت، مگر اس سے اور فتوں سے بچنا چاہیے یہ امت رب کے طرفدار، ان کی رہبری ہے نہ ہونی وہ جسے چاہے اور اختلاف امت سمجھتا ہے۔

بہاری و مسلم میں ہے کہ: اختلاف ﷻ رات کو جب تھکے گئے و نیند تو یہ دیکھتے تھے ﴿وَاللَّهُ يَهْدِي النَّاسَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

اسرائیل فاطمہ عسکرت و الارض علم العیب و الشهادة انت تغتفر لى عبادك فيما كانوا على منقلب فبى من الخلق باخيت لك تقيدي من ذنوب الى صراط مستقيم یہ مثل اسے اللہ بجز نیکی سے نکل کر اور اسرائیل کے رب اللہ آسمانوں اور زمینوں کے پورا کرنے والے اللہ اللہ چھپے اور کئے کے ہاتھ والے نہ! تو ہی اپنے بندوں کے آپس سے اختلافات کا قیام کرتا ہے، میری کہنا ہے کہ جس جس میں یہ اختلاف کرنا تو مجھے اس میں حق بات سمجھا تو مجھے سبب وادراست ملے گا دیا ہے۔ حضور ﷺ سے ایک روز یہ بھی سنا کہ: **عَنْ النَّبِيِّ قَوْلُهُ لَمَّا خَلَقَ وَرَزَقْنَا شَبَابَهُ وَرَزَقْنَا مَطْلُوعَهُ وَرَزَقْنَا اجْتِنَانَهُ وَلَا تَجْعَلْ فَاغْبَسَا عَلَى فَحْشٍ وَاجْعَلْ لِمَنْ تَغْتَبِرُ اِمَامًا** بچے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا دے گا کہ کی جودہری نصیب فرما اور باطل کو کھلا دے گا اور اس سے بچا دے گا کہ حق کو باطل سمجھ کر جائے اور ہم بیک جا نہیں۔ اسے اللہ کیسے نیک نادر پر پیر کا اور لوگوں کا امام ہے۔

**اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَكْبِهِينَ الْمُنَافِقِينَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَشَىٰ نَظْرُ اللَّهِ الْاُولَٰئِكَ نَصْرُ اللَّهِ قَرِيبٌ**

کیا تم یہ نہیں کہتے تھے کہ ہم جہنم میں چلے جائے گا، تاکہ ایک قوم پر وہ حالت نکلی آئے جو تم سے گئے تو ان پر آئے تھے تو انہیں بددین اور مستکبینہ اور منافقین تک سمجھو تو تم سے کہہ کر حال ہوا جس کے ساتھ نہ لہانہ کہنے کے کہ اللہ کی مدد اب آئے گی کہ وہ لوگوں کو مٹا دیں۔ قریب کی ہے۔

عجلی کے بعد آزمائی: مطلب یہ ہے کہ آزمائش اور امتحان سے پہلے ہند کی آزمائشیں نہیں ساتھ ترم و توحید کا بھی امتحان کیا گیا انہیں بھی بتدبیر اور مشیتیں سمجھیں۔ مہم سائنس کے مقلد فقیر اور مقلد حسودانہ کے مقلد ہمارے نے بھی لے لئے ہیں۔ مہم زلزلوں کے دشمنوں کا خوف اس لئے۔ طاری ہوا کے بھارت کا پتہ ہے۔ ان تمام سخت امتحانوں میں اللہ کا سہا بڑے ہر دست کے ارشاد سے۔ گنہگار سے کسی بے ایک مرتبہ حضرت خطاب ابن ارث نے کہا ہر سال اللہ ﷻ آپ پر ہر بد وکی و عاقلین کرتے؟ آپ نے فرمایا کہ ابھی سے گھر لائے مسلمان سے ملے سوسھوں کو بک کر ان کے سروں پر آدے دھو دیے جاتے تھے اور پھر کر ٹیکہ دیا لگوا کر اپنے جاتے تھے لیکن جو بد و خبیث و مست سے نہ نئے تھے۔ لوہے کی عقیموں سے نہ لائے گوشت پرست نہ بچے جاتے تھے لیکن تا بعد ہی ای کو نہیں چھوڑتے تھے۔ حمت اللہ کی اس سرے دین کو تو میرا رب ان قدر پورا کرے گا کہ باخلاف انھر منہ سے ہر سوسہ تک کا سفر ایک ایک سو کر کے گھڑا جائے گا اللہ کے کسی کا خوف نہ ہو گا۔ ہمت اس میں یہ خیال ہو گا اور بات ہے کہ انہیں جاتی کر بکریوں پر بھجواتے آپ سے لیکن فسون تم جلدی کرتے ہو۔

قرآن میں ٹیکہ ملن مضمون دوسری حد ان ظالم میں جان ہوا ہے **عَلِمَ اَنْحَبِطَ ظُلُمَاؤُنْ لِنُورٍ** اچھا کر لیا وہ لوگوں نے یہ کچھ دکھا ہے کہ وہ کھل جائیں گے انفرادی سے ہی چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش ہو گی کہ ہم نے خواہوں تو بھی آزمائش ہی۔ بچوں اور جموں کو یقیناً ہم علیہ، علیہہ کر کے دیں گے۔ چنانچہ اہل طریع صحابہ کر مہم فوضوں سے سببہ ایمین کی پوری آزمائش ہو م الارباب کو جو جگہ خلق میں ہوئی جیسے قرآن نے من کا نقش کھینچا ہے۔ فرما ہے **عَلَا حَاقَ نَحْمُ مِنْ لَوْ فَعَلْنَاهُ** کائنات میں ایک کافر اس نے نہیں لایا بیٹے سے گھر لیا جب کہ انہیں پھر نہیں اہل مظلوم تک اچھے اور ہر سوال کے ساتھ قرآن ہونے لے۔

اسی جگہ مولوی کی چار ہی قرآنیں باقی اور وہ اب سمجھ کر دیتے تھے جب کہ حلقہ کے دیگر بزرگ نقیہ والے حلقہ پہنچے تھے کہ اللہ ہو۔ مول نے اب تو غور ہی کرے۔

[illegible]

جیسے "اور چونکہ ہے حق فذلک منع الغفور یغفوا" یہ یقیناً کلمہ کے ساتھ قرآنی ہے۔ ایرانی کے ساتھ شمالی ہے۔ رفیع مدحت میں ہے کہ ہندو جب تائید ہوتے لگتا ہے تو اسے غلطی سمجھ کر تائید کر دیتے ہیں۔ میری فریاد تو یہ ہے کہ انہیں سیدنا سیدنا جارا ہے۔ انہیں غلطی ان کے جملہ داری ہورانی دست کے قریب ہوتے ہیں۔

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أُنْفِقُ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّذِينَ دِينُوا الْأَقْرَبِينَ  
وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ بِلِئَالِيهِ

تجربہ ہا جیسے چلی کہ دنیا کو کھنچ کر آجی کہ جو کہ جہول تم نے فتح کیا وہاں ہاپ کے لئے ہے اور اور خود ادراک اور تجویز اور معینوں اور مسافروں کے لئے جو تم کو کھینچ رہا ہے کہ اسے اندھ چھلی کر اس کا طے۔

[illegible]

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهُ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ٩

فریادِ غم نہ تھا کیا بے گوارا، حسینؑ ہمارا معصوم جو، حسینؑ ہے کہ فریادِ غم کی بجائے فریادِ دردِ اس کی، وہی تہجد ہے لئے اٹھ کر، اور یہ بھی ممکن ہے کہ فریادِ غم کی بجائے فریادِ محبت کا، کہ وہ تہجد ہے بڑی دردِ عشق کی، طالعِ دل کی کوسے، وہ فریادِ غم ہے نہ ہو۔

چہاروں کی فرضیت اور کاقہم: دشمنان اسلام سے دین اسلام کے بچاؤ کے لئے جہاد کی فرضیت کا ان آیت میں قہم دورہا ہے۔ زہری

















ہارے میں نازل ہوتا ہے ان کی ایک سیارنگ لوندی تھی ایک مرتبہ غصہ میں آخر اسے قہر مار دیا تھا پھر گھبرائے ہوئے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور واقعہ عرض کیا۔ آپ نے پوچھا اس کا کیا حال ہے۔ کہا حضور اور وہ اسے سختی سے تراز پڑھتی ہے ابھی طرح وضو کرتی ہے اللہ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا اب وہ حدیث پھر تو دہرایا نہ کرے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ انہیں اس بات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبیجا ہے اسے آزاد کروں گا اور ان کا بھی جس تک بچہ پھر اس سے نکاح بھی کر لوں گا۔ چنانچہ یہی کیا جس پر بعض مسلمانوں نے انہیں غصہ دیدہ دیا چاہتے تھے کہ مشرکوں میں ان کا نکاح کر لوں اور انہیں اپنی لڑکیاں بھی دیں تا کہ شرافت نسب قائم ہے۔ اس پر یہ فرمان نازل ہوا کہ مشرک آزاد عورت سے تو مسلمان لوندی بڑا بادرہ بچہ ہے اور ایسی طرح مشرک آزاد مرد سے مسلم غلام بھی بڑا چھ کرے۔

نکاح کیلئے مال دولت کی بجائے دینداری دیکھو: منہ فہم بن حید میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے محض حسن پر فریفتہ ہو کر ان سے نکاح نہ کر لیا کرو ممکن ہے کہ ان کا حسن انہیں مغرور کر دے۔ عورتوں کے مال دار ہونے کی وجہ سے ان سے نکاح نہ کر لیا کرو ممکن ہے مال انہیں سرکش کر دے نکاح کرو تو دینداری دیکھا کرو۔ یہ صورت سیاق و سباق لوندی بھی اگر وہ دیندار ہو تو بہت افضل ہے۔ لیکن اس حدیث کے راویوں میں افریقی ضعیف ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار قسمیں دیکھ کر عورتوں سے نکاح کیا جاتا ہے۔ ایک تو مال دوسرے حسب نسب تیسرے جمال و خوبصورتی چوتھے دین دینداری کو ترجیح دو۔ مسلم شریف میں ہے دنیا کی کل ایک حنا ہے اور حنا دنیا میں سب سے افضل چیز نیک بخت عورت ہے۔ پھر فرمان ہے کہ مشرک مردوں کے نکاح میں مسلمان عورتیں بھی نہ دو جیسے اور جگہ ہے ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ﴾ نہ کا فر مرد تین مسلمان مردوں کے لئے حلال نہ مسلمان مرد کا فر عورتوں کے لئے حلال۔ پھر فرمان ہے کہ مومن مرد کو جس کا غلام ہو مگر پھر بھی وہ اس کا فر اور اسے آزاد کا فر ہے۔ پھر ہے۔ ان لوگوں کا مکمل جہول ان کی صحت و عافیت و دنیا و دنیا طلبی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا سکھائی ہے جس کا انجام جہنم ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کی پابندی اس کے تقصیر کی قلیل جنت کی رہبری کرتی ہے گناہوں کی مغفرت کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے عقائد و نصیحت اور پند و نصیحت کیلئے اپنی آیتیں واضح طور پر بیان فرمادیں۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى ۖ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ٢٠ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَلَيْ شَيْئَكُمْ وَقَدْ مَوَّالِ أَنْفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُخْلَقُوهُ ۚ وَابْتَغُوا الْوُضُوءَ ۚ

وَابْتَغُوا الْوُضُوءَ ۚ

تم سے جنس کے بارے میں سوال ہوتا ہے کہہ دو کہ وہ گندہ کی ہے حالت حیض میں عورتوں سے تنگ رہو۔ اور جب تنگ ہو چکا نہ ہو جائیں گے تو نہ ہلا جائیں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس نہ ہلا جائیں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے اللہ تعالیٰ تو یہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پند فرماتا ہے تمہاری دنیاں تمہاری کمیتوں میں اپنی کمیتوں میں جس طرح پاک ہو آؤ اور اپنے لئے آگے نکلیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا

















جو لوگ اپنی بیویوں سے فطریں کھا گئے ان کے لئے چار مہینے کی مدت ہے جس اور دولت آمیز قوتہ تعالیٰ بھی بخشے والا ہے۔ اور اگر طلاق کا فیصلہ کر لیں تو قوتہ تعالیٰ بخشے والا ہے۔

ایمان کی مدت اور اسکی تفصیل: ایسا کہتے ہیں قسم کو۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے عیامت نہ کرنے کی ایک مدت تک کے لئے قسم کھائے تو اس صورت میں بیباقت و عدت چار مہینے سے کم ہوگی یا زیادہ ہوگی۔ اگر کم ہو تو عدت چار مہینے سے کم ہوگی اور اس درمیان میں عورت بھی صبر کرے اس سے مطالبہ اور رسول نہیں کر سکتی۔ پھر مہینوں میں عیامت نہ کرنے کی ایک مدت تک کے لئے قسم کھا لی تھی اور انیس دن چار مہینے تک رہے اور فرمایا مہینہ انیس دن کا بھی ہو جائے۔ اور اگر چار مہینے سے زیادہ کی مدت کے لئے قسم کھا لی تو چار مہینوں کے بعد عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ قضاہ اور مطالبہ کرے کہ یا تو خاوند میل ملاپ کر لے یا طلاق دے اور عاقل اس خاوند کو ان دو باتوں میں سے ایک کے کرنے پر مجبور کرے گا تاکہ عورت کو ضرر نہ پہنچے۔ یہی بیان یہاں اور یہاں ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے ایسا کر رہے ہیں ان سے عیامت نہ کرنے کی قسم کھا گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایسا عاقل سے بیویوں کے لئے کلام ہے کہ لئے نہیں۔ یہی نہ مذہب جمہور علماء کرام کے ہے۔ یہ لوگ چار مہینہ تک قوتہ میں ہیں اس کے بعد انہیں مجبور کیا جائے گا کہ یا تو دوا بیویوں سے میل ملاپ کر لیں یا طلاق دے دیں۔ یہ نہیں کہ اب بھی دوا ہی طریقہ چھوڑ دے۔ پھر اگر دولت آمیز یہ سکنا یہ ہے جہاں کرنے سے قوتہ تعالیٰ بھی بخش دے گا اور جو شخص عورت کے حق میں ان سے ہوئی ہے اسے اپنی مہربانی سے معاف فرما دے گا۔ اس میں دلیل ہے ان علماء کی جو کہتے ہیں کہ اس صورت میں خاوند کے ذمہ کوئی نہیں۔ امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو اس سے پہلی آیت کی تفسیر میں گذر چکی کہ قسم کھائے والا اگر اپنی قسم کے قوتہ والے میں نیکی دیکھتا ہو تو قوتہ والے یہی اس کا کلام ہے۔ اور علماء کرام کی ایک دوسری جماعت کا یہ مذہب ہے کہ اس قسم کا کلام دینا پڑے گا۔ اس کی بھی اوپر گذر چکی ہیں اور جمہور کا مذہب بھی یہی ہے واللہ اعلم۔

پھر فرماں ہے کہ اگر چار ماہ گذر جانے کے بعد وہ طلاق دینے کا قصد کرے اس سے ۴ ہفتے ہوتے ہیں کہ چار مہینے گذرے یہی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ جمہور متاخرین کا یہی مذہب ہے کہ ایک دوسری جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ اگر ایمان کیے بغیر چار مہینے گذر گئے تو طلاق واقع ہو جائیگی حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابن عباسؓ ان ابن عمرؓ زید بن ۴ ہفتہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعض تابعین سے بھی یہی مروی ہے۔ (لیکن یہ یاد رہے کہ راج قول اور قرآن کریم کے الفاظ اور صحیح حدیث سے ثابت شدہ قول یہی ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ مترجم) پھر بعض تو کہتے ہیں یہ طلاق راجی ہوگی بعض کہتے ہیں بائن ہوگی۔ جو لوگ طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسے عدت بھی گزارنا پڑے گی۔ ہاں ابن عباسؓ اور ابو الشہاء فرماتے ہیں کہ اگر ان مہینوں میں اس عورت کو کچھ جنس آگئے ہیں تو اس پر عدت بھی نہیں۔ امام شافعیؒ کا بھی قول یہی ہے لیکن جمہور متاخرین علماء کا فرمان یہی ہے کہ اس مدت کے گذرے یہی طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ اب ایسا کرنے والے کو تنگ کیا جائے گا یا تو دوا بیوی قسم سے قوتہ یا پھر طلاق دے دے۔ موطا امام مالکؒ میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے یہی مروی ہے۔ صحیح بخاری میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ امام شافعیؒ اپنی سند سے حضرت سلیمان بن یزیدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اس سے زیادہ صحابہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ چار ماہ کے بعد ایسا کرنے والے کو نکرا دیا جائے گا۔ پس کہتے تھے یہ حیر و صحابی ہو گئے۔ حضرت علیؓ سے بھی یہی موقوف ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں ہمارا مذہب بھی یہی ہے۔ اور حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت مالکؓ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ زید بن ثابتؓ اور دوسرے اوپر اوپر دوسرے صحابہ کرامؓ سے بھی یہی مروی ہے۔ دار قطنی میں ہے حضرت ابوصالحؓ فرماتے ہیں میں نے بارہ صحابہ سے یہ مسئلہ پوچھا تو سب نے یہی جواب دیا حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت ابوالدرداءؓ حضرت ام المومنین







فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے مقررہوں سے بدلہ لینے کا عذاب ہے اور اپنے احکام میں سختی والا ہے۔

الْإِطْلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيَةٍ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمُ أَنْ تَأْخُذُوا  
بِمَا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ  
اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا  
وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ  
بَعْدِ حَيْثُ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ  
ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾

یہ طلاق دومر تہ میں پھر یا تو اچھائی سے روکا جائے یا نہ روکا جائے اور جس عیال میں کہ تم نے انہیں دیوید یا وہ اس میں سے کچھ  
بھی تو ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدوں کی تعمیل نہ رکھ سکے کا خوف ہو جس پر قصص اور ہوک یہ دونوں اللہ کی حدوں کا تعمیل نہ رکھ سکے تو  
عورت رہا جانے کے لئے کچھ دے والے انہیں دونوں پر کچھ گواہ نہیں یہ ہیں حدوں اللہ کی خبرداروں سے آگے نہ بڑھنا جو لوگ اللہ کی حدوں  
سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں۔ پھر اگر ان کو طلاق دیدہ تو پس اس کے لئے عیال نہیں جب تک کہ وہ عورت اسے سوا دوسرے سے لگان نہ کرے  
پھر اگر وہ بھی طلاق دیدہ تو ان دونوں کو میل جول کر لینے کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ یہ جان میں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکے یہ ہیں اللہ  
تعالیٰ کی حدیں جنہیں وہ پہانے والوں کے لئے بیان فرما رہا ہے۔

طلاق کا طریقہ اور مسائل: اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ خاتون جتنی چاہے طلاقیں دیتا چلا جائے اور عدت میں رجوع  
کر جاتا ہے۔ اس سے عورتوں کی جان بچنے میں قحی کی طلاق دی اور عدت گزارنے کے قریب آتی رجوع کر لیا پھر طلاق دیدی۔ اسی  
طرح عورتوں کو تنگ کرتے رہتے تھے۔ پس اسلام نے بدلہ دی کردی کہ اس طرح کی طلاقیں صرف دو ہی دے سکتے ہیں تیسری طلاق  
کے بعد کو اسے کوئی حق نہیں رہے گا۔

سُنن ابوداؤد میں باب ہے کہ تین طلاق کے بعد امر ایعت منسوخ ہے پھر یہ روایت لائے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرماتے ہیں۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ نہ تو میں تجھے بے سادوں گانہ چھوڑوں گا اس نے کہا یہ کس طرح آگیا  
طلاق دیدیوں گا اور جب عدت ختم ہوئے کا وقت آئے گا تو رجوع کر لوں گا پھر نبی کریمؐ کا چاہا جانوں گا وہ عورت منسوخ کے پاس آئی اور  
ایٹا یہ دکھارنے لگی اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اب لوگوں نے سترے سے طلاقوں کا خیال رکھنا شروع کیا  
اور وہ سنبھل گئے اور تیسری طلاق کے بعد اسے خاتون کو ملنا لینے کا کوئی حق حاصل نہ رہا اور فرمایا آپ کہ دو طلاق تک تو قصص  
اعتیار ہے کہ اصلاح کی نیت سے اپنی بیوی کو طلاق دے دو عدت کے اندر ہے اور یہ بھی اعتیار ہے کہ نہ لونا اور عدت گزار جائے دو تاکہ  
دوسرے سے نکاح کرنے کے قابل ہو جائے اور اگر تیسری طلاق دینا چاہے تو وہ بھی انسان و منلوک کے ساتھ طلاق دو نہ اس کا کوئی  
حق بار نہ اس پر کوئی ظلم کہ وہ اسے ضرر دے نقصان پہنچاؤ۔















اور جب قرآنی عورتوں کو طلاق دیا اور وہ اپنی حالت باری کر میں تو انہیں ان سے عاقلوں سے طلاق کرنے سے نہ روک دیا کہ وہ ان میں دستور کے مطابق مضامند ہوں یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے انہیں قریش سے کلمہ نکالی جا لیا کہ عورت کے وہ بے یقین ایمان ہو ان میں تمہاری بھینچن کھو گئی ہو یا پھر یہ کہ کلمہ نکالی جاتا ہے اور تو کہہ رہے ہو۔

اس آیت میں عورتوں سے ولی اور ان کی ممانعت اور یہی ہے کہ جب کسی عورت کو طلاق ہو جائے اور عدت بھی گزر جائے پھر میں بھی مضامند سے طلاق کرنا چاہیں تو وہ نہیں نہ روکیں۔ اس آیت میں دلیل ہے اس امر کی بھی کہ عورت خود اپنا نکاح ہی کر سکتی اور نکاح بغیر ولی نہیں ہو سکتا چنانچہ ان پر جو قرآنی آیت کی تفسیر میں یہ حدیث وارد کی ہے کہ عورت جو طلاق کا طلاق نہیں کر سکتی اور عورت خود اپنا طلاق نہیں کر سکتی اور طلاق بغیر ولی نہیں ہو سکتا چنانچہ ان پر جو قرآنی آیت کی تفسیر میں یہ حدیث وارد کی ہے کہ عورت جو طلاق نہیں کر سکتی نہ عورت اپنا طلاق کر سکتی ہے نہ عورتیں انکار ہیں جو اپنا طلاق آپ کر سکیں۔ دوسری حدیث میں ہے طلاق بغیر ولی اور عدت کے اور عدل کو انوں کے نہیں۔ انوں میں بھی اختلاف ہے لیکن اس کے بیان کی جگہ تفسیر نہیں ہم اس کا بیان کتاب الاحکام میں کر چکے ہیں ﴿فَالْحُذْلُ﴾ یہ آیت حضرت مصل بن یسارؓ اور ان کی بیوی کے بارے میں مائل ہوئی ہے۔ صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر کے بیان میں ہے کہ حضرت مصلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا نکاح سے پاس آتا تھا۔ میں نے طلاق کر دیا۔ اس نے کچھ دنوں بعد طلاق دینے کی پھر عدت گزارنے کے بعد طلاق کی درخواست کی میں نے انکار کیا اس پر یہ آیت اتری جسے ان کہ حضرت مصلؓ نے یاد کیا۔ قسم کھا رہی تھی کہ میں تیرے طلاق میں دوں گا طلاق پر آمادہ ہو گئے اور کہنے لگے میں نے اللہ کا فرمان سنا اور میں نے مان لیا اور اپنے بھائی کو یاد کرو یاد طلاق کر دیا اور اپنی قسم کا انکار دوا دیا۔ ان کا نام جمیل بنت یسار تھا۔ ان کے عاقل کا نام ابوالہدیٰ تھا۔ بعض نے ان کے پاس حاضر بنت یسار لایا ہے۔

سعدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت جابر بن عبد اللہؓ اور ان کے چچا کی بیٹی کے بارے میں مائل ہوئی ہے لیکن پہلی بات ہی زیادہ صحیح ہے۔ پھر فرمایا نصیحت وہ عاقلان کے لئے ہے جنہیں شریعت پر ایمان ہو اللہ کا بار ہو قیامت کا خوف ہو انہیں چاہئے کہ اپنی ولایت میں جو عورتیں ہوں انہیں ایسی حالت میں نکاح سے نہ روکیں شریعت کا اتباع کر کے ایسی عورتوں کو ان کے عاقلوں کے طلاق میں وہ بنا اور اپنی حیرت وغیرت کو جو خلاف شرع ہو شریعت کے ماتحت کر دینا ہی تمہارے لئے بھری اور پاکیزگی کا باعث ہے۔ ان مسلمانوں کا علم جناب باری کو ہی ہے۔ جنہیں نہیں معلوم کہ کس کام کے کرتے ہیں بھائی ہے اور کس کے چھوڑنے میں یہ علم حقیقت میں اللہ ہی کو ہے۔

وَالْوَالِدَتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ  
وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا  
تُضَارَّ وَالِدَةٌ بَوْلِدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بَوْلِدِهَا وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ  
فَإِنْ أَرَادَ افْصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ  
أَنْ تَسْرِضُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَأَلْتُمُوهُمَا فَإِنْ تَوَلَّوْا فَلَا جُنَاحَ

## وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

مؤمنین! اللہ کو ڈرو اور اس کا رسول کا حکم چاہیے جس کا ارادہ اللہ جانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو! اللہ جانتے ہیں ان کے ذمہ ان کا وہی پکڑا ہے جو عطا فرما دے اور جو تم پر واجب ہے جس کی عاقبت ہو ان کو اس کے پکڑنے کی وجہ سے وہاں کو اس کے ارادے کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچا جائے اور اس پر بھی وہی بھی ذمہ داری ہے جس کا ارادہ (یعنی میں باپ) اپنی رضا مندی اور باہمی مشورے سے اللہ چھڑا جائے تو دونوں پر چکر لگتا نہیں اور اگر تمہارا ارادہ وہی اللہ کا ارادہ چاہیے گا تو جو قسم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ تمہا ستور کے مطابق جوان کو چاہا تو وہ ان کے اہلے کروا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ بھال رہا ہے۔

بچے کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ بچوں والی عورتوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ دودھ پلانے کی پوری مدت دو سال ہے۔ دو سال کے بعد دودھ پلانے کا کوئی اعتبار نہیں اس کے بعد دودھ پینے والا ثابت نہیں ہو گا اور نہ حرمت ہوتی ہے۔ اکثر ائمہ کرام کا یہی مذہب ہے۔

رضاعت کے احکام اور متعلقہ مسائل۔ ترمذی میں باب ہے کہ رضاعت جو حرمت ثابت کرتی ہے وہی ہے جو دو سال پہلے کی ہے۔ مگر حدیث لگائے ہیں کہ رسول اللہ فرماتے ہیں وہی رضاعت حرام کرتی ہے جو آنکھوں کو پر کر دے اور دودھ چھوٹے سے پیلے ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم صحابہ وغیرہ کا اسی پر عمل ہے کہ دو سال سے پہلے کی رضاعت تو معتبر ہے اسکے بعد کی رضاعت معتبر نہیں اس حدیث کے راوی شرط صحیحین پر ہیں۔ حدیث میں ﴿فَإِذَا لَبَسَ لَبَّاسَهُ﴾ کا جو لفظ ہے اسکے معنی بھی نعل رضاعت کے یعنی دو سال سے پہلے کے ہیں۔ یہی لفظ حضورؐ نے اس وقت بھی فرماتے تھے جب آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تھا کہ دو سال کے پلانے کی مدت میں انتقال کر گئے ہیں اور انہیں دودھ پلانے والی جنت میں مقرر ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی عمر اس وقت ایک سال اور دس مہینے کی تھی۔ اور قطعی میں ایک حدیث دو سال کی مدت کے بعد کی رضاعت کے معتبر نہ ہونے کی ہے۔ انی ماہ اس بھی فرماتے ہیں کہ اسکے بعد کوئی چیز نہیں۔ ابو داؤد طیالسی کی روایت میں ہے کہ دودھ چھوٹ جانے کے بعد رضاعت نہیں اور بلوغت کے بعد تیمم کا حکم نہیں۔ خود قرآن کریم میں اور جگہ ہے ﴿فَصَالِئُ عَامَتَيْنِ﴾ آیت دودھ چھڑانے کی مدت دو سال میں ہے۔ اور جگہ ہے ﴿وَحِفْلَهُ وَفَصْلَهُ لَفْظُونَ شَهْرًا﴾ یعنی حمل اور دودھ دونوں کی مدت تین ماہ ہیں اور یہ قول کہ دو سال کے بعد دودھ پلانے اور پینے سے رضاعت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی ان تمام حضرات کا ہے۔ حضرت علیؑ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت جابرؓ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت سعید بن المسیبؓ حضرت عطاء اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ امام محمد امام مالکؓ کا بھی یہی مذہب ہے۔ گویا کہ روایت میں امام مالک سے دو سال دوا بھی مروی ہیں اور ایک روایت میں دو سال میں دوا بھی مروی ہیں۔ اصفہانی سال کی مدت بتاتے ہیں۔ زفر ازہری سے بھی یہ روایت ہے امام ازہری سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اگر کسی بچہ کا دو سال سے پہلے دودھ چھڑا لیا جائے پھر اس کے بعد کسی عورت کا دودھ پینے تو بھی حرمت ثابت نہ ہوگی اس لئے کہ اب قائم مقام خوراک کے ہو گیا۔ امام ازہری سے ایک روایت یہ بھی ہے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ دودھ چھڑا لینے کے بعد رضاعت نہیں۔ اس قول کے دونوں مطلب ہو سکتے ہیں یعنی یا تو یہ کہ دو سال کے بعد یا یہ کہ جب بھی اس سے پہلے دودھ چھوٹ گیا۔ اس کے بعد جیسے امام مالکؓ کا فرمان ہے واللہ اعلم۔

بائیں صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی کہ ہے وہ اس کے بعد کی بلکہ بڑے آدمی کی رضاعت کو حرمت میں موثر جانتی ہیں۔ عطاء اور لیث کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت عائشہؓ جس شخص کا آٹا چاہا کہیں ضروری جانتی وہاں حکم دیتیں کہ دو









اپنا وہ چناؤ کریں یا نکاح کریں یہ سب ان کے لئے طہال طیب ہے۔ حسن کو بری اور سدی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِيْ  
أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تُؤَاوِدُوهُنَّ بِسِرٍّ إِلَّا أَنْ تَقُولُوا  
قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْرِضُوا عَقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتْبُ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ  
يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝

تم اس میں کوئی گناہ نہیں کرتے تم شہر و آبادی اور قوں سے نکاح کی بات کہو یا چلے دل میں پوشیدہ وار کرو اور اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم ضرور ان سے ذکر کرو گے لیکن تم ان سے پوشیدہ وار نہ کرو کہ وہ سنے کہ لوہاں یہ بات ہے کہ تم اپنی بات بولا کرو اور عقد نکاح جب تک کہ عدت ختم نہ ہو جائے یا نہ نہ کرنا کرو نہ ان کو تنہا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے دونوں کی باتوں کا بھی علم ہے تم ان سے خوف کھاؤ، ہاں اگر وہ یہ بھی جان کر کہو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ مقام نکاح کا طریقہ: مطلب یہ ہے کہ صراحت کے بغیر نکاح کی مہارت کا اظہار کسی ایسے طریق پر عدت کے اندر کرنے میں گناہ نہیں۔ مثلاً یوں کہنا کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں میں ایسی عورت کو پسند کرتا ہوں جس میں چاہتا ہوں کہ اللہ میرا جوڑا بھی ملا دے" انشاء اللہ میں تیرے سوا اور سب عورتوں سے نکاح کا ارادہ نہیں کروں گا میں کسی تک دیدار عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اسی طرح اس عورت سے جسے طلاق یا نکی ہو چکی ہو عدت کے اندر ایسے مبہم الفاظ کہنا بھی جائز ہیں جیسے کہ نبیؐ نے حضرت قاطر بنت قیسؓ سے فرمایا تھا جبکہ اس کے خاوند ابو عمرو بن المغض نے انہیں آخری تیسری طلاق دی تھی کہ جب تم عدت ختم کرو تو مجھے خبر کرو نہ اعدت کا زمانہ حضرت ابن کثومؓ کے ہاں گزرا۔ جب حضرت قاطرؓ نے عدت ختم ہونے کے بعد حضورؐ کو اطلاع دی تو آپؐ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ سے یہ حکایت کیا تھا نکاح کرنا یا نہ کرنا، نبی طلاق کی عدت کے زمانہ میں دیگر اس کے خاوند کسی کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ اشارہ یا کتابت بھی اپنی رخصت ظاہر کرے واللہ اعلم۔

یہ فرمان کہ تم اپنے نفس میں چھپاؤ یعنی مقفی کی خواہش۔ اور جگہ ہے تیرا رب اس کے سینوں کی پوشیدگیوں کو جو رخصت ظاہر کو جاننا ہے۔ اور جگہ ہے میں تمہارے چھپے کھلے کا جاننے والا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ تم اپنے دلوں میں ضرور ذکر کرو گے۔ اس واسطے اس نے حقیقی بھائی جس میں ان عورتوں سے پوشیدہ وار عدت نہ کرو یعنی نہ نکاح کی سے بجز ان سے یوں نہ کہو کہ میں تم پر عاشق ہوں تم بھی وعدہ کرو کہ میرے سوا کسی اور سے نکاح نہ کروں گی وغیرہ۔ عدت میں ایسے الفاظ کا کہنا طہال نہیں ہے یہ جائز ہے کہ پوشیدہ طور سے عدت میں کہنے اور عدت گزر جانے کے بعد اس نکاح کا اظہار کرے۔ پس یہ سب اقوال اس آیت کے عموم میں آسکتے ہیں اسی لئے فرمان ہوا کہ مگر یہ کہ تم ان سے انہی بات کو متداولی نہ کرو دیکھ کہ عدت کی نہ گزرتا عدت گزر جانے کی مجھے خبر کرنا وغیرہ۔ جب تک عدت ختم نہ ہو جائے تب تک نکاح مشفقہ نہ کیا کرو۔

علماء کا اجماع ہے کہ عدت کے اندر نکاح صحیح اگر کسی نے کر لیا اور دخول بھی ہو گیا تو بھی ان میں جہائی کرادی جائے گی۔ اب آیا یہ عورت اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی یا پھر عدت گزر جانے کے بعد وہ نکاح کر سکتا ہے اس میں اختلاف ہے۔ جمہور تو کہتے ہیں کہ کر سکتا ہے لیکن امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کیلئے حرام ہو گئی اگلی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ







ابن ہرودیس کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک کات کھانے والا زمانہ آئے گا۔ مومن بھی اپنے ہاتھوں کی چیز کو دانتوں سے چکارتے گا۔ اور افضلیات و برائی کو بھول جائے گا حالانکہ کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اپنے آپس میں کے فضل کو نہ بھولو۔ برے ہیں وہ لوگ جو ایک مسلمان کی بے بسی اور تنہائی کے وقت اس سے سستے و اداوں اس کی چیز خریدتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس لفظ سے منع فرمایا ہے۔ اگرچہ حیرت ہے ہاں بھلائی ہو تو اپنے بھائی کو بھی وہ بھلائی پہنچا دے اس کی ہدایت میں مصروف رہے۔ ایک مسلمان دوسرے کا بھائی ہے۔ نہ اسے رنج و غم پہنچائے نہ اسے بھلائیوں سے محروم رکھے۔ حضرت عثمان بیان کرتے ہوئے اٹھا روئے کہ آنسو ڈال رہی تھی۔ اور فرمایا کہ میں مالداروں کی صحبت میں بیٹھا اور دیکھا کہ ہر وقت دل ملول رہتا کیونکہ ہر چہ نظر اچھی ہر ایک کو اپنے سے اچھے کپڑوں میں اچھی خوشبوؤں میں اور اچھی سواروں میں دیکھتا۔ پس منیوں کی محفل میں نے بڑی راحت پائی۔ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ ایک دوسرے کی فضیلت فراموش نہ کرو کسی کے پاس جب کبھی کوئی سامع آئے اور اس کے پاس نہج نہ ہو تو وہ اس کے لئے دعا ہے خیر ہی کر دے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خیر دے۔ اس پر تمہارا کام ہو تمہارا حال بالکل روشن ہے اور فقر پر وہ ہر ایک عامل کو اس کے عمل کا بدلہ دے گا۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۚ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۱۰﴾

نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص وسطی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باپ کھڑے رہا کرو۔ اگر تمہیں خوف ہو تو قیام لی سکی یا سوار سہی ہاں جب امن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ کہ اس نے تمہیں وہ تعلیم دی جو تم نہیں جانتے تھے۔

نمازوں کی حفاظت اور صلوٰۃ وسطیٰ کی مکمل تفصیل: اللہ تعالیٰ کا حکم ہو رہا ہے کہ نمازوں کے اوقات کی حفاظت کرو۔ اس کی حد و کی تحریکی رکھو۔ اور اول وقت لا کرتے رہو۔ رسول اللہ ﷺ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سوال کرتے ہیں کہ کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا نماز کو وقت پر پڑھنا۔ پھر پھر کون سا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہوں میں جہاد کرنا۔ پھر پھر کون سا؟ فرمایا ہاں باپ سے بھلائی کہ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں اگر میں کچھ اور بھی پوچھتا تو آپ ﷺ اور بھی جواب دیتے۔ (بخاری و مسلم) حضرت ام فروہؓ جو بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا آپ اعمال کا ذکر فرما رہے تھے اسی میں آپ نے فرمایا سب سے زیادہ پسندیدہ و عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کو اول وقت میں لا کر نہ کی جلدی کرنا ہے۔ (مسند احمد) امام ترمذی اس حدیث کے ایک راوی عمری کو غیر قوی بتاتے ہیں پھر صلوٰۃ وسطیٰ کی مزہ سے تاکید ہو رہی ہے۔ سلف و خلف کا اس میں اختلاف ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ کس نماز کا نام ہے۔ حضرت علیؓ حضرت ابن عباسؓ ایک مرتبہ نماز پڑھتے ہیں جس میں فاتحہ اٹھا کر قنوت بھی پڑھتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں یہی وہ نماز وسطیٰ ہے جس میں قنوت کا حکم ہوا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ واقعہ بصرہ کی مسجد کا ہے۔ اور قنوت آپ نے رکعتوں سے پہلے پڑھی تھی۔ ابو العالیہؓ فرماتے ہیں بصرہ میں میں نے حضرت عبداللہؓ ان قنوت کے پیچھے صبح کی نماز والی پھر میں نے ایک صحابی سے پوچھا کہ صلوٰۃ وسطیٰ کون سی ہے؟ فرمایا یہی صبح کی نماز ہے اور روایت میں ہے کہ بہت سے اصحاب اس محفل میں تھے۔ اور سب نے یہی جواب دیا۔ چار بن عبداللہؓ بھی یہی فرماتے ہیں اور بھی بہت سے صحابہؓ اور تابعین کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعیؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے نزدیک صبح کی نماز میں ہی قنوت ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد نماز مغرب ہے اس لئے کہ اس سے پہلے بھی اور بعد بھی چار رکعت والی نماز ہیں اور ستر میں دونوں قصر کی جاتی ہیں۔ لیکن مطلب پوری ہی رہتی ہے۔ یہ وہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کے بعد دو نمازیں رات کی یعنی عشاء اور فجر وہ ہیں جن میں اونچی آواز سے قنوت پڑھی جاتی ہے۔ اور وہ نمازیں اس سے پہلے دن









پانچ گنجی مسلم میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حبش کی ہجرت سے پہلے ہم نبی ﷺ کو سلام کرتے تھے آپ ﷺ نماز میں ہوتے پھر بھی جواب دیتے۔ جب حبش سے ہم واپس آئے تو حضور ﷺ کو میں نے آپ کی لمبائی کی حالت میں ہی سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا۔ اب میرے رشتہ و قریب کا کچھ نہ ہو مجھے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا عبداللہ! اور کوئی بات نہیں! میں نماز میں تھا۔ اس وجہ سے میں نے جواب نہ دیا اللہ جو چاہے کیا حکم ارادے اس نے یہ کیا حکم نازل فرمایا ہے کہ نماز میں نہ بلا کر کہیں یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے۔

اور یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ اب بعض تو کہتے ہیں کہ زید ابن ارقمؓ کے قول کا مطلب جہاں کلام سے ہے اور اس کی حرمت پر اس آیت سے استدلال بھی خود ان کا فہم ہے واللہ اعلم۔ بعض کہتے ہیں ممکن ہے دو دفعہ حال ہو اور دو دفعہ نماز نہ ہوئی ہو۔ لیکن یہاں واقعہ لیاؤ ظاہر ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ والی روایت جو مسند علیؓ میں ہے اس میں ہے کہ حضور ﷺ کے جواب نہ دینے سے مجھے یہ خوف ہوا کہ شاید میرے پاس سے کوئی کوئی ہزل ہوئی ہے۔ آپ نے مجھ سے فارغ ہو کر فرمایا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ أَيُّهَا الْمُسْلِمُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ نماز میں جب تم ہو تو خاموش رہا کرو۔ چونکہ نمازوں کی پوری حفاظت کرنے کا فرمان صادر ہوا تھا تو اس لئے آپ اس حالت کو بیان فرمایا جاتا ہے۔ جس میں تمام ادب و آداب کی پوری رعایت مہموا نہیں رہ سکتی تھی میدان جنگ میں اب کہ دشمن سر پر ہو تو فرمایا کہ اس طرح ممکن ہو سوا پیدل قبیلہ کی طرف نہ کر کے نماز ادا کر لیا کرو۔

ابن عمرؓ اس آیت کا یہی مطلب بیان کرتے ہیں بلکہ نافعؓ فرماتے ہیں میں تو جانتا ہوں یہ مرفوع حدیث ہے۔ مسلم شریف میں ہے سخت خوف کے وقت اشارے میں نماز پڑھ لیا کرو گو سواری پر سوار ہو کر۔ عبداللہ بن انسؓ کو جب حضور ﷺ نے خالد بن سفیان کے قتل کے لئے بھیجا تھا تو آپ نے اسی طرح نماز عصر اشارے سے ادا کی تھی ان (ابوداؤد) پس اس میں جناب باری نے اپنے بندوں پر بہت آسانی کر دی اور جو جو چاہا کر دیا۔

مسلمو خوف ایک رکعت پڑھنی بھی آتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان کی ضرر کی حالت میں چار رکعت فرض کی ہیں اور سڑکی حالت میں دو اور خوف کی حالت میں ایک (مسلم) امام احمدؓ فرماتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب بہت زیادہ خوف ہو۔ جابر بن عبداللہؓ اور بہت سے دوسرے بزرگ مسلمو خوف ایک رکعت بتاتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں باب بائعہ حائے کے فتوحات قلعہ کے موقع پر اور دشمن کی نہ بھیڑ کے موقع پر نماز ادا کرنا لازمی فرماتے ہیں اگر فتح قریب آگئی ہو اور نماز پڑھنے پر قدرت نہ ہو تو ہر شخص اپنے طور پر اشارے سے نماز پڑھ لے۔ اگر اتنا وقت بھی نہ ملے تو تاخیر کریں۔ یہاں تک کہ لڑائی ختم ہو جائے اور پھر لیکن نصیب ہو تو دو رکعتیں ادا کر لیں ورنہ ایک رکعت کافی ہے لیکن صرف عجیب کہ لینا کافی نہیں بلکہ تاخیر کر دیں یہاں تک کہ امن ملے۔

کھول بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں مسرہ قلعہ کی لڑائی میں میں بھی فوج میں تھا تب مسروقؓ کے وقت تھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی انہیں وقت ہی نہ ملا کہ ہم نماز ادا کرتے غروب دن چڑھے اس دن ہم نے کج کی نماز پڑھی۔ اگر اس نماز کے بدلے میں مجھے دیا اور جو کچھ اس میں ہے مل جائے تاہم میں خوش نہیں ہوں۔ اس کے بعد حضرت امام احمدؓ شیںؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں ہے کہ جنگ فتنہ میں سورن غروب ہو جائے تک آنحضرت ﷺ مصر کی نماز نہ پڑھ سکے۔ پھر دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے جب اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کوئی قریحہ کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی بھی نہ قرطہ سے ورنہ نماز عصر نہ پڑھے۔ اب جب کہ نماز عصر کا وقت آیا تو بعضوں نے تو دوپہر پڑھ لی اور کہا کہ مطلب حضور ﷺ کا یہ تھا کہ ہم





کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا اور ہزاروں کی تعداد میں تھے، اور ان کے دوسرے اپنے گھروں سے نکل کر آئے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا  
 ہر جاہل اور کفریہ راہ کو روک دیا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں پر اپنے فضل والا ہے۔ لیکن ان کا کلام ہر شخص کے دل میں اٹھ گیا اور ان میں جھگڑا کرنے ہمارا اور جان لوگ اللہ  
 تعالیٰ سننا بہا کر رہے۔ یہاں بھی کوئی بے جا کہہ نہ سکتا تھا کہ انہیں قرض دے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا صاحب کار و مقرر ہے اللہ ہی تعالیٰ اور کثرت کی کرتا ہے۔ اور  
 سب اسی کی طرف لوٹنے چاہئے۔

زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اہل جہنم میں نہ ہوا اور وہاں سے نہ نکلتا انہیں وہاں سے فرماتے ہیں یہ  
 لوگ چار ہزار تھے ایک اور روایت میں ہے کہ آٹھ ہزار تھے بعض لوگ کہتے ہیں بعض چالیس ہزار کہتے ہیں بعض تیس ہزار  
 کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں یہ لوگ اور وہاں ہزاروں ہزار ہستی کے تھے جو واسطہ کی طرف سے۔ بعض کہتے ہیں اسی ہستی کا ہم درمات تھے یہ  
 لوگ طاعون کے مارے اپنے شہر کو چھوڑ کر بھاگے تھے ایک ہستی میں جب پہنچے وہیں اللہ کے حکم سے سب مر گئے انہیں سے ایک نبی کا  
 وہاں سے گزر ہوا ان کی دعوت اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر زندہ کر دیا۔ بعض کہتے ہیں ایک چھوٹا سا صاف ہوا اور اگلے پہ فضا میدان میں  
 ٹھہرے تھے اور وہ فرشتوں کی بیچ سے جا کر آئے تھے جب ایک نبی سے گزر چکی ان کی زبان کا پتہ نہ ہو گیا اس جگہ پہنچتے ہیں کہ جب  
 فرشتوں نے ان کی ایک ہی وہاں سے نکلے انہوں نے دعائی اور اللہ تعالیٰ نے قول فرمایا اور تمہارا کہ تم کو اسے بوسیدہ و مڑا اور تعالیٰ تمہیں حکم  
 دیتا ہے کہ تم سب حق ہو جاؤ۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنے حق کا اصرار کیا پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گیا کہ تم لوگ اسے بڑے اللہ تعالیٰ  
 فرماتے کہ تم گوشت پوست و کھن پھٹے ہو گئے اور چنانچہ اللہ کے اس نبی کے دیکھتے ہوئے یہ بھی ہو گیا۔ پھر آواز لگائی کہ اسے دو جو  
 اللہ تعالیٰ کا تمہیں حکم ہو رہا ہے کہ ہر ہزاروں اپنے حق پر قائم رہیں۔ چنانچہ یہ سب جس طرح ایک ساتھ رہے۔ اسی طرح ایک  
 ساتھ رہے اور بے ساختہ ہی ان زبان سے نکلا ﴿مُذِیٰلَکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ﴾ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
 دلیل ہے قیامت کے دن اسی حکم کے ساتھ وہاں رہی اٹھنے کی۔ پھر فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بھاری فضل و کرم ہے کہ وہ  
 زبردست محسوس نکالیں اپنی قدرت قادر و باری و باری ہے لیکن ہزاروں کے بھی لوگ نافذ رہے اور بے فکر رہے۔ اس سے معلوم ہوا  
 کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور جانے پاتا نہیں۔ یہ لوگ وہاں سے بھاگے تھے اور زندگی کے فراموش تھے تو اس کے خلاف مذہب آیا اور فوراً  
 جاگ ہو گئے۔

مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ شام کی طرف چلے اور سرخا میں پہنچے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ  
 وغیرہ سرداران لشکر نے ان کو خبر دی کہ شام میں آج کل ایسا ہے۔ چنانچہ اس میں اختلاف ہوا کہ اب وہاں جاؤ کہ نہ جائیں۔ بالآخر  
 حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جب آئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جب وہ کسی جگہ آئے اور تم کسی جگہ وہاں  
 کی خبریں نہ سناؤ تو اس حالت میں جہاد بھی مت۔ حضرت فاروقؓ نے یہ سن کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر وہاں سے واپس چلے گئے۔  
 (بخاری و مسلم) ایک اور روایت میں ہے کہ یہ اللہ کا مذہب ہے جو اچھی امتوں پر ڈالا گیا تھا۔

پھر فرمایا جس طرح ان لوگوں کا یہاں انہیں موت سے نہ بچا۔ اسی طرح جہاد سے منہ موڑنا بھی بیکار ہے۔ اصل اور رزق  
 دونوں قسمت میں مقرر ہو چکے ہیں رزق کی وجہ سے کئے موت نہ پہلے آئے نہ پیچھے آئے۔ اور جگہ ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ سے رک  
 کر رخصت گئے ہیں اور اپنے ساتھیوں سے بھی کہتے ہیں کہ یہ بھلائی شہدائی طرح ہے تو اسے نہ جانتے ہیں نہ کہو کہ وہاں  
 جانوں سے بھی تو موت ہو جائے اور تم چلے۔ اور جگہ ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں اسے اللہ ہم پر لڑائی کیوں لکھدی کیوں نہ ہمیں ایک وقت  
 تک فرصت دی جس کے جواب میں فرمایا کہ مہربان رہنا یہ بھی موت کے سامنے بیچ ہیں۔

اس موقع پر اسلامی لشکروں کے زبٹ سردار اور بہادروں کے پیشوا اللہ کی حمد اور اسلام کے پشت پناہ ابو سلیمان خالد بن









ان کے گئے تھے انھیں پھر کہا کہ ان کی بادشاہت کی طاری لاشائی یہ ہے کہ تمہارے پاس دو صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے جو بھی ہے اور آل موسیٰ اور آل ہارون کا بھی ترکہ ہے۔ فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے۔ یقیناً یہ تمہارے لئے کھلی دھنیں ہے اگر تم ایمان لاؤ۔

تاہوت سیکندہ اور اسکی تفصیل: نبی (توحید یا مسعود) علیہ السلام فرمادے ہیں کہ طاہوت کی بادشاہت کی پہلی برکت اسی علامت ہے کہ کھوپڑیاں تاہوت سیکندہ تمہیں ملتی ہیں جس میں وقار و عزت و دل بھی اور حالات و رفت و رست ہے جس میں اللہ کی نشان دہی ہیں جنہیں تم بخوبی جانتے ہو۔ بعض کا قول ہے کہ سیکندہ ایک سونے کا طوطا تھا جس میں انبیاء علیہم السلام کے دل وضع کیے جاتے تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا تھا اور جس میں آپ نے قرأت کی تھیں اور رکھی تھیں۔ کسی نے کہا اس کا منہ بھی تو جیسے انسان کا منہ ہوتا ہے اور راع بھی تھی ہوا بھی تھی اور سر تھے۔ دو پر تھے اور دم بھی تھی۔ وہ بپ کہتے ہیں مرد وہ بلی کا سر تھا۔ جب وہ تاہوت میں ہوا تو انہیں نصرت کا یقین ہو جا تا اور لڑائی میں فتح ہو جاتی۔ یہ قول بھی ہے کہ یہ ایک روح تھی اللہ کی طرف سے جب بھی نبی اسے اسل میں کوئی اختلاف نہ تھا کسی بات کی اطلاع نہ ہوتی تو وہ کہہ با کرتی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون کے درشتے کے باقی حصے سے مراد لکڑی اور تورا کی تختیاں اور من کا گوشت ان کے پیڑے اور جوتی ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرشتے آسمان و زمین کے درمیان اس تاہوت کو اٹھائے ہوئے سب لوگوں کے سامنے لائے اور حضرت طاہوت بادشاہ کے سامنے لا کر کہا اس تاہوت کو ان کے ہاں رکھ کر انھیں نبی کی نبوت اور طاہوت کی بادشاہت کا یقین ہو گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ گھائے کے اوپر ایک ایک شخص کہتے ہیں کہ کھارے جب یہ وہاں پر غلبہ پلا تو تاہوت سیکندہ کو ان سے چھین لیا اور ارمیاہ سے لگے اور اپنے بڑے رت کے پیچے رکھ دیا۔ جب اللہ کو اسے وہاں سے اسل تک پہنچانا تھا وہ کھارے کو جب بت مانے میں گئے تو دیکھا کہ بت پیچے ہے اور تاہوت اوپر ہے انہوں نے پھر بت کو اوپر کر دیا لیکن وہ سری سچ دیکھا کہ پھر وہی معاملہ ہے انہوں نے پھر بت کو اوپر کر دیا۔ مگر جب گئے تو دیکھا کہ بت ایک طرف لوٹا چھوٹا پڑا ہے۔ تو یقین ہو گیا کہ یہ قدرت کے کرشمے ہیں چنانچہ انہوں نے تاہوت کو یہاں سے اٹھا کر کسی اور چھوٹی سی جگہ میں جا کر رکھ دیا وہاں ایک وہابی چاری چکی آخری امر اسل کی ایک عورت نے جو وہاں قید تھی انھیں کہا اسے وہاں سے اسل کو پہنچا دو تو انھیں اس سے نجات ملے گی ان لوگوں نے دو گائیوں پر تاہوت کو لا کر گریبی امر اسل کے شریک طرف بھیج دیا پھر کے قریب پہنچ کر کایں تو رسیاں توڑ کر بھاگ گئیں۔ اور تاہوت وہاں رہا جسے نبی امر اسل لے آئے بعض تو کہتے ہیں وہ نوجوان اسے پہنچانے نہ آئے۔ (لیکن الفاظ قرآن میں یہ موجود ہے کہ اسے فرشتے اٹھا لیں گے مترجم یہ بھی لکھا گیا ہے کہ یہ فلسطین کی بیسیوں میں سے ایک کشتی میں تھا جس کا نام اردو تھا۔ پھر فرماتا ہے میری نبوت کی دلیل اور طاہوت کی بادشاہت کی دلیل یہ بھی ہے کہ تاہوت فرشتے پہنچا جائیں گے اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہو۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ امْتَضَىٰ وَشَرِبَ لَا يَخْلُفُ أَمَّا الَّذِي فَتَىٰ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ اتَّخَذَ اللَّهُ مُلُوكًا لِّمَنْ يُؤْمِنُ أَتَمَنَّا الْأُنثَىٰ وَالْجُنُودَ لِمَنْ يَكْفُرُ بَلَاءُ اللَّهِ ۚ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِطَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْكُوا اللَّهُ لَمْ يَمْسَسْهُمْ قُرْآنُ اللَّهِ مِن قَبْلِهِ وَتَلَا فَمَنْ أَكْثَرُ بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ

جب حضرت طاہوت و لقہوں کو لے کر نکلے تو کہا سنا اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نبر سے آزمائے والا ہے جس نے اس میں پی لیا وہ سچا نہیں اور جو اس نے چھوے وہ میرا ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھرے لیکن سوائے چند کے باقی سب نے وہ پی پی لیا انصرت طاہوت ایمانداروں سمیت جب نبر سے گزرے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ حق تو ہم میں طاہوت نہیں کہ طاہوت ہمارے ہے لقہوں نے اس میں لیا انہی کی طاہوت پر یقین رکھتے والوں نے کہا براہ طاہوت چھوئی اور تھوڑی سی عافیتیں پی لی اور بہت سی بھارتوں پر اللہ کے حکم سے تلخ پانی چن لیا اللہ تعالیٰ میرا وہاں کیسا ٹھہ ہے۔

حضرت طاہوت کے لشکر کا امتحان: اب واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ جب ان لوگوں نے طاہوت کی بادشاہت تسلیم کر لی اور وہ انہیں لے کر جہاد کو چلے۔ حضرت سعدیؒ کے قول کے مطابق ان کی تعداد اسی ہزار تھی۔ راستے میں طاہوت نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نبر کے ساتھ آزمائے والا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق یہ نبر لدون لار لمطین کے درمیان تھی۔ اس کا نام نبر الشراہید تھا۔ طاہوت نے انہیں ہوشیار کر دیا کہ اس نبر کا پانی کوئی نہ پئے اگر پی لے گا تو میرے ساتھ نہ پئے۔ ایک آدھ ٹھونڈا کر کسی نے پی لیا تو کچھ حرج نہ کیا۔ لیکن جب وہاں پہنچے جاس کی شدت تھی نبر پر جھک پڑے اور خوب پیت پھر کہانی پی لیا مگر کچھ لوگ ایسے پختہ ایمان والے بھی تھے کہ جنہوں نے نہ پیا مگر ایک چلو بھر بھول حضرت ابن عباسؓ کے ایک چلو پینے والوں کی تو پیاس بھی کچھ تھی اور وہ جہاد میں شامل رہے لیکن خوب پیت پھر کر پینے والوں کی نہ تو پیاس بھی نہ وہ قابل جہاد رہے۔ سعدیؒ فرماتے ہیں۔ اسی ہزار میں سے چھتر ہزار نے پانی پی لیا صرف چار ہزار آدمی حقیقی فرما تھے اور باقی۔

حضرت ہر او بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ اصحاب عمرؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بدر کی لڑائی والے دن ہماری تعداد اتنی ہی تھی جتنی تعداد حضرت طاہوت بادشاہ کے اس فرما تھو دار لشکر کی تھی جو آپ کے ساتھ نبر سے پار ہوا تھا۔ یعنی تین سو تیرہ وہاں سے پار ہوتے ہی ہزاروں کے چھکے جھوٹ گئے اور کہاوت بڑا لالہ پاتا ہے انہوں نے جہاد سے الٹا کر دیا اور دشمنوں کی زیادتی نے ان کے حوصلے توڑ دیے صاف جواب دے بیٹھے کہ آج تو ہم طاہوت کے لشکر سے لڑنے کی طاہوت اپنے میں نہیں پاتے۔ گو سر فروش مجاہد علماء کرام نے انہیں ہر طرح ہمت بندھوائی اور دعا کیے فرمایا کہ قتل و کفر پر تم موقوف نہیں میرا ایک نیک پر ضرور اللہ کی مدد ہوتی ہے۔ پارہا پیا ہوا ہے کہ معنی پھر لوگوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو نچوڑ کھلیا ہے تم میری طبیعت میں اشتغال اور غم نہ ٹھو اللہ کے وعدوں پر نظر کریں رکھو اس نبر کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دے گا لیکن جہاد میں ان کے سرداروں نے نہ گمانے اور ان کی بڑائی دور نہ ہوئی۔

وَلَمَّا بَرَزُوا لِلْجَالُوتِ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا آفِرْغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَاتَّهَ اللَّهُ الْمَلِكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَيْهِ مِمَّا يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ • تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَنْتَلُوهَا عَلَيْكَ بِالنُّصْحِ وَلِلَّهِ الْمَرْسِلِينَ •

جب ان کا جہاد اور اس کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے دعا مانگی کہ اے پروردگار! ہمیں صبر دے جس سے قہر نہ آئے اور قوم نکارہ پر جاری نہ فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم سے انہوں نے طاہوتیوں کو ہر پاوار اور حضرت داؤدؑ کے ہاتھوں طاہوت قتل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے داؤدؑ کو ملکات و شکست اور

۱۱۱۔ جوشنہ کی لائیکہ تمنا ہے کہ وہ تو کرب سے بھی بڑھ کر کرب میں ہے۔

[illegible][illegible]

والحمد لله • تم بحمد الله • ١٤٢٨هـ - ١٤٢٩هـ

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ  
بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَاتَّبَعَ ابْنُ مَرْيَمَ الْبَيْتَ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ وَ  
لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَفْتَكَلْنَا الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَلَكِنْ  
اخْتَفَتُوا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلَكِنْ اللَّهُ  
يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ

وہاں جن نبیوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر ترجیح دی ہے۔ ان میں سے کئی کو اللہ نے کلام کیا اور بعض کی درجہ بڑھا دیا۔ اور عیسیٰ بن مریم کو بیت المقدس کی طرف بھیج دیا اور اس کو روح القدس سے مدد دی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والوں کو بھی ایسی ہی آیتیں بھیجتا۔ لیکن وہ لوگ اپنے آپ کو چھپ گئے۔ ان میں سے کچھ ایمان لائے اور کچھ کفر کیا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو آپس میں نہ لڑنے دیتا۔ لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

انبیاء کے درجہ اور اطہر اور ان کی تعظیم ان کی بیعت پر اور ان کے رسولوں میں سے کئی کو اللہ نے کلام کیا اور بعض کی درجہ بڑھا دیا۔ اور عیسیٰ بن مریم کو بیت المقدس کی طرف بھیج دیا اور اس کو روح القدس سے مدد دی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے بعد والوں کو بھی ایسی ہی آیتیں بھیجتا۔ لیکن وہ لوگ اپنے آپ کو چھپ گئے۔ ان میں سے کچھ ایمان لائے اور کچھ کفر کیا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو آپس میں نہ لڑنے دیتا۔ لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔



ﷺ فرماتے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جس نے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری بیعت ہے اس کی زبان ہوگی اور جو نہ ہوگی اسے اور یہ پادشاہ حقیقی کی تقدس بیان کرنے کی اور عرش کے پایہ سے لگی ہوئی ہوگی۔ (مسند احمد) صحیح مسلم شریف میں بھی یہ حدیث ہے لیکن یہ پچھلا قسیدہ جلد اس میں نہیں ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میرے ہاں کجور کی ایک پوری تھی میں نے دیکھا کہ اس میں سے کجوریں روز بروز گھٹ رہی ہیں ایک رات میں جاگتا ہوا اور اس کی گھبائی کہ جا رہا ہے میں نے دیکھا کہ ایک جالور مثل جالور ان کے لڑکے کے آیا میں نے اسے سلام کیا اس نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے کہا تو انسان ہے یا جن؟ اس نے کہا میں جن ہوں۔ میں نے کہا تو اپنا ہاتھ تودے۔ اس نے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے اپنے ہاتھ میں لیا تو کہتے جیسا ہاتھ تھا اور اس پر کتنے جیسے ہی ہاں بھی تھے میں نے کہا کیا جنوں کی بیعت انساں کی ہے؟ اس نے کہا تم جانتے میں سب نے زیادہ قوت والا میں ہی ہوں میں نے کہا بھلا تو میری بیعت چاہتے ہیں یا نہیں؟ اور ہو گیا؟ اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ تو صدق کو پسند کرتا ہے ہم نے کہا پھر ہم کیوں غروہم؟ میں نے کہا تمہارے شر سے بچانے والی کو کبھی بیعت ہے؟ اس نے کہا آیت انگری صبح کو جب میں سرکار محمدیؐ میں حاضر ہوا تو میں نے رات کا سارا اللہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا غیبت سے یہ بات تو باطل کی کئی (ابوہریرہ) کہا جہیز کے پاس آپ ﷺ کے تو ایک شخص نے کہا حضور ﷺ قرآن کی آیت کو کبھی بہت بڑی ہے؟ آپ ﷺ نے یہی آیت انگری پڑھ کر سنائی (طبرانی) آپ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہؓ میں سے ایک سے پوچھا کیا تم نے کلام کر لیا؟ اس نے کہا حضرت امیر سے پاس مال نہیں اس لئے کلام نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا قل ھو اللہ کہ یاد نہیں اس نے کہا وہ تو یاد ہے۔ فرمایا پھر قرآن تو یہ ہو گیا۔ کیا قل ھو اللہ الکھفون؟ یاد نہیں؟ کہا ہاں وہ بھی یاد ہے۔ فرمایا پھر قرآنی قرآن یہ ہو یا پھر چھوٹا؟ اذھا زلزلت؟ یہ بھی یاد ہے کہا ہاں فرمایا پھر قرآنی قرآن یہ ہو یا کیا؟ اذھا جاء نصر اللہ؟ یہ بھی یاد ہے کہا ہاں فرمایا پھر قرآنی یہ کیا آیت انگری یاد ہے؟ کہا ہاں فرمایا پھر قرآنی قرآن یہ ہو (مسند احمد) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے میں آکر بیٹھ گیا آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے نماز پڑھ لی میں نے کہا کہ نہیں فرمایا پھر نماز پڑھ لو اگر لو میں نے نماز پڑھی پھر آکر بیٹھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوہریرہؓ شیطان انسانوں اور جنوں سے پتو مانگ میں نے کہا حضورؐ انساں شیطان بھی ہوتے ہیں فرمایا ہاں میں نے کہا حضورؐ نماز کی نسبت کیا ارشاد ہے فرمایا وہ سر ہر خیر ہے جو چاہے تم صبر لے جو چاہے زیادہ میں نے کہا حضورؐ اروزہ؟ فرمایا نکات کرنے والا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادتی ہے میں نے کہا صدق فرمایا بہت زیادہ اور بڑھ چھ کر بدلہ دلو اسے والا میں نے کہا سب سے افضل صدق کو سنا ہے؟ فرمایا ہم ملے والے کا ہمت کرنا پوچھ لیں گے سے جن کی امتیاز پوری کرنا میں نے سوال کیا سب سے پہلے نبی کون ہیں فرمایا حضرت آدمؑ میں نے کہا وہ نبی تھے؟ فرمایا نبی اور اللہ سے ہم کلام ہونے والے میں نے پوچھا رسولوں کی تعداد کیا ہے؟ فرمایا سوا کچھ اور دس بہت بڑی جماعت۔ ایک روایت میں سو پندرہ کا لکھتے ہیں۔ میں نے پوچھا حضور ﷺ آپ سے سب سے زیادہ بزرگی والی آیت کو کبھی اتری ہے؟ فرمایا آیت انگری قل لا الہ الا ھو الحی القيوم (مسند احمد) حضرت ابوعبید اللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ میرے خزانہ میں سے جہاں چاہے کر لے جایا کرتے تھے میں نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا جب تو اسے دیکھے تو کہنا بسم اللہ اچھی رسول اللہ ﷺ وہ آیا میں نے یہی کہا اور چلا لیا اس نے کہا میں اب نہیں آؤں گا پھر اسے چھوڑ دیا میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا میرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا میں نے اسے کسے چلا لیا تھا لیکن اس نے وہ دم کیا کہ اب پھر نہیں آؤں گا آپ ﷺ نے فرمایا وہ پھر بھی آئے گا۔ میں نے اسے اسی طرح دیکھ دیا اور اقرار لے لے کر چھوڑ دیا میں نے حضور ﷺ سے ذکر کیا اور آپ ﷺ نے یہ وہ دم بھی فرمایا کہ وہ پھر بھی آئے گا آخر میرے میں سے کیا اب میں تھے نہ چھوڑاں گا اس نے کہا چھوڑ دے میں تھے ایک ایسی بیعت انساں کا کہ کوئی جن اور شیطان میرے پاس بھی نہ آسکے۔ میں نے کہا اچھا بتاؤ کہ وہ آیت انگری ہے۔ میں نے آخر حضور ﷺ سے ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا اس نے کیا وہ وہ نہ آیا (مسند احمد) صحیح بخاری میں کتاب







انہوں نے کہا کہ عالمی ادارہ صحت کے مطابق ہرپس کے حملے سے بچنے کے لیے ویکسینیں بنائے جائیں۔

کونجی کے بارے میں ’قصص عوام و خلف‘ میں ’مہر و محنت‘ کے جملہ افسانوں میں ’مہر و محنت‘ ہے۔ یہ ایک ناول ہے۔

[illegible][illegible]

لَا اِكْرَاهُ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمَرْ

# مِنْ يٰۤاِهْلَ الْكِتٰبِ فَقَدْ اَسْمَسَكُمُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى الّٰى اُنْفِصَلُ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں سیدھی راہوں پر رہو اور روشن ہو چکی ہو تمہیں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں سے اللہ کے لئے تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تم پر لپکا ہو بھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سنتے والا جانتے والا ہے۔

اسلام میں داخل کرنے کے لئے جبر نہ کرنا: یہاں یہ بیان ہو رہا ہے کہ کسی کو جبراً اسلام میں داخل نہ کرو۔ اسلام کی حقانیت واضح اور روشن ہو چکی اس کے دلائل وبراہین بیان ہو چکے پھر کسی پر جبر اور زبردستی کرنے کی کیا ضرورت؟ اے اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا جس کا سینہ نکلا ہو اول روشن اور آنکھیں چلا ہوں گی دو تھوڑے بخود اس کا دل و شیعہ ابو جہل کا دل والے ہیرے کاٹوں والے پھوٹی آنکھوں والے اس سے دور رہیں گے پھر انہیں اگر جبراً اسلام میں داخل بھی کیا تو کیا فائدہ کسی پر اسلام کے قبول کرانے کے لئے جبر اور زبردستی نہ کرو۔ اس آیت کا نشان نزول یہ ہے کہ حدیث کی مشرک عورتیں جب انہیں اولاد نہ ہوتی تھی تو نہ رمانی تھیں مگر ہمارے پاس اولاد ہوتی تو ہم اسے یہود بنادیں گے یہودیوں کے سپرد کریں گے اسی طرح ان کے بہت سے بیٹے یہودیوں کے پاس تھے جب یہ لوگ مسلمان ہوئے اور دین اللہ کے انصار بنے تو اصر یہودیوں سے جنگ ہوئی اور آخر ان کی اندرونی سازشوں اور فریب کاریوں سے نہایت پانے کے لئے سرور و سرگن نے یہ حکم جاری فرمایا کہ اپنی نصیر کے یہودیوں کو بھلاؤ ظن کر دیا جائے اس وقت انصار یوں نے اپنے بیٹے جو ان کے پاس تھے ان سے طلب کیے تاکہ انہیں اپنے اثر سے مسلمان بنالیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جبر اور زبردستی نہ کرو۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ انصار کے قبیلے بنو سالم بن عوف کا ایک شخص حسینی نامی تھا جس کے دو لڑکے نصرانی تھے اور خود مسلمان تھا اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک بار عرض کیا کہ مجھے ایذا دہی ہمارے کہ میں ان لڑکوں کو جبراً مسلمان بناؤں ایسے تو وہ یہودیت سے بنتے نہیں اس پر یہ آیت اتری اور ممانعت کر دی اور روایت میں اتنی روایت بھی ہے کہ نصرانیوں کا ایک قافلہ ملک شام سے تجارت کے لئے کشش نکلا آیا تھا جن کے ہاتھوں یہ دونوں لڑکے نصرانی ہو گئے تھے جب وہ قافلہ چلنے لگا تو یہ بھی چلنے سے تیار ہو گئے ان کے باپ نے حضور ﷺ سے یہ ذکر کیا اور کہا اگر آپ ﷺ اہانت دیں تو میں انہیں اسلام لانے کے لئے کچھ تعقیف دوں اور جبراً مسلمان بناؤں ورنہ پھر آپ کو انہیں واپس لانے کے لئے اپنے آدمی بھیجے پڑیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی حضرت عمرؓ کا کلام اس وقت نصرانی تھا آپ اس پر اسلام پیش کرتے دو اظہار کرتا آپ کہہ دیتے کہ خیر تیری مرضی اسلام جبر سے روکتا ہے۔ علماء کی ایک بڑی ہمت کا یہ خیال ہے کہ یہ آیت ان اہل کتاب کے حق میں ہے جو خود تہذیب و تمدن اور خود انجیل سے پہلے دین منجلی اختیار کر چکے ہیں جب کہ وہ جزیرہ پر مشامند ہو جائیں۔ بعض اور کہتے ہیں کہ آیت قبل سے اسے منسوخ کر دیا تمام انسانوں کو اس پاک دین کی دعوت دین ضروری ہے اگر کوئی انکار کرے اور مسلمانوں کی ماضی بھی اختیار کرے نہ جزیہ دینا قبول کرے تو جنگ مسلمان اس سے جہاد کریں گے جیسے اور جگہ ہے چاہے مستحقون اہل قوم یا مغربہ تھیں اس قوم کی طرف بلایا جائے گا جو بڑی لڑاکا ہے یا تو ہم اس سے لڑا دے یا وہ اسلام لائیں گے اور جگہ ہے اسے نبی اکراموں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کر اور جگہ ہے ایمانداروں اپنے اس پاس کے کفار سے جہاد کر ہمیں وہ سختی پائیں اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ مشفقوں کے ساتھ ہے صحیح حدیث میں ہے حیرے رب کو ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہشت کی طرف تھپتھپے جاتے ہیں یعنی وہ کفار جو میدان جنگ سے قیدی ہو کر طوق و سلاسل پہنا کر عیسائی لائے جاتے ہیں پھر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور ان کا ظاہر باطن اچھا ہو جاتا ہے اور وہ ہشت کے لائق بن جاتے ہیں۔ منہ اللہ کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص سے حضور ﷺ نے فرمایا مسلمان ہو جا اس نے کہا حضرت امیر اول نہیں مانتا آپ ﷺ نے فرمایا گو دل نہ چاہتا ہو۔ یہ حدیث صحابی ہے یعنی آنحضرت ﷺ تک اس میں صرف تین راوی ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ آپ ﷺ نے اسے مجبور کیا مطلب یہ ہے کہ تو















[illegible][illegible]

الَّذِينَ يُتَّقُونَ أَهْلَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبَعُونَ مَا اتَّفَقُوا عَلَيْهِ وَلَا آدَى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذَى ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَلِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَطْلُوْا أَسَدًا بَيْنَكُمْ بِالسَّيْفِ ۚ وَالَّذِي كَذَّبَ يَتَّقِ مَا لَا يَرْفَعُ رَأْيَ النَّاسِ ۖ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ شَرَابٌ فَلَمَّاسُهُ ۚ وَاهِلٌ فَمَكَرَ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ ۚ وَمَتَا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ



[illegible]

وَمِثْلَ الَّذِينَ يَنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَيُؤْتِيَنَّهُم مِّثْلَ حَاشِئِهِمْ  
جَنَّةُ بَرٍّ نَوَّاصٍ بَاوِلٍّ فَاتَتْ أَكْثُهَا ضَعْفَيْنِ فَإِنْ لَمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطُلُقَ  
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

اگر کوئی شخص اپنے دل سے اللہ کی خاطر کسی اور شخص کو فائدہ پہنچانے کے لیے کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا۔

[illegible]

يُؤْذِحُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِمَّنْ فُتِّحِيلَ وَأَعْدَابُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا  
الْأَنْهَارُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا  
الْإِصْرُ فِيهِ إِذَا فَاخَرَتْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ

[illegible][illegible]





عبادت کے قابل نہیں وہی تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اس کے سوا کوئی کسی کی پرورش نہیں کر سکتا۔ حدیث میں ہے کہ ایک چوکا شیطان بنا رہا ہے اور ایک توفیق کی راہ پر فرشتہ کر رہا ہے شیطان تو شرارت پر آمادہ کرتا ہے اور حق کے بھٹاتے پر اور فرشتہ نیکی پر اور حق کی تصدیق پر جس کے دل میں یہ خیال آئے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جس کے دل میں وہ وسوسہ بیجا ہو وہ غفلت پر ہے پھر حضور ﷺ نے آیت الشیطان بجاوت فرمائی (ترجمہ)۔

یہ حدیث عہد اللہ بن مسعود سے موقوف بھی مروی ہے مطلب آیت گریز کا یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے شیطان روکتا ہے اور دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ اس طرح فقیہ ہو جائیں گے اس ایک کام سے روک کر چرے میں مانع اور بکاروں کی قیمت دلاتا ہے۔ گناہوں پر لاپرواہیوں پر غم بکاروں پر اور مخالفت حق پر آگاہا ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس کے برخلاف قسم دیتا ہے کہ خرچ فی سبیل اللہ سے بچو نہ روکو اور شیطان کی دھمکی کے خلاف وہ فرماتا ہے کہ اس صدقہ کے باعث میں تمہاری شیطان کو بھی مدد دلاؤں گا اور جو تم کو فقیہ بنائے گا وہ اللہ تعالیٰ کی دھمکی کے مقابلہ میں تم کو اپنے فضل کا یقین دلاؤں گا۔ مجھ سے زیادہ کریم اور کریم فضل و کرم اس کا پادار و وسیع ہو گا اور انجام کار کا ہم بھی سمجھتے زیادہ اچھا ہے حاصل ہو سکتا ہے۔

حکمت کا مفہوم : حکمت سے مراد یہاں پر قرآن کریم اور حدیث مبارکہ کی پوری مہارت ہے جس سے مباح منہوع حکم و تقاضا مقدم موخر محال حرام کی اور مثلاً کی معرفت حاصل ہو جائے۔ پڑھنے کو تواتر ہے نہ اچھا نہ بھلا ہے لیکن اس کی تفسیر اور اس کی سمجھ وہ حکمت ہے جسے اللہ چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے وہ اصل مطلب کو پائے اور بات کی توجہ پہنچ جائے اور زبان سے اس کا صحیح مطلب دلاؤں اور اس کا علم صحیح سمجھ اسے مطابقت اللہ تعالیٰ کا اور اس کے دل میں ہو۔ پتا چلے ایک مرفوع حدیث بھی ہے کہ حکمت کا سر اللہ تعالیٰ کا ہے ایسے لوگ بھی ہیں جو دنیا کے علم کے بارے میں برادر ہر امر دنیوی کو حکمت دینی سے سمجھتے ہیں لیکن دین میں باقی اللہ ہے اس لیے لوگ بھی ہیں کہ دینی میں علم کم اور دین میں لیکن علوم شرعی میں بہت باور ہیں پس یہ ہے وہ حکمت جو اللہ نے اسے دی اور اسے اس سے محروم نہ کیا۔ اللہ ہی کہتے ہیں کہ یہاں حکمت سے مراد نبوت ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے وہ حکمت کا لفظ ان تمام چیزوں کو شامل ہے اور نبوت بھی اس کا اہل اور بہترین حصہ ہے اور اس سے باقی خاص چیز ہے جو انبیاء کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ان کے تابع فرمان کو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے محرومی نہیں۔ سچی اور اچھی سمجھ کی دولت ہے یہ بھی مالا مال ہوتے ہیں۔ بعض احادیث میں ہے کہ جس نے قرآن کریم کو حفظ کیا اس کے دونوں بازوؤں کے درمیان نبوت چڑھ کر وہ صاحبِ وحی نہیں لیکن دوسرے طریقے سے کہ وہ ضعیف ہے بقول ہے کہ یہ حضرت عہد اللہ بن عمرو کا پتا قول ہے۔ منہ کی حدیث میں ہے کہ قابلِ رفق صرف وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ سے مال دیا اور اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت دی اور ساتھ ہی اسی کے ساتھ فیض کرتے اور اس کی تعلیم دینے کی توفیق بھی عطا فرمائی۔ وہ عطا و نصیحت اسی کو تلخ پہنچاتی ہے جو عقل سے کام لے سمجھ کر کلمات بات کو یاد رکھے اور مطلب پر نظر رکھے۔

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهَا وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤَنُّوْهَا الْفَقْرَاءُ فَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝

تم جتنا بھی خرچ کرو یعنی خیرات اور جو کچھ نہرو اللہ تعالیٰ بخلائی جائے۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ و پوشیدہ سنکھو گے تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کا بھی نکال دے گا اور اللہ تعالیٰ









کہ یہ اللہ حضرت ابو سعیدؓ کا ہے اس میں ہے کہ آپ نے مجھ سے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگوں سے کفار و کفر سے کاٹ دے گا اللہ تعالیٰ اسے آپ کا ساتر کرے گا اور جو ایک موقع رکھتے ہوئے سوال کرے گا وہ چٹ کر سوال کرنے والا ہے ان کی اونٹنی کا نام یا قوت تھا۔ ایک ایک موقع چالیس درہم کا ہوتا ہے چالیس درہم کے تقریباً نوے روپے ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ میں نے پاس سے پاس سے ہوائی کے لائق ہو چکا بھی دو سوال کرنے کی قیامت کے دن اس کے پیروں میں اس کا سوال رقم ہو گا اس کا منہ بھی ہوا ہو گا۔ لوگوں نے کہا حضرت اکتیاں ہیں جو تو ان فرمایا چالیس درہم یا اس کی قیمت کا سو ہے۔ حدیث ضعیف ہے۔ شام میں ایک قریبی تھے جنہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابو ذرؓ ضرورت مند ہیں تو میں سو اشرفیاں انہیں بھجوا دیں آپ انہوں نے فرمائے تھے اس اللہ کے بندے کو کوئی مشکین ہی نہیں ملتا ہے۔ سے پاس سے پاس سے چھوٹیں میں نے تو نبی اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ چالیس درہم جس کے پاس ہوں اور پھر سوال کرے تو وہ چٹ کر سوال کرنے والا ہے اور ابو ذرؓ کے گھر والے وادوں کے پاس تو چالیس درہم بھی ہیں چالیس بکریاں بھی ہیں اور دو عوام بھی ہیں ایک روایت میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ چالیس درہم ہوتے ہوئے سوال کرنے والا اٹل ہے اور وہ اللہ کے پاس رہتے ہیں پھر فرمایا تبارک سے صدقات کا اللہ تعالیٰ کو ہم پہ اور جب کہ تم لوگ محتاج ہو گے اللہ تعالیٰ اس وقت تمہیں اس کا بدلہ دے گا اس پر کوئی چیز بھی نہیں

دن رات خفیہ اطمانیہ اللہ کی راتوں میں فریخ کرنا۔ پھر ان لوگوں کی خبریں بھی ہیں جو بوقت اللہ کے فرمان کے مطابقت فریخ کرتے رہتے ہیں انہیں اجر ملے گا اور ہر خوف سے امان پائیں گے۔ ہاں بچوں کے کھانے پر بھی انہیں ثواب ملے گا جیسے بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ محمدؐ والے سال جب کہ آپ حضرت اعد بن ابی وقاص کی عیادت کو گئے تو یہ فرمایا ایک روایت میں ہے کہ چونکہ وہ ان سال فرمایا تو جو کچھ اللہ کی خوشی کیلئے فریخ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تیرے اور جات پہ جات لگا دیں تک کہ تو جراتی ہوئی تو کھائے پائے اس کے بدلے بھی مسند میں ہے کہ مسلمان طلب ثواب کی نیت سے اپنے ہاں بچوں پر بھی جو فریخ کرتا ہے وہ صدق ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول مسلمان مجاہدین کا وہ فریخ ہے جو وہ اپنے گھروں پر کرتے ہیں ان میں سے بھی بیکس مروی ہے حضرت جبرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے پاس چار درہم تھے جن میں سے ایک رو اللہ رات کو ایک دن کو ایک چشیدہ ایک ظہیر تو یہ آیت تری یہ روایت ضعیف ہے دوسری سند سے بھی مروی ہے اطاعت اللہ میں جو مال ان لوگوں نے فریخ کیا اس کا بدلہ قیامت کے دن اپنے پروردگار کے پاس لیں گے۔ خدا اور ہے غم یہ لوگ ہیں۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقْوَمُونَ إِلَّا كَمَا يَقْوَمُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَلْيُتْلِ فَلْيَمْسِكْ وَآمِرَ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

سو خود لوگ نہ کھڑے ہوں گے کھڑی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر کھینچتا ہے یہ ان لئے کہ یہ نہ کہتے تھے کہ یہ وہ بھی تو سود ہی کی طرح ہے اور اللہ نے یہ اور اعمال کیا اور سود اور جو شخص اپنے پاس اتنی ہوئی اللہ کی سمجھت میں ہے کہ کیا اس کے لئے وہ نہ کہتا اور اس کا کام اللہ کی طرف ہے اور جس نے پھر بھی کیا وہ بھی اپنے لئے لوگ بیٹھ ہی اس میں رہیں گے۔







یہ ایک گھور بھی خیرات کرے اسے اللہ تعالیٰ اپنے واسطے ہاتھ میں لیتا ہے پھر اسے پال کر بڑا کرتا ہے جس طرح تم لوگ اپنے چھڑوں کو پالتے ہو اور اس کا ثواب پہلے کے برائے بخاتا ہے اور پانچ بیج کے سوا وہ پانچ بیج کو قبول نہیں فرمائی ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کے پہلے کے برائے ثواب ایک گھور کا مقابہ ہے اور روایت میں ہے کہ ایک عقد مکمل اللہ کے ہر مکتا ہے جس عقد کو خیرات کیا کہ پھر فرمایا کہ کافروں اور منافقوں کی زبان اور اور فصل والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ صدقہ خیرات نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی وعدہ کی بولی زیادتی پر صبر و شکر نہ کرے مایہ دنیا بیع کرتے پھر میں اور بدترین اور خلاف شرع طریقوں سے کمائیاں کریں اور لوگوں کے مال باطل اور باحق کے ساتھ کھا جائیں یہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں ان کا جزا ہے اور کلمہ کاروں پر اللہ کا پتہ نہیں۔

پھر ان بندوں کی تعریف ہو رہی ہے جو اپنے رب کے احکام کی عطا آوری کریں مخلوق کے ساتھ سلوک و احسان کریں نمازیں قائم کریں اور تقویٰ رکھیں یہ قیامت کے دن تمام دکھ درد سے امن میں رہیں گے کوئی دکھ بھی ان کے دل پر نہ گزرے گا بلکہ وہ رب العالمین اپنے اہل ایمان و اکرام سے انھیں سرفراز فرمائے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۲۰﴾  
 فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ  
 أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿۲۱﴾ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ  
 وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۲﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى  
 اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۲۳﴾

ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو اگر تمہیں کہتے تھے ایماندار ہو لو اور اگر تمہیں کہتے تھے اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے  
 اوشیار ہو جاؤ ہاں اگر تو یہ کہو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے اور اگر کوئی غلی والا ہو تو اسے آسانی تک کی سہولت  
 دینی چاہئے اور معاملہ کر دینا تو بہت ہی بہتر ہے اگر تمہیں حکم ہو اور اس دن سے ڈرو جس میں تمہیں اللہ کی طرف لانا ہے ہاتھ جوڑو غرض کہ اس  
 کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا حکم اصل مال لے لو اور سود چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو تقویٰ کا حکم دے رہا ہے اور ان کاموں سے  
 روکتا ہے جن سے اس کی عداوت ہو اور دشمنی دور ہو جائے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا لٹا کر اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے  
 رہو اور جو سود تمہارا ہو گویا یہ بات ہے خبردار اگر مسلمان ہو تو اسے اب نہ لو بلکہ وہ حرام ہو گیا یہ آیت نازل ہوئی ہے نصیحت کے قبیلے نبی  
 محمد بن عمیر اور ابو مخزوم کے قبیلے ابو مخیر کے ہاں سے جاہلیت کے زمانہ میں ان کے سودی کاروبار تھے اسلام کے بعد وہ عمر و نے دو  
 مغیرہ سے اپنا سود طلب کیا اور انہوں نے کہا کہ اب ہم اسے اسلام لانے کے بعد لانا کریں گے آخر مجھ اور صاحبزادے صاحب بن اسیدؓ جو  
 مکہ مکرمہ کے نائب تھے انہوں نے نبی ﷺ کو یہ گفتگو یہ نصیحت یہ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے یہ کھسکا کر بھیج دی اور انہیں چھوڑنا  
 سوا لینا حرام قرار دیا پانچ سو تاجاب ہوئے اور اپنا سود باطل چھوڑ دیا۔ اس آیت میں زبردست وعید ہے ان لوگوں پر جو سودی حرمت کا علم  
 ہونے کے باوجود بھی اس پر ہتے رہیں۔























































تعالیٰ کے پاس ہے مگر کونسا ہے؟ واللہ العلیٰ عند اللہ الاموالہم بخیر صاحبک نے اپنے اہل میں فرمایا کہ شاید اس بارے میں کوئی حدیث  
 آئی ہوگی لیکن مجھ کو حاضر خدمت ہوا اور میں نے کیا کہ اگر یہ آیات تھی جو آپ اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے یا کیا ان کی نسبت  
 نہیں معلوم نہیں؟ اس نے کہا حضرت میں تو نہیں جانتا کہ آپ کی خدمت میں ہوں لیکن آپ نے حدیث بیان کی جس کی کہنے کے اللہ  
 کی قسم میں تو سال بھر تک بیان نہ کر سکتا تھا اب میں اس حدیث کے سننے کی خاطر سال بھر تک غیر ارادہ رہا کہ میں اس حدیث کو پڑھوں جب  
 سال کا کوئی چھوڑا تو میں نے کہا اے اللہ جو میں نے اپنا دھوکا انہوں نے کہا اچھا میں تجھ سے اور وہ اس نے حدیث بیان کی اس نے میرے لئے سنا  
 دو فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے پڑھنے والے کو کتابت کے دن لایا جائے گا اور اللہ عزوجل فرمائے گا میرے اس بندے  
 نے میرا جہد لیا ہے اور میں جہد کو پورا کر کے اس سے سب سے زیادہ ہوں میرے اس بندے کو جنت میں لے جاؤ

بمقام جہاد کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو حدیث اسام بن کوثر نے فرمائی ہے اسام ہر زمانے کے ذخیرہ کی ہے کی تاہم اس کی کتاب ہے  
 سب سے آخر و سب رسول کو نسخ کرنے والے ہمارے ذخیرہ حضرت محمد ﷺ ہیں آپ کی نبوت کے بعد سب راستے بند ہوئے اب جو  
 شخص آپ کی شریعت کے ساتھ کسی چیز پر عمل کرے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بندہ نہیں جیسے ہمارے جگہ ہے جو بعض شیخ غیر الاسلام  
 وینہ فتنہ بھٹل مٹھ چھوٹا اسلام کے ساتھ اور دین کی تلاش کرے وہ اس سے قبول نہیں کیا یہ نہ کا کسی طرف اس آیت میں دین کا  
 شہاد صرف اسلام میں کر دے حضرت ابن عباسؓ کی قراءت میں ہے شہدہ اللہ اللہ ہے اور جو اس الاسلام کو چاہے تو کسی یہ  
 دوس کے کہ خود اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے اور یہ کہ فرشتوں کی عہد دہی ہم انسانوں کی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہوئے وہ اور یہ  
 صرف اسلام ہی ہے جہود کی قراءت میں ان ذریعے کے ساتھ ہے اور مٹی کے ٹکڑے وہ ان ہی ٹکڑوں میں لیکن جہود کا قول یہ وہ وہاں  
 ہے واللہ علم بھرا شد وہاں ہے کہ اگر کتاب دلوں نے اپنے اللہ تعالیٰ کے ذخیرہ میں کے آجائے اور پائی کتابیں اتارنے کے بعد ان کو آواز  
 کیا اور اس کی وجہ صرف انہیں کا بغض و عناد تھا کہ یہ جو کہتا ہے میں اس کے خلاف کہوں وہ وہ حق ہی کہتا ہے اور پھر ارشاد ہے کہ جب اللہ کی  
 آیات اور تجسبات جو ان کا کلام کرے نہیں نہ انے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اس کی اس تکذیب کا بہت جہد حساب لے گا اور کتاب اللہ  
 کی فراغت کیا ہے اسے سخت مذہب سے گا اور اسے اس کی اس شرارت کا حلف چھوڑے گا پھر فرمایا اگر لوگ اللہ سے توصیہ داری  
 میں بھڑکیں تو تو اللہ کے کہ میں تو خاص نہ دینی کی عبادت کروں گا میں کہ کوئی شریک ہے نہ اس جیسا کہ ہے نہ اس کی لاوا سے نہ ہوں  
 اور جو بھی میرے ساتھ ہیں میرے دین پر ہیں سب کا قول بھی یہی ہے جیسے کہ فرمایا فکل علیہ سبیل سبیل اذ غزا علی اللہ صریح  
 بصیرۃ انا وضی القیسی کا بتلایا میری راہ میں سے میں خوب سوچا سمجھا کہ جو یہ کہہ کر کہہ کر اللہ کی طرف راہ ہوں میں بھی اس پر  
 ایسا ہو گیا۔ پھر عزم لیا ہے کہ اسے یہ ایسا اور انصاری سے جس کے ہاتھوں میں کتاب اللہ ہے اور مشرکین سے کہ میں اپنے دین پر ہوا  
 کہ تم سب کی دولت اسلام میں ہی ہے اور ان پر یہ انہی تو کہتے ہیں آپ اپنا فرض بخلیق نہ کرے اللہ تعالیٰ خود اس سے سمجھ لے گا ان  
 سب کو لوگ تو انہی کے پاس جاتا ہے وہ اپنے جہاد و عہد سے دکھائے جیسے ہمارے کہ لو کہہ کرے الی غنم کو وہی خوب جانتا ہے اس کی بہت  
 قریب رہی ہو کہ اتنی ہے اس کی اپنے بندوں پر کھڑے اسے خوب معلوم ہے کہ سختی دایت کون ہے وہ کون سختی خلافت ہے اس سے  
 کوئی باز نہیں کر سکتا

یہ وہ ان بھی آیات میں صاف نہ دیت ہے اس امر پر کہ رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق کی طرف اللہ تعالیٰ کے نبی ہی نہ  
 آئے ہیں اور خود آپ کے دین کے انکام میں یہ دولت فرمے ہیں اور کتاب و سنت میں بہت سی آیتیں اور احادیث اس مضمون کی ہیں  
 تو ان کے میں یکے کے ساتھ ہوتا ہے انہیں جنہوں رسول اللہ ﷺ جمعیتا ہو کر ان میں قریب کی طرف اللہ تعالیٰ اور رسول دونوں  
 (سلام علیہ) اور آیت میں ہے جو فیروز اللہ تعالیٰ تو فی العرفان علی عبدہ لیکون للعلمین سبیرا یا ذرکت ہے واللہ ان سے



اپنے بندے پر قرآن مجید فرمایا تاکہ وہ تمام دنیا والوں کے لئے سہیہ کرنے والا بن جائے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے اعر اور اعر کے تمام بادشاہوں کو اور دوسرے لوگوں کو خطوط لکھوائے جن میں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کی دعوت دی خواہ وہ عرب ہوں غم ہوں اہل کتاب ہوں یا وہ مذہب والے ہوں اور اس طرح آپ ﷺ نے فرض تبلیغ کو تمام کمال تک پہنچایا (ﷺ) مسئلہ عبدالرزاق میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت میں سے جس کسی کے کان میں میری نبوت کی آواز پہنچے اور وہ میری لائی ہوئی چیز پر ایمان نہ لائے خواہ یہودی ہو خواہ نصرانی اور اسی ہے ایمانی کی حالت میں سر جائے تو قطعاً جہنمی ہو گا مسلم شریف میں بھی یہ حدیث مروی ہے اور آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ میں ہر ایک سرشادسیہ کی طرف اللہ کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور ایک حدیث میں ہے کہ نہ نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے بلکہ میں تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں مسند احمد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا جو نبی ﷺ کے لئے وضو کھانی رکھا کرنا تھا وہ جوتاں لگا کر کھوتا تھا وہ نہ پگھلا آٹا حضرت ﷺ اس کی پادری سے لے کر شریف لائے اس وقت اس کا باپ بھی اس کے سر پائے بیٹھا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اے لہان لا الہ الا اللہ کہہ ان کے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور باپ کو خاموش دیکھ کر خود بھی چپ ہو گیا حضور ﷺ نے وہ بارہویں فرمایا اس نے پھر اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ نے کہا ابو اللہ تم کی ماں نے (ﷺ) پس اس بچے نے کہا اے اللہ اے اللہ والک رسول اللہ نبی ﷺ وہاں سے یہ فرماتے ہوئے اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میری وجہ سے اس جہنم سے بچا لیا ہے اسے صحیح بخاری میں حضرت امام بخاریؒ نے لایا ہے جس ان کے سوا اور بھی بہت سی صحیح احادیث اور قرآن کریم کی آیات ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيَّ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَّاصِرِينَ ۝

جو لوگ اللہ کی آیات سے ٹکراتے ہیں اور اللہ کے حق نبیوں کو قتل کر دیتے ہیں اور جو لوگ عدل و انصاف کی کہیں انہیں بھی قتل کر دیتے ہیں تو انہیں نبی ﷺ انہیں دردناک عذابوں کی خبر دے گا ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں عارت ہیں اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

کافروں اور انبیاء کو قتل کرنے والوں کے اعمال ضائع ہیں۔ یہاں اہل کتاب کی مذمت بیان ہو رہی ہے جو تمکو اور حرمت کے کام کرتے رہتے تھے اللہ کی کچی کچیل باتوں کو جو اس نے اپنے رسولوں کے ذریعہ پہنچائیں سمجھاتے رہتے تھے اتنا ہی انہیں بلکہ ظالمین کو مار ڈالا کرتے تھے بلکہ اس قدر سرکش تھے کہ جو لوگ انہیں عدل و انصاف کی باتیں انہیں بے دروغی نہ قبیح کر دیا کرتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ کبر و غرور یہی ہے کہ حق کو نہ مانا اور حق والوں کو ذلیل جاننا۔ مسند ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ابو سعید وہابی جراحؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب کسے ہو گا؟ آپ نے فرمایا ہے جو کسی نبی کو مار ڈالے یا کسی ایسے شخص کو جو بھلائی کا بتانے والا اور برائی سے بچانے والا ہو۔ پھر حضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا ابو سعید انو اسرا ائیل نے یمن میں نبیوں کو دن کے اول حصہ میں ایک ساعت میں قتل کیا پھر ایک سو ست سو اسرا ائیل کے اہلکار انہیں اس سے روکنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور انہیں بھلائی کا قسم دے رہے تھے تو یہ برائی سے روک رہے تھے ان سب کو اسی دن کے آخری حصہ میں مار ڈالا اس آیت میں اللہ







فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرَةً ۖ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تُوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۖ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۖ وَاللَّهُ زَوَّاقٌ لِلْعِبَادِ ۝

کہا کہ اگر تم اپنے سنوں کی باتیں چھوڑنا چاہو کرو اللہ سب کو بھلا کرے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسے معلوم ہے اور اللہ جو چاہے  
 قہر ہے ہمیں ان پر کس اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی نالیوں کو سمجھو اپنے کفار اور کفر سے کاکہ کاش اس کے اور پروردگار کے درمیان بہت  
 ہی دوری ہوئی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے اور اللہ سے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر پھلانی رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام چھپی کھلی باتوں کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ پوشیدگیوں کو نور بھیجی ہوئی باتوں کو اور ظاہر کی ہوئی باتوں کو بخوبی جانتا ہے کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی اس پر پوشیدہ نہیں اس کا علم سب چیزوں کو ہر وقت اور ہر لحظہ گھیرے ہوئے ہے زمین کے گوشوں میں پہاڑوں میں سمندروں میں آسمانوں میں ہواؤں میں سوراقوں میں غرض جو کچھ جہاں تکیں ہے سب اس کے علم میں ہے بحر ان سب پر اس کی قدرت ہے جس طرح چاہے رنگے جو چاہے جزا اے اس کے پس استے بنائے وسیع علم والے اتنی بڑی زبردست قدرت والے سے ہر شخص کو اترتے ہوئے رہنا چاہیے اس کی فرمانبرداری میں مشغول رہنا چاہیے اور اس کی نافرمانیوں سے بیکار رہنا چاہیے۔ وہ عالم بھی ہے اور قادر بھی ہے۔

مؤمن ہے کسی کو ذلیل دینے لیکن جب کچلے گا بوجھ لے گا پھر نہ مہلت ملے گی نہ رحمت ایمان آنے والا ہے جس دن تمام عمر کے برے بھگتے سب کام سامنے رکھ دیئے جائیں گے ٹیٹیوں کو کچر کر خوشی ہوگی اور بڑائیوں پر نظریں ڈال کر دانت پیسنے کا اور حسرت و افسوس کرے گا اور چاہے گا کہ میں اس سے کوئی دور ہو جاؤں پس ہی پرے رہتا قرآن نے اور جگہ فرمایا ہے۔ ﴿فَيَسْئَلُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَهْلًا لَهُمْ﴾ و آخر ﴿سَبَّحْتَ بِحَمْدِ اللَّهِ﴾ اس دن جہنم کی آگ میں کڑی جائیں گی شیطان جو اس کے ساتھ ساتھ دیا میں رہتا تھا اور اسے یہ بتائیں کہ آسمان تھا اس سے بھی اس دن جہنم کی آگ سے کچلے گا۔ ﴿وَبَلَّغْتَ بِيَنِي وَبَيْنَكَ نَعْدَ الْمُشْرِكِينَ﴾ ﴿فَنَسُوا الْغُرُفِينَ﴾ کیا چھاپا ہو تاکہ اسے شیطان میرے اور تیرے درمیان مشرق مغرب کا فاصلہ ہو جاؤ تو بڑا برا سا چھی ہے اللہ تمہیں اپنے سے یعنی اپنے بندوں سے ڈرا دھمکا رہا ہے پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے نیک بندوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ دو اس کے لطف و کرم سے بھی نامید نہ ہوں وہ نہایت ہی مہربان بہت ہی رحم اور پیار رکھنے والا ہے ہم حسن بصریؒ فرماتے ہیں یہ بھی اسی کی سر اسر مہربانی اور لطف و محبت ہے کہ اس نے اپنے سے ہی اپنے بندوں کو ڈرایا یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم ہے بندوں کو بھی چاہیے کہ صراحتاً مستغفر سے قدم نہ ہٹائیں اور نہ پاک کو نہ چھوڑیں رسول کریم ﷺ کی فرمانبرداری سے منہ نہ موڑیں۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ٥ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ٦

ہمدے کے اگر قہار سے محبت رکھیے تو میری تاجدارانی کروں وہ اللہ سے محبت کرتے ہمارے قہار سے کہ وہ معاف فرماے گا کہ اللہ تعالیٰ بنا رکھنے والا مردمان سے کہے گا کہ اللہ کی ہر رسول کی اطاعت کرو اگر یہ منہ بھیجیں تو چھٹے اللہ کا وہ فرماں کہ وہ اللہ سے نہیں رکھتا۔



أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ  
بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۖ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ ۖ وَإِنِّي أُعِزُّهَا لَكَ وَ  
ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

جناب عمران کی بیوی نے کہا ہے میرے، اب میرے پیٹ میں جو ہے اسے میں نے سچ سے ہم آکر کر کے کی ڈار بنائی تو تو میری طرف سے قول فرما  
یقیناً تو خوب سننے والا اور پوری طرح جاننے والا ہے اب بتی تولد ہوئی تو کہنے لگیں پروردگار مجھے تو لڑکی ہوئی اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ کیا لڑکا  
ہوئی ہے اور لڑکا لڑکی جیسا نہیں میں نے اس کا نام میرا رکھا میں تجی ہی پہلو میں رہتی ہوں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

مذکر صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی ہے: حضرت عمران کی ان بیوی صاحب کا نام جو حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ تھیں نہایت  
خاتونِ قاصدہ بن اعلیٰ فرماتے ہیں کہ انہیں اولاد نہیں ہوتی تھی ایک دن ایک چڑیا کو دیکھا کہ وہ اپنے بچوں کو بھر رہی ہے تو انہیں ولولہ اٹھا  
اور اللہ تعالیٰ نے اسی وقت دعا کی اور غلوں کے ساتھ اللہ کو پکارا اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی دعا قبول فرمائی اور اسی رات انہیں حمل مضمر  
کیا جب حمل کا یقین ہو گیا تو مذکر مانی کہ اللہ تعالیٰ مجھے جو اولاد دے گا اسے بہت مقدس کی خدمت کے لئے اللہ کے نام پر آزاد کروں گی  
پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ پروردگار تو میری اس غلامانہ نذر کو قبول فرما تو میری دعا کو قبول فرما رہے اور تو میری نیت کو بھی خوب جان رہا ہے  
اب یہ تو معلوم نہ تھا کہ لڑکا ہو گا لڑکی جب بچہ تولد ہوا تو دیکھا کہ وہ لڑکی ہے اور لڑکی تو اس قابل نہیں کہ وہ مسجد مقدس کی خدمت انجام  
دے سکے اس کے لئے تو لڑکا ہونا چاہئے تو عجزی کے طور پر اپنی تجویز جناب ہادی تعالیٰ میں ظاہر کی کہ اس اللہ میں تو اسے سچ سے ہم پر  
وقت کر بھی تھی لیکن مجھے تو لڑکی ہوئی ۖ واللہ اعلم بما وضعت ۖ بھی پڑھا گیا ہے یعنی یہ قول بھی حضرت حدیث کا تھا کہ اللہ تعالیٰ  
خوب جانتا ہے کہ میرے ہاں لڑکی ہوئی اور تے کے جزم کے ساتھ بھی آیا ہے یعنی اللہ کا یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بخوبی معلوم ہے کہ کیا  
اولاد ہوئی ہے اور فرمائی ہیں کہ مرد و عورت برابر نہیں میں اس کا نام میرا رکھتی ہوں۔

بچہ کی پیدائش پر نام رکھنا اور حقیقتہ کرنا: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس دن بچہ ہوا اسی دن نام رکھنا بھی جائز ہے کیونکہ ہم سے  
پہلے لوگوں کی شریعت ہماری شریعت ہے اور یہ یہاں جان کیا گیا اور تردید نہیں کی گئی بلکہ اسے ثابت اور مقرر کر دیا گیا اسی طرح حدیث  
شریفہ میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات میرے ہاں لڑکا ہوا اور میں نے اس کا نام اپنے باپ حضرت ابراہیم کے نام پر  
ابراہیم رکھا۔ ملاحظہ ہو بخاری و مسلم حضرت انس بن مالک ؓ اپنے بھائی کو جب کہ وہ تولد ہوئے پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر  
ہوئے آپ ﷺ نے انہیں اپنے ہاتھ سے چھنی دی اور ان کا نام عبد اللہ رکھا یہ حدیث بھی بخاری و مسلم میں موجود ہے ایک اور حدیث  
میں ہے کہ ایک شخص نے اگر کہیا رسول اللہ ﷺ ابراہیم سے ہاں رات کو بچہ ہوا ہے کیا نام رکھوں؟ فرمایا عبد الرحمن نام رکھو (بخاری) ایک  
اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ابواسید ؓ کے ہاں بچہ ہوا تھے لے کر آپ کی خدمت تہی میں حاضر ہوئے تاکہ آپ اپنے دست  
مبارک سے اس بچہ کو چھنی دیں۔ آپ اور طرف متوجہ ہو گئے بچہ کا قبیلہ نہ رہا حضرت ابواسید ؓ نے بچہ کو اہلس گھر بھیج دیا جب آپ  
فارغ ہوئے بچہ کی طرف نظر ڈالی تو اسے پیلا گھبرا کر پوچھا اور معلوم کر کے کہا اس کا نام منذر رکھو (یعنی ڈراوینے والا) مستند احمد اور سنن  
میں ایک حدیث مروی ہے جسے امام ترمذی ؒ صحیح کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچہ اپنے حقیقی میں گروئی ہے ساتویں دن حقیقہ  
کرے یعنی جانور ذبح کرے اور نام رکھے اور بچہ کا سر منذر والے ایک روایت میں ہے اور خون بہایا جاتے اور یہ زیادہ شہوت والی اور زیادہ حفظ  
والی روایت ہے واللہ اعلم۔



























































کہ جس طرح نصرائوں نے حضرت یحییٰ بن مریم کی عبادت کی ہم بھی آپ کی عبادت کریں " تو نجران کے ایک نصرانی نے بھی جسے آئیں کہا جانا تھا یہی کہا کہ کیا آپ کی بیٹی چاہت ہے " اور یہی دعوت ہے " تو حضور ﷺ نے فرمایا خداوند " نہ ہم خود اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی پوجا کریں نہ کسی اور کو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت کی تعلیم دیں نہ میری تدبیر کی کا یہ مقصد تھے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم۔ اس پر یہ آیات ہزاروں کہیں کہ کسی انسان کو کتاب و حکمت اور نبوت و رسالت پانے کے بعد یہ لائق ہی نہیں کہ اپنی پستی کی طرف لوگوں کو بلاتے۔ جب انبیاء کرام کا جو حق بڑی بزرگی فضیلت اور مرتبے والے ہیں یہ منصب نہیں تو کسی اور کو کب لائق ہے کہ اپنی پوجا پاٹ کر اسے اور اپنی بندگی کی تحقیر لوگوں کو کرے۔ نام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ لائق مومن سے بھی یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں کو اپنی بندگی کی دعوت دے۔ یہاں یہ اس لئے فرمایا کہ یہ یہود و نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کو پوجتے تھے۔ قرآن شاذ ہے جو فرماتا ہے ﴿وَالْعَصَلُوْا اِحْزَابُهُمْ وَزَيَّنٰهُمْ اَزْهَابًا مِنْ ذَهَبٍ﴾ اللہ تعالیٰ کو کھڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنا رب بنالیا ہے۔ مسند و ترمذی کی روایت بھی آ رہی ہے کہ حضرت عدی بن حاتمؒ نے رسول مقبول ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ جوان کی عبادت نہیں کرتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں؟ وہ ان پر حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیتے تھے اور یہ ان کی مانتے چلے جاتے تھے یہی ان کی عبادت تھی۔

پس چاہے درویش اور بے سمجھ علماء اور مشائخ اس مذمت اور ذلت نہت میں داخل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور ان کی اتباع کرنے والے علماء کرام اس سے بیکو ہیں اس لئے کہ وہ تو صرف فرمان ربانی اور حکام رسول ﷺ کی تطیع کرتے ہیں اور ان کا مول سے روکتے ہیں جن سے انبیاء کرام روک گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیسے ہوئے حضرات انبیاء و خالق و مخلوق کے درمیان سفیر ہیں حق رسالت لو اگر تے ہیں اور امت ربانی اختیار کے ساتھ بندہ گرام رب کو پہنچا دیتے ہیں۔ نہایت بیدار مغزی ہو شیاری کمال گہرائی اور پوری ریاضت کے ساتھ وہ پوری دنیا کے خیر خواہ ہوتے ہیں " وہ اکام الہی کے پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ رسولوں کی ہدایت تو لوگوں کو ربانی بننے کی ہوتی ہے کہ وہ حکمتوں والے اور علم والے بن جائیں سمجھدار اور عابد و زاہد متقی اور پارسا ہیں۔ حضرت حماکؒ فرماتے ہیں کہ قرآن پڑھنے والوں پر حق ہے کہ وہ سمجھ ہوں۔ ﴿تَعْلَمُوْنَ﴾ اور ﴿تَعْلَمُوْنَ﴾ وہ دونوں قرأت ہیں پہلے کے معنی ہیں سمجھتے کے دوسرے کے معنی ہیں " تعلیم دینے کے۔ ﴿تَعْلَمُوْنَ﴾ کے معنی ہیں الفاہیاد کرنے کے۔

پھر ارشاد ہے کہ وہ یہ حکم نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کی عبادت کرو خود وہ ہی ہو۔ بھیجا ہوا خود فرستہ ہو قرب اللہ والا " یہ تو ہی کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت کی دعوت دے " اور جو ایسا کرے اس نے کفر کیا اور کفر نبیوں کا کام نہیں " ان کا کام تو ایمان ہے اور ایمان نام ہے اللہ واحد کی عبادت اور پستی کا " اور یہی نبیوں کی آواز ہے " جیسے خود قرآن فرماتا ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَلَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِيْ﴾ یعنی تجھ سے پہلے بھی ہم نے بتے رسول بھیجے سب یہی دینی ہزاروں کی میرے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں " تم سب میری عبادت کرتے رہو۔ اور جگہ فرمان ہے ﴿وَلَقَدْ عَلَّمْنٰ فِیْ كُلِّ اَنْبِیَآءٍ رَّسُوْلًا اَنْ اَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَارْحَمُوْا النَّفْسَ الْوَحٰیةَ﴾ یعنی ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور جگہ ارشاد ہے تجھ سے پہلے تمام رسولوں سے پوچھ لے کہ کیا ہم نے نازل کیا ات رشتہ من کے سوا ان کی عبادت کے لئے کسی کو مقرر کیا تھا؟ فرشتوں کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ ﴿مَنْ يَّبْلُغْ مِنْهُمْ﴾ ان میں سے اگر کوئی کہدے کہ میں معبود ہوں۔ بجز۔ اللہ تعالیٰ کے تو اسے بھی جہنم کی سزا دیں اور اسی طرح ہم ظالموں کو بدلہ دیتے ہیں۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِنْ بَنِي اٰدَمَ اٰمَاتِهِمْ لَمَّا اَتَيْنٰهُمْ مِنْ رَبِّكَ كِتٰبٍ وَحَكَمَ ثُمَّ جَاءَ كُرْسُوْلُ



ﷺ واپس الاطاعت تھے اور تمام انبیاء کی تاجدار ہی ہو جو اس وقت ہوں آپ ﷺ کی قربانیاں داری مقدم رہتی ہیں وجہ تھی کہ معمران وانی راستہ سے اللہ سے تمام انبیاء کے نام آپ ہی بنائے گئے۔ اسی طرح یہ دن محشر میں بھی اپنے تعالیٰ کو فیصلوں کے لئے آئے ہیں شفیق آپ ﷺ اسی ہوں گے ' یہی وہ مقام محمود ہے جو آپ ﷺ کے سوا اور کسی کے لائق نہیں۔ تمام انبیاء، لادین، رسول اس اس کو کام سے من بھیریں گے ہاں اگر آپ ﷺ ہی خصوصیت کے ساتھ اس مقام میں کھڑے ہوں گے ' اللہ تعالیٰ اپنے زور و سلام آپ ﷺ پر بکثرت پیش کرتا ہے قیامت کے دن تک۔ آمین۔

أَفْغِيرْ دِينَ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طُوعًا وَكَرْهًا وَالَّذِينَ  
يُرْجِعُونَ ﴿٦٠﴾ قُلْ أَمَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَ  
إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالَّذِينَ  
مِنْ دُونِهِمْ لَا نَفْقَهُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿٦١﴾ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ  
الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٢﴾

کیا جس اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا اور دین کی مثال میں ہیں "انعام" آیتوں والے اور سب زمین والے اللہ تعالیٰ ہی کے فریادہ اور ہیں تو انھی سے  
 دین تو اور ہر ایسے دین کی طرف تو سب ہی کی طرف لونا ہے جائیں گے۔ تو کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ ہم پر اتارا ہے اسے اور جو کچھ اور ایجنہ اور اور مہمل  
 اور خلق پر ہے۔ یہ یقیناً اور دین کی اور اور دین پر اتارا گیا سب پر ایمان ہے اور جو کچھ ہم سے "اور جیسی اور اور سے نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے  
 گئے ہیں پر بھی" ایمان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے "اور ہم اللہ تعالیٰ کے فریادہ اور ہیں۔ جو شخص اسلام سے اور دین حق سے گم  
 اس کا اور دین قبول نہ کیا جائے گا" اور وہ آخرت میں نقصان پائے والوں میں ہو گا۔

زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تصنیع میں مشغول ہے: اللہ تعالیٰ کے سچے دین کے ساتھ اس نے اپنی کتابوں میں اپنے موملوں کی معرفت نازل فرمایا ہے، یعنی صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کرنا کوئی شخص اور دین کی تلاش کرے اور اسے مانے اس کی ترویج یہاں بیان ہو رہی ہے۔ پھر فرمایا کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں اس کی مخلوق ہیں خواہ خوشی سے ہوں خواہ ناخوشی سے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلِلّٰهِ سُلْطٰنٌ مِّنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَہٗ یٰحْکِمُہَا﴾ اے انجمنی زمین و آسمان کی تمام تر مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے کرتی ہے اپنی خوشی سے بجز اور جگہ ہے ﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ﴾ کیا وہ نہیں جانتے کہ تمام مخلوق کے سامنے دامن باریں جہاں اللہ تعالیٰ کو جود کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کو جود کرتی ہیں آسمانوں کی سب چیزیں اور زمینوں کے کل جاندار اور سب فرشتے کوئی بھی تکبر نہیں کر سب کے سب اپنے اوپر والے رب تعالیٰ سے لڑتے رہتے ہیں اور یہ حکم دینے جائیں بجاتے ہیں۔ جس مومنوں کا ظاہر باطن قلب و تجارب دونوں اللہ تعالیٰ کے مطلع اور اس کے فرمانبردار ہوتے ہیں اور کافر بھی اللہ تعالیٰ کے قیامے میں اور جہر اللہ تعالیٰ کی جانب جھکا ہوا ہے اس کے تمام فرمان اس پر جاری ہیں اور وہ ہر طرح قدرت و مشیت اللہ تعالیٰ کے ماتحت ہے کوئی چیز بھی اس کے نیچے اور قدرت سے باہر نہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک غریب حدیث یہ بھی وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمانوں والے تو فرشتے ہیں جو ناخوشی اللہ تعالیٰ کے فرمان گزار ہیں اور زمین والے تو ہیں جو اسلام پر ہیجہ اور اسے چاہتے ہیں یہ بھی باثبات تمام اللہ

تعالیٰ نے ذی فرمان ہیں، ہر خوشی سے مانتے ہیں، ہر لوگ مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں میں یہ ان جنگ میں قید ہوئے ہیں اور طوق و زنجیر میں جکڑے ہوئے لٹے جاتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو جنت کی طرف تھپتھپتے جاتے ہیں اور وہ نہیں چاہتے۔ ایک گنگا مٹے میں سب کے جیسے سب تعالیٰ کو ان لوگوں پر تعجب ہو رہے ہے جو جنت کی طرف کھینچے جاتے ہیں اور وہ جنت میں ماند ہو کر۔ ان حدیث کی اور نہ کہی ہے جس میں اس آیت کے سلی فوجی زیادہ قوی ہیں جو پہلے یوں ہوتے۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ آیت میں آیت جس کے جولوہیٰ سالتھم من خلق الشیوالت و الخوض لفقولن اللہ یاہ ارفوہ سے پوچھے کہ آناؤں ۱۱ زمین کو کس نے یہ ایک توحید اور یہی جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ایمان فرماتے ہیں اس سے مراد اوقات ہے جب وہ قاتل میں ان سب سے پیشتر اور یہاں تاہم سب ان کی طرف لوہانے جا چکے تھے یعنی قیامت کے دن اور یہ ایک کو وہاں کے کھن کا پورہ مدد گا۔

پھر فرماتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور قرآن پر اور ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور یسوعؑ پر جو بھیجے ۱۱ ذی اتری ہم ان میں انکی ایمان لائے اور ان کی ہادوں پر جو قرآن پر انکی داد اللہ نے ہے اسباط سے مراد نبیؐ کے قابل ہیں جو حضرت یعقوبؑ کی نسل میں سے تھے۔ یہ حضرت یعقوبؑ کے بیرونیوں کی ۱۱ اور تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو اداوی کی تھی اور حضرت عیسیٰ کو انجیل اور بھیجئے انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لائے اور ان سب پر ایمان ہے کہ ہم میں کوئی توحید اور وہ نہیں کرتے کہ کسی کو ہمیں کسی کو نہ مانیں بلکہ ہمارا سب پر ایمان ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرمان گزار ہیں۔ پس اس امت کے مومن تمام انبیاء اور علیٰ الہامی کتابوں کو ماننے میں کسی کے ساتھ کھڑے نہیں آتے یہ کتاب اور نبیؐ کو چاہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ایمان اللہ تعالیٰ کے سوا جو شخص کسی اور پر چلے اس سے قبولیت وہ ہے ۱۱ آخر میں وہ قصص میں پڑھیں گے کہ اللہ نے ان کے دل میں ۱۱ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایمان لائے اس کے لئے حکم ہو جو وہم و گمراہی سے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن علیل انہیں کے لئے نماز آئے گی کہ اسے اللہ میں نماز ہو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے گا تو تم کو پیچھے ہے۔ صدق آئے گا اور تمہیں ہمارے ہمارے صدق ہوں جواب ملے گا تو تم کو پیچھے ہے۔ ہر وہ کہہ گئے گا میں وہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمایا گا تو بھی بھڑکی ہے۔ پھر اس طرح اور اعمال بھی آتے جا چکے ہیں۔ سب کو نبیؐ جواب ملتا ہے کہ پھر اسلام آئے گا اور سب کا لہو اسلام میں اور میں اسلام۔ اللہ تعالیٰ فرمایا گا تو خیر ہے یہ تاریخ سے ہی ہمارے میں پکڑوں گا اور میری حق دیتے میں ایمان آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں وہ حق منتفع ہے۔ یہ حدیث صدقہ سند احمد میں ہے اور اس کے رد میں حضرت ابوہریرہؓ سے سند ثابت نہیں۔

کَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرُّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ أُولَٰئِكَ جَزَاءُهُمْ أَن عَالِيَهُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا ۝ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اللہ تعالیٰ میں لوگوں کو ایسے ہدایت سے جو اپنے ایمان لائے اور ان کی ہدایت کی گواہی دیتے ہر امت میں۔ ان میں ایسے اممت کے ہر کار اور

ہائیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے انصاف لوگوں کو رد کر دے گا۔ ان پر تو یہی سزا ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی عور فرشتوں کی ہر قسم کی لعنت ہو 'جنس میں یہ ہمیشہ پائے رہیں' نہ تو ان سے عذاب ہٹا کیا جائے نہ انہیں مہلت دی جائے۔ مگر جو لوگ ان کے بعد توبہ اور اصلاح کریں تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اگر مراد یہی توبہ کر کے تو؟ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری مرتد ہو کر مشرکین میں جا ملا۔ پھر پچھتانے لگا اور اپنی قوم سے کھلوانے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو کیا میری توبہ پھر بھی قبول ہو سکتی ہے؟ ان کے دریافت کرنے پر یہ آیات اتریں۔ اس کی قوم نے اسے کھلوا بھیج دیا پھر تو یہ گرتے گرتے سر سے مسلمان ہو کر حاضر ہو گیا (ان جزیہ سنائی) 'حاکم اور ابن حبان میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ امام حاکمؒ اسے صحیح الاسناد کہتے ہیں۔ منہ عبد الرحمن بن سنان سے کہ ہارث بن سوجہؒ نے اسلام قبول کیا' پھر اپنی قوم میں مل گیا اور اسلام سے پھر گیا اس کے ہارث میں یہ آیات اتریں۔ اس کی قوم کے ایک شخص نے یہ آیات پڑھا سنا میں تو اس نے کہا جہاں تک میرا خیال ہے اللہ تعالیٰ کی قسم تو چاہے اللہ تعالیٰ کے نبی تو تھو سے بہت ہی زیادہ ہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب جانوں سے زیادہ سچا ہے۔ پھر وہ حضور ﷺ کی طرف لوٹ آئے اسلام لائے اور بہت اچھی طرح اسلام کو بھلا دیا۔

عنات سے مراد رسول اللہ ﷺ کی تصدیق پر جتنوں کو رد کر دیا ان کا باطل واضح ہو جاتا ہے۔ پس جو لوگ ایمان لائے رسول کی حقانیت مان چکے دلیلیں دیکھ چکے پھر شرک کے اندھیروں میں جا چھپے یہ لوگ مستحق ہدایت نہیں کیونکہ آنکھوں کے ہوتے اندھ چاہے گو انہوں نے پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کی رہبری نہیں کرتا 'انہیں اللہ تعالیٰ لعنت کرے' اور اس کی حقوق بھی 'جو لعنت والی ہے نہ تو کسی وقت ان کے عذابوں میں تخفیف ہوگی نہ موقوفی۔

پھر اپنا لطف و احسان رافعت و رحم کا بیان فرماتا ہے کہ اس پر ترین جرم کے بعد بھی جو میری طرف نکلے اور اپنے بڑا امثال کی اصلاح کر لے میں بھی اس سے درگزر کر دیتا ہوں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ أَذُوا كَفْرًا لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ لَفَّا قُلْنَ يُقْبَلُ مِنْ أَحَدِهِمْ قِيلَ أَلَا رَأَيْتُمْ أَنَّهُمْ كَفَرُوا فَمَا لَهُمْ قِيلَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ قِيلَ

تُصْرِعِينَ ۝

جبکہ جو لوگ اپنے ایمان کے بعد کفر کریں پھر کفر میں باز نہ آئیں ان کی توبہ ہرگز نہ قبول نہ کی جائے گی' یہی کمر لوگوں ہیں۔ ہاں جو لوگ کفر کریں اور مرتے دم تک کافر رہیں ان میں سے کوئی اگر زمین پر سو جائے گو خدا یہ میں ہی ہو تو بھی ہرگز قبول نہ کیا جائے گا' یہی لوگ ہیں جن کے لئے تکلیف دینے والا عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

نزع کی حالت میں توبہ قبول نہیں۔ ایمان کے بعد کفر کرنے والوں کو پھر اسی کفر پر مرتد ہونے کو ہر دو گنا عالم قرار ہا ہے کہ موت کے وقت کی تمہاری توبہ قبول نہ ہوگی۔ جیسے لوہہ جگہ ہے ۞ وَلَيْسَ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ ۝ آخر دم تک یعنی موت کے وقت تک گناہوں میں جھرا رہنے والے موت کو دیکھ کر جو توبہ کریں واللہ تعالیٰ کے پاس قبول نہیں۔ اور یہی یہاں ہے کہ ان کی توبہ ہرگز مقبول نہ ہو

میں نے ایک کھانسی سے جھنجھکیا، اور پھر اس نے کہا: "میں نے اسے دیکھا ہے، وہ اب بھی زندہ ہے۔" میں نے اسے دیکھا تھا، وہ اب بھی زندہ ہے۔

[illegible][illegible]

(مذہبی مسائل پر علماء کے فتاویٰ کے مجموعہ کے تحت شائع کیا گیا ہے۔)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ  
بِهِ عَلِيمٌ ۝

ہر شے تم کو اپنی پسندیدہ دینی کوالتہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے مگر جو تم کو اپنی پسندیدہ دنیاوی کوالتہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔

اللہ کے راستہ (اپنی پسندیدہ) میں اچھی چیز صدق کی جائے۔ حضرت عمر ابن خطابؓ کہتے ہیں کہ ”بر“ (نیک و بھلائی) سے یہاں ہمت مراد ہے یعنی جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کوالتہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے یہ کڑھنت میں داخل نہ ہو گے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ تمام انصار میں حضرت ابو طلحہؓ سب سے زیادہ مالدار تھے۔ وہ اپنے تمام مال اور جائیداد میں ”حیر حار“ (دانی باغ) کو جو مسجد نبوی ﷺ کے سامنے تھا سب سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ بھی اکمل اس باغ میں جایا کرتے تھے۔ اور اس کے کھجور کا عمدہ میوا پانی بنا کرتے تھے۔ جب یہ ہتھ کر وہ پالا آیت پڑھ کر حضرت ابو طلحہؓ نے حاضر ہو کر آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے اور میرا سب سے زیادہ عزیز مال یہی ”حیر حار“ (دانی باغ) ہے۔ لہذا میں اس کو ان امید میں کہ جو بھلائی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی میرے لئے بھیجے رہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق کرنا ہوں ”اللہ آپ ﷺ کو اختیار ہے اس خرچ میں سب سمجھیں اس کو تقسیم کر دیں۔ آپ ﷺ خوش ہو کر فرماتے گئے کہ ”واو لو یہ بہت ہی فائدہ مند مال ہے ال سے لوگوں کو بہت فائدہ ہو گا پھر فرمایا میری رائے یہ ہے اس باغ کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔“ حضرت ابو طلحہؓ نے عرض کیا کہ ”بہت اچھا اور پھر اسے اپنے رشتہ داروں اور اپنی زوار بھائیوں میں تقسیم کر دیا (مسند احمد، بخاری و مسلم)۔

بخاری و مسلم میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا سب سے زیادہ عزیز اور بہتر مال وہ ہے جو خیر میں میری زمین کا ایک حصہ ہے (میں اس کوالتہ کی راہ میں صدق کرنا چاہتا ہوں) فرمایا کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”اصل (زمین) کو اپنے قبضہ میں رکھو اور اس کی بیج اور پھل وغیرہ اللہ کی راہ میں وقف کر دو۔“ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں خلافت کے دوران اس مذکورہ پالا آیت پر پہنچا تو میں اپنے تمام مال و جائیداد کو تقسیم کر دیا لیکن مجھے اپنی دینی کثیر سے زیادہ کوئی چیز محبوب تر نہ تھی اسی کوالتہ تعالیٰ کی راہ میں صدق کرنا اور کربا (میرے والد) میں اسکی اتنی محبت ہے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں دینی کوئی چیز کوالتہ لے سکتا تو اس کثیر سے تو ضرور ہی نکاح کر لیتا (مسند بخاری)۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلاًّ لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَءِيلُ عَلَى نَفْسِهِ  
مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرَةُ ۚ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَةِ فَاتْلُوهَا ۚ إِنْ كُنْتُمْ  
صَادِقِينَ ۝ فَمَنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ  
الظَّالِمُونَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللَّهُ ۚ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ  
مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

تورہ کے نازل سے پہلے (حضرت) ابراہیمؑ نے جس چیز کو اپنے پرانے کھانوں کے ساتھ کھا لیا تھا اس کی اور باتیں پر حلال تھے کہ وہ اگر تم سے ہو















حال افسانہ، جہاں ہر شخص نے زندگی میں اپنے اپنے گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت  
 گئی ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت  
 گئی ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت

موت گئی ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت  
 گئی ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت  
 گئی ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت

موت گئی ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت  
 گئی ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت  
 گئی ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت

موت گئی ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت  
 گئی ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت  
 گئی ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں گناہوں کو موت گئی تھی اور اس نے اپنی موت

























کتاب ہے ہو اور یہ شک شبہ میں ہی پڑے ہوئے ہیں ان کی کتاب کو تم مانو لیکن یہ تمہاری کتاب کا انکار کریں تو چاہئے یہ تھا کہ تم خود انہیں کڑی نظروں سے دیکھتے لیکن یہ خلاف اس کے یہ تمہاری بدولت کی آگ میں جل رہے ہیں۔ سامنا ہو جائے تو اپنی ایمان واری کی داستان بیان کرنے میں جھوٹ جانتے ہیں لیکن جب ذریعہ ملگ ہوئے ہیں تو لیکڑ و ففسب سے بھلن اور حسد سے اپنی انگلیاں پڑاتے ہیں۔ جس مسلمانوں کو بھی ان کی ظاہر واری پر خوش نہ ہوتا چاہئے۔ یہ گو چلتے۔ جھلٹے رہیں لیکن اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو ترقی دینا دے گا۔ وہ دن رات ہر حیثیت میں بڑھتے ہی رہیں گے گو وہاں سے نصیحت سے مر جا سکیں۔ اللہ ان کے دلوں کے پیچیدوں سے بخوبی واقف ہے ان کے تمام منصوبوں پر خاک پڑے گی یہ اپنی شرارتوں میں کامیاب نہ ہو سکیں گے اپنی چاہت کے خلاف مسلمانوں کی دن دوئی ترقی و تکمیل کے اور آخرت میں بھی انہیں نعمتوں والی بدست میں پائیں گے یہ خلاف ان کے یہ خود یہاں بھی رہا ہوں گے اور وہاں بھی جہنم کا جہنم نہیں گئے۔ ان کی شدت بدولت کی یہ کٹھنی بڑی دلیل ہے کہ جہاں تم کو کوئی نفع پہنچا کہ یہ عجیبہ موسیٰ گئے اور اگر اللہ نہ کرے تم کو کوئی نقصان پہنچے کیا تو ان کی باجیس کھل گئی طمیس نہاں اور خوشیاں منانے لگے اگر اللہ کی طرف سے مومنوں کی مدد ہوتی ہے ظاہر ہے غالب آئے انہیں قیمت کا مال حایہ تعدا میں لاد گئے خود وہاں بھی اور اگر مسلمانوں پر کھلی آفتی یا دشمنوں میں گھر گئے تو ان کے ہاں یہ منالی ہمارے گی۔

اب اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ ان شرعوں کی شرارت اور ان بد بختوں کے مکر سے اگر نجات چاہتے ہو تو میر و تقویٰ اور توکل کرو اللہ خود تمہارے دشمنوں کو گھیر لے گا کسی بھلائی کے حاصل کرنے کسی برائی سے بچنے کی کسی میں طاقت نہیں جو اللہ چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہو سکتا۔ جو اس پر توکل کرے اسے وہ کافی ہے۔ اسی امتیاز سے اب جنگ احد کا ذکر شروع ہوتا ہے جس میں مسلمانوں کے میر و توکل کا بیان ہے اور جس میں آزمائش اللہ کا پراختیا ہے اور جس میں مومن و منافق کی ظاہر تیز ہے۔ سنئے ارشاد ہوتا ہے۔

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
لِذِهِمُ ظِلْفَتْنٌ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلُوا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ  
الْمُؤْمِنُونَ ۖ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ  
تَشْكُرُونَ ۝

اسی ہی تو اوقت کو بھی یاد کر جب صحیحی صحیح تو اپنے گھر سے نکل کر مسلمانوں کو میدان جنگ میں لڑائی کے موقع پر باقاعدہ و بخار با حق اللہ تعالیٰ سنئے نہانے والا ہے۔ جب تمہاری دو ہمتا میں سستی کا اندوہ کر جتنی تمہیں اللہ ان کا ولی اور مددگار ہے۔ اور اسی کی پاک ذات پر مومنوں کو بحر و سر رکھنا چاہئے۔ جنگ بدر میں بھی اللہ تعالیٰ نے میں اس وقت تمہاری مدد فرمائی جبکہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے۔ اللہ اللہ ہی سے ڈرتے رہا کر وہ کسی اور سے نہ کہ تم کو شکر گزار ہی کی توفیق ہو (اور یہ شکر گزار ہی با حق حضرت اللہ ابو)

جنگ احد کے واقعات: یہ احد کے واقعہ کا ذکر ہے گو بعض مفسرین نے اسے جنگ خندق کا قاعدہ بھی کہا ہے لیکن ٹھیک جی ہے کہ یہ واقعہ جنگ احد کا ہے جو ۳ھ ۱۱ شوال بروز بدھنش پیش آیا تھا۔ جنگ بدر میں مشرکین کو کامل شکست ہوئی تھی ان کے سردار موت کے گھاٹ اتڑے تھے اب اس کا بدلہ لینے کے لئے مشرکین نے بڑی بھاری تیاری کی۔ تمام دو تھماری مال جو بدر والی لڑائی کے موقع پر دوسرے راستے سے بچ کر آگیا تھا وہ سب اس لڑائی کے لئے روک رکھا تھا اور ہر طرف سے لوگوں کو جمع کر کے تین ہزار کا ایک لشکر جو در تیار کیا اور









أَوْظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ اسْتَغْفَرُوا إِلَهُهُمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
وَلَمْ يُبَيِّنْ رَأْيَهُمْ عَلَيْهِمْ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ ۖ أُولَٰئِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۖ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ  
ذَرْنِي وَمَنْ غَضِبْتُ فَارْتَجَ الْغَيْبَ وَارْجُ الْغُيُوبَ ۚ أَفَرَأَيْتَ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَتُجَدَّدُوا بِغُلَامٍ أَكْثَرٍ أُولَٰئِكَ لَا يَفْقَهُونَ ۚ

[illegible][illegible]

مسند احمد میں ہے کہ یہ قتل حضور ﷺ کی خدمت میں الجور اعتراض کے ایک سال کو پہلے ہوا کہ آپ مجھے اس حالت کی عزت دے رہے ہیں جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے درمیان ہے تو یہ فراموش کرنا چاہیے کہ ہر جہلم کہاں کی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے جب اس آج آپ قیامت کہاں جائیں گے یا تو مسجدِ قبلہ یا یہ علاقے کہ خدمت نبوی میں حاضر ہو تو اس سے محنت نہ ملے ان مردوں کی ملاقات محض میں ہوئی تھی۔ کہتے ہیں اس وقت یہ بات ابی بن حازم کو یاد تھیں کہ جب ملک نے یہ دعویٰ حضور ﷺ کو کیا تو آپ نے اپنے ایک طرف سے ایک ایک صحابی کو دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگوں سے پوچھو کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت (امام) سے ہے اور وہ یہ کہ حضرت اس وقت کے تھے کہ ان کے وقت کے وقت کے وقت ان کی وجہ سے ابیوردی کے جواب میں عرض کیا کہ یہ تو افسوس ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ان کے وقت کے وقت ان کے وقت ان کی وجہ سے ابیوردی کے جواب میں عرض کیا کہ یہ تو افسوس ہے کہ آپ نے











آزمائش کے وقت پر ایمان پر ثابت قدم رہنا چو کہ اندوہ نہ ہو نہ مسرت مسلمان شہید ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ تمہارے کو تسلی دے گا۔ اس سے پہلے بھی چند لوگ نقصان مال و جان اٹھاتے رہے لیکن پھر غلبہ الہی کا ہوا۔ تم اگلے واقعات پر ایک ایک دھڑلے ہو تو یہ راز تم پر کھل جائے گا۔ اس قرآن میں لوگوں کے لئے انہی استوں کا بیان بھی ہے اور یہ حدیث و احادیث بھی ہے یعنی تمہارے دلوں کی ہدایت اور تم کو برائی بھلائی سے آگاہ کرنے والا یہی قرآن ہے۔ مسلمانوں کو یہ واقعات یاد رکھو اور اگر چہ مزید تسلی کے طور پر فرمایا کہ تم اس جنگ کے نتائج کو دیکھ کر بد دل نہ ہو چنانچہ مغموم بن کر بیٹھ رہنا نہ نصرت طلب اور غلو پانا غروا سے متنبہ تمہارے لئے ہے۔ اگر تم کو رزم لگے اور تمہارے آدمی شہید ہوئے تو اس سے پہلے تمہارا دشمن بھی تو قتل ہو چکے ہیں اور بھی تو شہید ہو چکے ہیں یہ تو چھ سنی صحتی چٹاؤں ہے ہاں بھلا وہ ہے جو انجام کار غالب رہے اور یہ ہم نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے یہ بعض مرتبہ کی شکست یا غصہ میں بلکہ اللہ کی اس لئے بھی کہ ہم صابروں اور غیر صابروں کا امتحان کر لیں اور جو مدت سے شہادت کی آرزو کرتے تھے انہیں کامیاب بنائیں کہ وہ اپنی جان و مال ہماری راہ میں قربانی کریں۔

اللہ تعالیٰ عالموں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ جلد مسرت نہ بیان کر کے فرمایا ہے اس لئے کہ حق لہ ایمان والوں کے لئے اور تمہارے دلوں کو ہر بات اور نہ ان کے درجہات پر نہیں اور اس میں کارروائی کا منہا بھی ہے کیوں کہ وہ غالب ہو کر چھوٹیں گے اور سرکشی اور تکبر میں اور پڑھیں گے اور یہی ان کی ہلاکت اور بربادی کا سب سے کاہل اور پھر مٹ کھپ جائیں گے۔ ان عقیدوں اور خدووں اور ان آزمائشوں کے بغیر کوئی جنت میں نہیں جاسکتا۔ جیسے سورہ بقرہ میں ذکر کیا ہے کہ کیا تم یہ جانتے ہو کہ تم سے پہلے لوگوں کی کتنی آزمائش ہوئی اسکی تمہاری نہ ہو اور تم جنت میں پہلے جاؤ گے۔ یہ نہیں ہو سکتا اور جگہ ہے ﴿الْعَمَّ أَحَبَّ النَّاسُ أَنْ يُؤْتُوا أَنْ يُقَالُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ﴾ کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم صرف ان کے اس قول پر کہ ہم ایمان لائے انہیں چھوڑ دیں گے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔ یہاں بھی یہی فرمان ہے کہ جب تک صبر کرنے والے معلوم نہ ہو جائیں یعنی دنیا پر ظہور میں نہ آجائیں تب تک جنت نہیں مل سکتی۔ پھر فرمایا کہ تم اس سے پہلے تو ایسے موقعہ کی آرزو میں تھے کہ تم اپنا صبر اور اپنی حق اور مطہر علی اور استقامت اللہ کو دکھاؤ اور اللہ میں شہادت پاؤ۔ لو اب ہم نے تم کو موقعہ یا تم بھی اپنی ثابت قدمی اور اولوالعزمی دکھاؤ حدیث شریف میں ہے دشمن کی ملاقات کی آرزو نہ کرو نہ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو اور جب میدان پر جاتے پھر لوہے کی لاث (منہ) کی طرح جم جاؤ اور صبر کے ساتھ ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تمہارے لئے ہے۔ پھر فرمایا کہ تم نے اپنی آنکھوں اس منظر کو دیکھ لیا کہ کیا ہے جسے وہ ہے ہیں تمہاری جگہ پر ہیں بھلے اچھل رہے ہیں تیرے تیرے ہیں تمہارا گارن پڑا ہوا ہے اور اسے اور اسے اور اسے اور اسے گرا رہی ہیں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ نَكُنَّ أَوْ قَتَلْنَا الْقَلْبَتُمْ  
عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنِ يَصُفِّرَنَّ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ  
الشَّكِرِينَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كَتَبْنَا مُوَجِّعًا وَمَنْ  
يُرِذْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ۝ وَمَنْ يُرِذْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۝ وَسَيَجْزِي  
الشَّكِرِينَ ۝ وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيِّ قُتِلَ مَعَهُ رَئِيُونَكُمْ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا

لِمَا آصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ  
 الْمُحْسِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا  
 فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنَّهُمْ لِلَّهِ ثَوَابٌ  
 الدُّنْيَا وَحَسَنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۝ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

اور ان کے لئے جو انہیں اپنے سبیل میں آصابت ہوئی تھی۔ اور انہیں کمزور نہ ہوا تھا۔ اور انہیں ہار کر نہ بیٹھنا پڑا تھا۔ اور اللہ محبوب محسنوں کا ہے۔ انہیں ان کے گناہوں کی معافی دے۔ اور ان کے اسراف اور غلطیوں کو معاف کر دے۔ اور ان کے قدموں کو مستحکم کر دے۔ اور ان کو کافروں پر فتح دے۔ اور ان کے لئے دنیا کی اور آخرت کی بہت سی پاداشیں ہیں۔ اور اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے۔

وَقَالَ تِلْكَ آيَاتُ الْكُرْآنِ الَّتِي أَنزَلْنَا عَلَىٰ رُسُلِنَا مِن قَبْلِكَ فَخَفَىٰ عَنكَ أُلُوهَا وَكَانَ عَلَاقَتُكَ فِيهَا تُثَمَّرُ ثَمَرًا مَّا يَدْرَأُ أَشْجَارُهُ ذَوَاتُ سَوَابِقٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنَّهُمْ لِلَّهِ ثَوَابٌ الدُّنْيَا وَحَسَنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۝ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝



مقتل شاہ شہزادہ سلطان محمد اور بی بی بی بی خانم کی اس مصیبت کے وقت کی دعاؤں کا نقشہ کتاب ہے مگر فرزند شاہ کے انھیں دیکھا تو اس نے نہ دیکھا اور اقلی سلطانہ اور آخرت کی مصالحت نامہ بچا لی گئی تھی۔ اس کے ساتھ جمع ہوئی ہے محسن کو اس وقت کے جیسے بڑے تھیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّي طُفِّعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرْدُوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا  
خِيسِرِينَ ۖ بَلَىٰ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ۖ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ  
كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَهُمْ النَّارُ  
وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ۖ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحْسَبُونَهُمْ بِأَذْيَانِهِ  
حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَزَّعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِمَّنْ بَعْدَ مَا أَرَاكُمْ قَا  
تُجِرُونَ مِنْكُمْ مِمَّنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مِمَّنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ  
عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۖ  
إِذْ تَصْعَدُونَ وَلَا تَلُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْبَارِكُمْ  
فَأَنبَأَكُمْ عَنِ النَّعِيمِ لِكَيْلَا تَغْرَبُوا عَلَىٰ مَا فَاكُنْتُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ  
بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

۱۔ یہ کہ: اللہ تعالیٰ ہم کافروں کی باتیں نہ مانے، تاہم کوئی شہادت ایسی ہو جسے علی بن ابی طالب نے دیکھی ہو کہ کفر سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔  
 ۲۔ یہ کہ: اللہ تعالیٰ ہم کافروں کی باتیں نہ مانے، تاہم کوئی شہادت ایسی ہو جسے علی بن ابی طالب نے دیکھی ہو کہ کفر سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔  
 ۳۔ یہ کہ: اللہ تعالیٰ ہم کافروں کی باتیں نہ مانے، تاہم کوئی شہادت ایسی ہو جسے علی بن ابی طالب نے دیکھی ہو کہ کفر سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔  
 ۴۔ یہ کہ: اللہ تعالیٰ ہم کافروں کی باتیں نہ مانے، تاہم کوئی شہادت ایسی ہو جسے علی بن ابی طالب نے دیکھی ہو کہ کفر سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔  
 ۵۔ یہ کہ: اللہ تعالیٰ ہم کافروں کی باتیں نہ مانے، تاہم کوئی شہادت ایسی ہو جسے علی بن ابی طالب نے دیکھی ہو کہ کفر سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔  
 ۶۔ یہ کہ: اللہ تعالیٰ ہم کافروں کی باتیں نہ مانے، تاہم کوئی شہادت ایسی ہو جسے علی بن ابی طالب نے دیکھی ہو کہ کفر سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔  
 ۷۔ یہ کہ: اللہ تعالیٰ ہم کافروں کی باتیں نہ مانے، تاہم کوئی شہادت ایسی ہو جسے علی بن ابی طالب نے دیکھی ہو کہ کفر سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔  
 ۸۔ یہ کہ: اللہ تعالیٰ ہم کافروں کی باتیں نہ مانے، تاہم کوئی شہادت ایسی ہو جسے علی بن ابی طالب نے دیکھی ہو کہ کفر سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔  
 ۹۔ یہ کہ: اللہ تعالیٰ ہم کافروں کی باتیں نہ مانے، تاہم کوئی شہادت ایسی ہو جسے علی بن ابی طالب نے دیکھی ہو کہ کفر سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔  
 ۱۰۔ یہ کہ: اللہ تعالیٰ ہم کافروں کی باتیں نہ مانے، تاہم کوئی شہادت ایسی ہو جسے علی بن ابی طالب نے دیکھی ہو کہ کفر سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

کاخروں کی بات ماننے میں قسمت ہے: اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں کو کافروں اور منافقوں کی باتوں سے روک دے گا۔ ہر ایمان دار بننا وہ ہے جو اللہ کی قوت بخیر اور آخرت کیلئے قربانی کے لئے اللہ کی چاہت کو ٹھیکے سے نہ کرے اور اللہ کی ہدایت سے کام لے۔ ہر ایمان دار بننا وہ ہے جو اللہ کی قوت بخیر اور آخرت کیلئے قربانی کے لئے اللہ کی چاہت کو ٹھیکے سے نہ کرے اور اللہ کی ہدایت سے کام لے۔ ہر ایمان دار بننا وہ ہے جو اللہ کی قوت بخیر اور آخرت کیلئے قربانی کے لئے اللہ کی چاہت کو ٹھیکے سے نہ کرے اور اللہ کی ہدایت سے کام لے۔

لوگوں میں جو جان کے کٹر کے میں دار خوف اہل دین کا۔

بقاری و مسلم میں حضرت جابر ابن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ باتیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ (۱) میری مدد و رب سے کی گئی ہے مہینہ بھر کی رات تک (۲) میرے لئے زمین مہیا ہو اور فوسلی پاک بچہ بنائی گئی (۳) میرے لئے قیمت کے مال حلال کئے گئے (۴) مجھے شفاعت دی گئی (۵) ہر نبی اپنی قوم کی طرف سے "بیکجا پاتا تھا اور میری بعثت میری نبوت تمام دنیا کے لئے عام ہوئی۔ مسند احمد میں ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں پر اور بعض روایتوں میں ہے تمام امتوں پر مجھے چار فضیلتیں عطا فرمائی ہیں۔ (۱) مجھے تمام دنیا کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا (۲) میرے لئے میری امت کے لئے تمام زمین مہیا ہو کر پاک بنائی گئی میرے امتی کو جہاں نماز کا وقت آجائے وہیں اس کی مسجد اور اس کا غروب ہے (۳) میرا دشمن مجھ سے مہینہ بھر کی رات کو دل و رب سے پر کر دیتا ہے وہ کاٹنے لگتا ہے۔ (۴) میرے لئے قیمت کے مال حلال کئے گئے۔ (۵) اور روایت میں ہے کہ میں مدد کیا گیا ہوں و رب سے ہر دشمن پر مسند کی ایک اور حدیث میں ہے۔ مجھے پانچ چیزیں دی گئیں (۱) میں ہر سرخ و سفید کی طرف بھیجا گیا (۲) میرے لئے تمام زمین و فوسل اور مسجد بنائی گئی۔ (۳) میرے لئے قیمت کے مال حلال کئے گئے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھے (۴) میری مدد و رب سے مہینہ بھر کی رات تک کی گئی۔ (۵) مجھے شفاعت دی گئی تمام انبیاء و عہد السلام نے شفاعت مانگی لیکن میں نے اپنی شفاعت کو اپنی امت کے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو چھار کھی ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دو مسلمان کے دل میں رب اہل یاور و اولاد کی نیت سے موت لگایا۔

جنگ اُحد کے واقعات: پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ چاکر کر دکھایا اور تمہاری مدد کی۔ اس سے بھی یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ یہ وعدہ اُحد کے دن کا تھا تین ہزار دشمن کا فطرہ تھا تاہم مقابلہ پر آتے ہی ان کے قدم اٹھ گئے اور مسلمانوں کو فتح مندی حاصل ہوئی۔ لیکن پھر حیرانہ اندازوں کی دہائی کی وجہ سے اور بعض مصرات کی پست ہمتی کی بنا پر وہ دو ہوشیار تھا کہ کیا۔ پس فرماتا ہے کہ تم انہیں اپنے ہاتھ سے کاٹتے تھے۔ شروع دن میں ہی اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر غالب کر دیا لیکن تم نے پھر بزدلی دکھائی اور نبی کی ہار منی کی ان کی ہتھیاری ہوئی جگہ سے ہٹ گئے اور آپس میں اختلاف کرنے لگے حالانکہ اللہ نے تم کو تمہاری قدرت کی بیخود کھائی تھی۔ یعنی مسلمان صاف طور پر غالب آگئے تھے بل قیمت انھوں کے سامنے موجود تھا اور پھر پھر کربھاکہ کرے ہوئے تھے۔ تم میں سے بعض نے دنیا طلبی کی اور کفار کی بڑبیت کو دیکھ کر بھی انہیں کر کے بل قیمت کی طرف لپکے گو بعض ایک نیت آخرت طلب بھی تھے لیکن اس ہار منی و غیرہ کی بنا پر کفار کی بھرتی آئی اور ایک مرتبہ تمہاری پوری آزمائش ہو گئی غالب ہو کر مغلوب ہو گئے فتح کے بعد شکست ہو گئی۔ لیکن پھر بھی اللہ نے تمہارے اس جرم کو معاف فرمادیا۔ کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ بظاہر تم ان سے وعدہ لو میں اور اسباب میں کم تھے۔ خطا کو معاف ہونا بھی عطا عفو کلمہ میں داخل ہے اور یہ بھی مطلب ہے کہ کچھ ہو بھی کر گئی کہ کچھ بزرگوں کی شہادت کے بعد اس نے اپنی آزمائش کو اٹھایا اور باقی لوگوں کو معاف فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ بالامان لوگوں پر فضل و کرم لکھ دے اور میری کتاب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی مدد بھی اُحد میں ہوئی ہے کہیں نہیں ہوئی۔ اس کے بارے میں ارشاد باری ہے کہ اللہ نے تم سے اپنا وعدہ چاکر کر دکھایا لیکن پھر تمہارے گروہوں سے معاملہ برعکس ہو گیا۔ بعض لوگوں نے دنیا طلبی کر کے رسول کی ہار منی کی یعنی بعض حیرانہ اندازوں نے جنہیں حضور ﷺ نے پہاڑ کے در سے پر کھڑا کیا تھا اور فرمادیا تھا کہ تم یہاں سے دشمنوں کی تلہائی کر دو۔ ہماری بیخود کی طرف سے نہ آجائیں۔ اگر تم دیکھو ہم یہ بھی گئے تو تم اپنی جگہ سے نہ ہٹاؤ اور اگر تم دیکھو کہ ہم یہ طرح غالب آگئے تو بھی تم قیمت فتح کرنے کیلئے بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔ جب حضور ﷺ غالب آگئے تو حیرانہ اندازوں نے حکم عدولی کی دہائی جگہ کو چھوڑ کر مسلمانوں میں آئے اور مال قیمت فتح کر شروع کر دیا مسلمانوں کو کوئی نیال نہ رہا۔ کوئی پاکر مشرکوں نے بھانپنا نہ کیا اور غور و فکر کر کے اس جگہ



















کہ یہ ہر دوں کا وہ بی بی محمدؐ ہے۔ جس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے  
 خطر ہو کر چھوڑ دے۔ جس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے  
 جس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے  
 اس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے

یہی اُمّی امت پر رسول ہیں۔ اس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے  
 اس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے  
 اس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے  
 اس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے  
 اس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے  
 اس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے  
 اس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے  
 اس کی بے شک و شبہ کوئی نے نہ سنا ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کو اپنی بے شک و شبہ سے قیامت سے

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو ان کی کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ آپ صحت کا  
 دل بڑا دہلی میں خود چائے سے اور دلی کو دے دینی سے چلنے سے کسی کو نہ کرنا ہے اور حدیثی اپنے دے ہے۔ نہ دلی  
 کی ایک غریب روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرماتے ہیں کہ کوئی کی کوئی نہ کرنا ہے اور حدیثی اپنے دے ہے۔ نہ دلی  
 طرہ پر حکم کی کتاب میں طرح کی روایت کی ہے نہ دلی

مشورہ کرنا سنت ہے۔ اس آیت میں بھی لکھا ہے۔ تو میں نے اور کرنا ہے کہ اس کے لئے انتظار کرو اور کاموں کا مشورہ ان  
 سے لیا کرو۔ اس کے لئے مشورہ کی کتاب میں ہے کہ کوئی نہ کرنا ہے کہ اس کے لئے انتظار کرو اور کاموں کا مشورہ ان  
 سے لیا کرو۔ اس کے لئے مشورہ کی کتاب میں ہے کہ کوئی نہ کرنا ہے کہ اس کے لئے انتظار کرو اور کاموں کا مشورہ ان  
 سے لیا کرو۔ اس کے لئے مشورہ کی کتاب میں ہے کہ کوئی نہ کرنا ہے کہ اس کے لئے انتظار کرو اور کاموں کا مشورہ ان  
 سے لیا کرو۔ اس کے لئے مشورہ کی کتاب میں ہے کہ کوئی نہ کرنا ہے کہ اس کے لئے انتظار کرو اور کاموں کا مشورہ ان  
 سے لیا کرو۔ اس کے لئے مشورہ کی کتاب میں ہے کہ کوئی نہ کرنا ہے کہ اس کے لئے انتظار کرو اور کاموں کا مشورہ ان  
 سے لیا کرو۔ اس کے لئے مشورہ کی کتاب میں ہے کہ کوئی نہ کرنا ہے کہ اس کے لئے انتظار کرو اور کاموں کا مشورہ ان  
 سے لیا کرو۔ اس کے لئے مشورہ کی کتاب میں ہے کہ کوئی نہ کرنا ہے کہ اس کے لئے انتظار کرو اور کاموں کا مشورہ ان











جہالت میں تھے۔

وَلَمَّا أَصَابَكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّى هَذَا قُلْ هُوَ مِنْ  
عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ التَّغَى الْجَمْعِ  
فَإِذِ اللَّهُ وَلِيَّ الْعَالَمِينَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْادِعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَأَتَّبَعْنَاهُمْ هُمْ لِلْكَفَرِ يَوْمِيذٍ  
أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِنْسَانِ يَقُولُونَ يَا فَوَاحِشَهُمْ تَالَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا  
يَكْتُمُونَ ۝ الَّذِينَ قَالُوا لِلْإِخْوَانِمْ وَقَعْدُوا لَوِ اطَاعُوا مَا قَتَلُوا قَتْلًا فَادْرَأُوهُمْ  
أَنْفُسُكُمْ الْمَوْتُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

کیا جب بھی تم کو کوئی تکلیف پہنچے کہ تم اس میں دو چند پہنچا دیتے ہو تو کہتے ہو کہ یہ کہاں سے آئی؟ کہہ دے کہ یہ خود تمہاری طرف سے ہے، یہ  
فلک اللہ کا ایک چیز پر قادر ہے۔ اور تم کو جو کچھ اس دن پہنچا جس دن اوناہوں میں مذکور ہو گئی تھی وہ سب اللہ کے حکم سے تھا اور اس نے کہ  
اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لے اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے۔ جن سے کہا گیا کہ آؤ لو اللہ میں جہاد کرو یا قافلوں کو بہناؤ تو کوئی گئے کہ اگر  
ہم لڑائی جانتے ہوتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے۔ وہ اس دن بہ نسبت ایمان کے کفر سے بہت قریب تھے اپنے من سے وہ باتیں جانتے ہیں جو ان کے  
دلوں میں نہیں تھیں اور اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔ یہ دو لوگ جن کو خود بھی ٹھیس رہے اور اپنے ایمانوں کی بات کہا کہ اگر وہ بھی  
تمہاری بات لیتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ کہہ کر اگر تم سچ ہو تو اپنی جانوں سے موت کو بہناؤ۔

جنگ اہد کے بقیہ واقعات یہاں جس مصیبت کا بیان ہو رہا ہے یہ اہد کی مصیبت ہے جس میں ستر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید  
ہوئے تھے اور اس سے دو گنی مصیبت مسلمانوں نے کافروں کو پہنچائی تھی یعنی پورے دن ستر کافر قتل کئے گئے تھے اور ستر قید کئے گئے  
تھے تو مسلمان کہنے لگے کہ یہ مصیبت کیسے آئی؟ اللہ فرماتا ہے یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے۔ حضرت عمر بن خطاب کا بیان ہے کہ پور  
کے دن مسلمانوں نے فدیہ لیکر جن کفار کو چھوڑ دیا تھا اس کی سزا میں اگلے سال ان میں سے ستر مسلمان شہید کئے گئے اور صحابہ میں بھارت پر  
کئی حضور رسالت مآب (ﷺ) کے سامنے کے چار اہانت ٹوٹ گئے۔ آپ کے سر مبارک پر خود تھا وہ بھی ٹوٹا اور چہرہ مبارک لبو لہان  
ہو گیا۔ اس کا بیان اس آیت مبارکہ میں ہو رہا ہے (ابن ابی حاتم و مسند امام احمد بن حنبل)۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ  
السلام مول اللہ (ﷺ) کے پاس آئے اور فرمایا محمد (ﷺ) آپ کی قوم کا کفار کو فدیہ کی بنا کر پکڑ لیا اللہ کو پسند آیا آپ انہیں دو باتوں میں  
سے ایک کے اختیار کر لینے کا حکم دیتے یا تو یہ کہ ان قیدیوں کو بارہا انہیں یاد دہانے کے فدیہ وصول کر کے چھوڑ دیں مگر پھر ان مسلمانوں  
میں سے اتنی ہی تعداد شہید ہوگی۔ حضور (ﷺ) نے لوگوں کو منع کر کے دونوں باتیں پیش کیں۔ تو انہیں نے کہا یا رسول اللہ ایہ لوگ  
ہمارے قہر کے ہیں ہمارے رشتہ دار بھائی ہیں ہم کیوں ان سے فدیہ لیکر نہ چھوڑ دیں؟ اور اس مال سے ہم خلافت قوت حاصل کر کے  
اپنے دوسرے دشمنوں سے جنگ کریں گے اور پھر جو ہم میں سے اتنے ہی آدمی شہید ہوں گے تو اس میں ہماری کیا بے لٹی ہے؟ چنانچہ جہالت



وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿۱۶﴾  
 وَحِينَ يَمُوتُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ  
 خَلْفِهِمْ أَلا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۷﴾ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ  
 وَفَضْلٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۸﴾ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ  
 مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۹﴾ الَّذِينَ  
 قَالُوا لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا  
 حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿۲۰﴾ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَسْأَلْهُمْ سَوْءًا  
 وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿۲۱﴾ إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ  
 أَوْلِيَائِهِ ۖ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا اللَّهَ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۲۲﴾

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں ان کو ہر آدمی سمجھتا ہے کہ وہ مر چکے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل جو انہیں دے رکھا ہے اس سے بہت خوشی میں اور خوشیاں منارہے ہیں اور ان لوگوں کی یہ فکر ان سے ان کے پیچھے ہیں جو کہ ان پر تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ شکستہ ہوں گے اور نہ وقت میں اللہ کی قوت اور فضل سے ہراس سے بھی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اور راہ میں گمراہ ہیں تو ان کے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے رحم و کرم کی اس کے بعد کہ انہیں پوچھا جائے کہ تم نے ان سے سے ہستوں سے کتنی کی اور یہ چیز گہری برقی ان کے لئے بڑا بھاری اثر ہے۔ وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلہ پر القرباع کر کے ہیں تم ان سے خوف رکھا۔ تو اس وقت سے انہیں ایمان میں اور بڑھادار کرنے لگے کہ ان کا اللہ کا ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کی قوت اور فضل کے ساتھ یہ لوگ راہ میں کوئی نہ آئی نہ پہنچی انہوں نے اللہ کی رضا مندی کی یہی ہوئی کہ اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے۔ تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو اگر تم ایمان دار ہو۔

شہادت کی فضیلت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شہید فی سبیل اللہ دیا میں اور اے جانتے ہیں لیکن آخرت میں ان کی رومیں زندہ رہتی ہیں اور روزیادوں پاتی ہیں۔ اس آیت کا ثامن نزول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چالیس بائیس صحابہ کو حج معونہ کی طرف بھیجا تھا۔ یہ جماعت جب اس عار تک پہنچی کہ اس کنویں کے اوپر بھی تو انہوں نے وہاں پہنچا دیا اور انہیں میں کہنے لگے کہ کون ہے جو اپنی جان جو کھوں میں ڈال کر اللہ کے رسول ﷺ کا بھگدیاں تک پہنچائے۔ ایک صحابی نے اس کے لئے تیار ہونے اور ان لوگوں کے گھروں کے پاس آکر یہ آواز بلند فرمایا ہے معونہ والو سنو میں اللہ کے رسول ﷺ کا قصہ بھون بھون میری گواہی ہے کہ معبود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سنتے ہی ایک کافر اپنا تیر سنبھالے ہوئے اپنے گھر سے نکلا اور اس طرح ناک کر لگا کر لاکھ کی پھلی سے اوجھر کی پھلی میں اور پار لگایا اس صحابی کی زبان سے یہ بات نکلا ﴿لَوْ تَرَوْهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَائِفِينَ﴾ کہ

















[illegible]

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۖ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ أَيْدِيَكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَالِمٍ لِّلْعَبِيدِ ۚ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عِهْدُ الْبَيْتِ الْأَثَرُ مِنَ الرُّسُولِ حَتَّى يَأْتِيَنَّاهُمْ بِبُرْهَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّن قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَالَّذِينَ قُلْتُمْ قَوْلًا قَتَلْتُمُوهُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ رَسُولٌ مِّن قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۚ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو قول بھی عطا جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ قسم ہے کہ اگر وہ توخر میں ہی ہے اس قول کو ہرگز کھلیں گے اور وہی کاٹنا۔  
 اللہ تعالیٰ کو یہ وجہ عقل رکھی کہ اللہ تعالیٰ نے جس نے کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب جہان اس کا تیار کیا۔ انھوں نے پہلے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے  
 بندوں کو حکم کرنے والا نہیں۔ یہ لوگ جیسا جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم کیا ہے کہ کسی سال کو ہمیں بھوکہ دے گا۔ یہاں اس کی قربانی





كُلُّ نَفْسٍ ذَلِيلَةٌ الْمَوْتُ وَإِنَّمَا تُؤْكَلُونَ أَجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَنْ زُحِرَ عَنْ  
النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيُوتُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاءٌ تُعْرَبُونَ لَتُبْلَوُنَّ  
فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ  
الَّذِينَ آمَنُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَاتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ

[illegible][illegible][illegible]











کئے سب فاکا جام لی پئے۔ نہ ذات اللہ کو کھینچیں اور نہ ذات صغرت مبدلہ نہ ان کو اس کا رخا ہے اور کھینچیں جو اس شکل کے سحر اور اکی جائیں اس تمام کلام سے افعلی ہیں جس میں مدی دانت ٹوڑ دلی لکھو دیکھ لی تھی۔ خود یہ "نہی صغرتی" فرماتے ہیں اب اسی آدم اپنے بہت کے تیرے مسد میں کھانچے سے کھینچتے ہیں پی اور تیرے حصہ میں ماسوں نے کھینچو میں میں تو آخر کھینچتی باتوں پانچہ الجہا پر اور اپنے اقل پر فورہ کر کے۔ کھینچیں کیوں کہ قول ہے کہ وہ کھینچ دیا کی چیز اور پھر جہت عاصی سے نظر ادا ہے اس غفلت کے نہ دے اس کی دلی کی انکھیں تو اور چاہتی ہیں۔ مگر بڑے اہل عادت حالی کا فرما ہے کہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا خیال کرتے تو یہ توڑنے سے بفرمایاں نہ ہوتیں۔ مگر یہ۔ مرنے میں جہتیں فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے صحابہ سے ملے کہ وہ ان کی روشنی اور جوت غور قرار اور مراقبہ۔ کئی اہل مہم سجدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ میں تو اسے ضعیف انسان ایمان نہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے اور بارگاہی ماحذری اور کھینچنے کے سحر اور اپنا کھمبہ دل کو بکالے آبی انکھوں کو دانا کھانچے انہم کو صبر کی موت کھانچے اس کو فورہ کر کے نہ دیا کھال کی۔ ان کی کفرانہ۔

احمد المؤمن حضرت عمر بن عبد العزیز ایک مرتبہ مجلس میں بیٹھے ہوئے روئے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دنیا میں ہر اس کی لہ توں میں ہر اس کی خواہشوں میں فورہ قرار کیا اور جہت حاصل کی اب نیچے پر پہنچا تو میری انگلیں ختم ہو گئیں حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص نیچے اسی میں جہت نصرت ہے اور عطا ہے۔ مسین بن عبد الرحمن نے بھی اپنے مشورہ میں انہوں کو خوب بھولایا ہے۔ جس اللہ تعالیٰ نے اپنے ان کی مدد شاپین کی نہ مخلوقات اور کائنات سے جہت حاصل کریں اور نصرت میں اور ان لوگوں کی مدد میں ہے کہ ان کو جو دہت نہ انکھوں پر فورہ کریں انہوں کی مدد میں ہیں وہ ہے کہ یہ لوگ اچھے چھتے چھتے وہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں زمین و آسمان کی ہر اہل میں فورہ کر رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ انہوں نے عقل کو جہت اور باری اور میں علیہ السلام حق کے ساتھ چلے آیا ہے تاکہ ان کو باری کا بار اور نیکیوں کا بدلہ عطا کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں کہ وہ اس کے منہ ہے کہ کس چیز کو کھینچے اس کے لائق خلق کے بدلہ داندہ سے کائنات اور جہت اس کے انکھوں اور بیوں سے پاک ذات ہیں اپنی قوت و عظمت سے ان کو ان کی توفیق۔ یعنی فراموشی سے ہم جہت۔ خدا اس سے نجات پائیں اور جہت حقوں سے مایل ہو کر جہت میں اعلیٰ ہو جائیں۔ یہ وہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ حق تو جہنم میں لے جائے اسے تو نے پرلا کر اور دلیل و قول نہ کر دیا اور جمعہ کے سامنے نہیں۔ خدا پانچہ لوگ کوئی دہر نہیں دیکھتا تو تو پھر اسے نہ بھانکتے تھے۔ وہ اس کے آگے آگے اسے وہ اب اتنے بے پار نہ۔ یہ کہلا۔ وہی باوجود ایمان اسلام کی طرف۔ ذات۔ مگر اس سے غفلت ہے۔ جو فرماتے ہیں کہ اپنے دل پہ ایمان اور ہم ایمان اپنے دل پر جہت اور ایمان۔ وہ اندک ایمان اور ایمان کی وجہ سے تار۔ لوگوں کو معاف فرماں کی پروا ہے کہ انہوں نے ایمان و ایمان سے دور کر کے اور ہمیں سامع اور شیعہ ان لوگوں کے ساتھ ملے۔ تو اب ہم سے جو دہر۔ اپنے اسوں کی ذہنی کھینچتے ہیں انہیں چورے کر اور یہ معصوب بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو دہر تو اسے اپنے رسول پر ایمان لائے کا لیا تھا۔ لیکن یہ سلا سلی ظاہر ہے۔

مند احمد کی حدیث میں ہے مسلمان اور اہل میں سے ایک ہے میں سے قسمت نے دن اللہ تعالیٰ حجاب و انکھوں کو لکھا کر۔ حاجن پر سب کتاب ہی نہیں انہیں سے چھان نہ اور طیرا انہیں کے جو دہر کہ اللہ تعالیٰ کے پاک جانم کے بیٹے شیعہ وہی کی مہم ہوں گی جن کے سر کھینچے ہوئے ان کے ہاتھوں میں ہوئے ان کی کراہی کی دگوں سے خون جانی ہو گا یہ کہتے ہوں گے۔ اب اللہ ہم سے جو دہر ہے اپنے رسول کی معرفت تو نے کھینچے ہیں انہیں چورے اور میں تباہت کے دن۔ روح کر تو دہر۔ وہی ہے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے یہ دہر ہے جہت میں انہیں نہ پڑ میں فصل لانا۔ یہ اس میں فصل کر کے پاک صاف کرے۔ چلے

























بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿۱﴾

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاللَّهُ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ ۖ وَالْأَرْحَامُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝

اے انسان! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اس سے تم کو جوڑ دیا اور تم سے کثیرا کثیرا لڑکے اور عورتیں پیدا کیں۔ اور اللہ ہی ہے جس سے تم سوال کرتے ہو۔ اور رشتہ دار! اللہ ہی تم پر ناظر ہے۔

تقریباً انسان کے خلق کے بارے میں قرآن مجید میں دو مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ پہلا مقام سورہ نساء میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اس سے تم کو جوڑ دیا اور تم سے کثیرا کثیرا لڑکے اور عورتیں پیدا کیں۔ دوسرا مقام سورہ احزاب میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اس سے تم کو جوڑ دیا اور تم سے کثیرا کثیرا لڑکے اور عورتیں پیدا کیں۔

یہ دونوں مقامات ایک ہی واقعہ کے دو مختلف احوال ہیں۔ پہلا مقام سورہ نساء میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اس سے تم کو جوڑ دیا اور تم سے کثیرا کثیرا لڑکے اور عورتیں پیدا کیں۔ دوسرا مقام سورہ احزاب میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اس سے تم کو جوڑ دیا اور تم سے کثیرا کثیرا لڑکے اور عورتیں پیدا کیں۔

ان دونوں مقامات میں ایک ہی واقعہ کے دو مختلف احوال ہیں۔ پہلا مقام سورہ نساء میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اس سے تم کو جوڑ دیا اور تم سے کثیرا کثیرا لڑکے اور عورتیں پیدا کیں۔ دوسرا مقام سورہ احزاب میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اس سے تم کو جوڑ دیا اور تم سے کثیرا کثیرا لڑکے اور عورتیں پیدا کیں۔

یہ دونوں مقامات ایک ہی واقعہ کے دو مختلف احوال ہیں۔ پہلا مقام سورہ نساء میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اس سے تم کو جوڑ دیا اور تم سے کثیرا کثیرا لڑکے اور عورتیں پیدا کیں۔ دوسرا مقام سورہ احزاب میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اس سے تم کو جوڑ دیا اور تم سے کثیرا کثیرا لڑکے اور عورتیں پیدا کیں۔





















لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الشُّدُسُ مِمَّا شَرَكُوا إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَهُ وَلَدٌ وَ  
وَرِثَتْهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ الشُّدُسُ مِنْ بَعْدِ  
وَصِيَّتِهِ يُوْصِي بِهَا أَوْ ذِينَ الْإِثْمِ وَأَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كُنَّا أَقْرَبُ إِلَيْهِمْ أَفَلَمْ  
تَفْعَلُوا فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا





















كُرِهْتُمْ مَنْ قَعَىٰ أَنْ يَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ لِدَفْعِهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۖ وَإِنْ ارْتَدْتُمْ  
سَبَدًا لَوْ كَانَ زَوْجٌ وَتَيَّمْتُمْ مَحْضًا قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا اتَّخَذْتُمْ  
بِهَا نَافِلَةً مُبِينًا ۚ وَلَبِثَ تَأْخُذُونَ وَقَدْ أَقْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ  
مِنْكُمْ فَيَسْأَلُ عُلْيَا ۖ وَلَا تَتَكَلَّمُوا لَهُ ۚ أَبَاؤُكُمْ مِنْ آيِسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ  
فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۚ

[illegible][illegible][illegible]

[illegible][illegible]

یہ نذرانہ سب سے پہلے ان کے ہاں سے لیا گیا۔ ان کے ہاں سے لیا گیا۔ ان کے ہاں سے لیا گیا۔

[illegible]







وَحَلَّاهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ مِنَ الذِّمِّ مَنْ أَصْلَاكُمْ وَأَنْ تَجْعُلُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا رَحِيمًا

[illegible]











































[illegible][illegible][illegible]

















































نہایت پر۔ علامہ لارڈ اپنی رائے یہ ہے کہ وہ خود شاہی تاج پہن کر مذہب آپ کا شہرہ بڑھانے کے لیے یہاں پہنچے۔  
 وہاں سے پہلے دوسری طرف میں مآخون و قاریوں سے ملتا ہوا ہے۔ یہاں پر ایک ایسی ہی طرح کی ایک عورت  
 دونوں شخصوں کا بھی یہاں چھائی ہے۔

اور ان دونوں کے ساتھ ایک عورت تھی جس نے اپنے ہاتھوں میں دو چھوٹی عورتوں کو ہاتھوں میں  
 اپنے پاس قریب میں رکھا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں ایک بچہ تھا۔ ان کے ہاتھوں میں ایک بچہ تھا۔ ان کے ہاتھوں میں ایک بچہ تھا۔  
 وہاں سے پہلے دوسری طرف میں مآخون و قاریوں سے ملتا ہوا ہے۔ یہاں پر ایک ایسی ہی طرح کی ایک عورت  
 دونوں شخصوں کا بھی یہاں چھائی ہے۔

پھر فریڈ نے کہ اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہے۔ وہاں سے پہلے دوسری طرف میں مآخون و قاریوں سے ملتا ہوا ہے۔  
 یہاں پر ایک ایسی ہی طرح کی ایک عورت دونوں شخصوں کا بھی یہاں چھائی ہے۔









ایمان والا اس سے پہلے کہ ہم تمہاری صورتیں صبح کر دیں یعنی منہ اٹکے گراں آنکھیں بھائے اور صبح کے اور صبح ہو جائیں۔ یا یہ مطلب کہ تمہارے چہرے سے منہ پر آنکھیں کان ہر گز سب مت جائیں پھر یہ مسخ چہرہ بھی اٹا ہوا ہے۔ یہ بظاہر ان کے کراوت کا بدلہ ہے۔ یہ بھی حق سے ہمت کر باطل کی طرف ہدایت سے بھر کر ملامت کی جانب ہر گز سے پہلے ہمارے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں دھمکا تا ہے کہ میں بھی اسی طرح تمہارا منہ اٹا دوں گا تاکہ تمہیں پہچنے جو وہ چنانچہ تمہاری آنکھیں گدلی کی طرف کر دوں گا۔ اور اسی تفسیری تفسیر ہض نے ہے ﴿إِنَّا جَعَلْنَا فِيْ أَعْيُنِهِمْ غُصَّةً﴾ اے نبی کی آیت میں بھی کی ہے۔ فرض یہی ہر مثال ان کی گمراہی اور ہدایت سے دور نہ جانے کی بیان ہوئی ہے۔ حضرت جابر سے مروی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ ہم تمہیں کچھ حق کے راستے سے تھکلی دیں اور گمراہی کی طرف متوجہ کر دیں ہم تمہیں کافر بنادیں اور تمہارے چہرے بند کر دیں۔ ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ لو کہ دنیا یہ تھا کہ فرض جہاد سے بلا شام میں پہنچا دیا۔ یہ بھی مذکور ہے کہ اسی آیت کو سن کر کعب اہل ہاشم شرف ہمسامہ ہوئے تھے۔ ان دنوں میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے سامنے حضرت کعبؓ کے اسلام کا تذکرہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا (حضرت کعبؓ) (حضرت) مگر کے زمانے میں مسلمان ہونے سے پہلے دین اہل حق جانتے ہوئے مدینہ میں آئے حضرت عمرؓ ان کے پاس گئے اور فرمایا کعبؓ! مسلمان ہو جانے انہوں نے جواب دیا تم تو قرآن میں پڑھتے ہو تو اقرآن سے انہوں نے اے نبیؐ کی مثال گدھے کی سی ہے جو بوجھ والا ہونے سے ہواور یہ بھی تم جانتے ہو کہ میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں جو تو اقرآن کو لگے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں چھوڑ دیا۔ یہ یہاں سے چلی کر تمہیں پہنچے وہاں تاکہ ایک شخص بنوان کے گھر لائے جس سے تمہارا آیت کی عادت کر رہا ہے۔ باب اس نے آیت فخر کی انہیں ڈر لگنے لگا کہ تمہیں کچھ اس آیت کی وعید مجھ پر صادق نہ آجائے اور میرا منہ مٹ کر پٹ نہ جائے۔ یہ جھٹ سے کہنے لگے ﴿يَا زَيْدَ أَسْلَمْتُ﴾ میرے اللہ تعالیٰ میں ایمان آیا۔ پھر تم سے ہی واپس اپنے وطن بن میں آئے اور یہاں سے اپنے تمام گمراہوں کو لے کر سارے کئے سمیت مسلمان ہو گئے۔ ابن ابی حاتم میں حضرت کعبؓ کے اسلام کا واقعہ اس طرح مروی ہے کہ ان کے استاد ابو مسلم غنویؓ ان کے حضور ﷺ سے دے لگائے کی وجہ سے ہر وقت انہیں ملامت کرتے رہتے تھے۔ پھر انہیں پہنچا کہ یہ وہ ہیں آپ ﷺ وہی پیغمبر ہیں جن کی خوش خبری اور اوصاف تو راقہ میں ہیں۔ یہ آئے تو فرماتے ہیں جب میں مدینہ شریف پہنچا تو کہاں میں نے تاکہ ایک شخص قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کر رہا ہے کہ اے اس کتاب جو ہم نے اتار ہے تو تمہارے پاس کی کتاب کو سچانے والا ہے اس پر اس سے پہلے ایمان والا کہ ہم تمہارے منہ مٹا دیں اور انہیں اٹا کر دیں۔ میں چونکہ اٹھا اور جلدی جلدی حمل کرنے بیٹھ گیا اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا جاتا تھا کہ کہیں مجھے ایمان لائے میں دیر نہ لگ جائے اور میرا چہرہ والا نہ ہو جائے۔ پھر میں بہت جلد آکر مسلمان ہو گیا۔ پھر فرماتا ہے یا ہم ان پر لعنت کریں جیسے کہ بدعت والوں پر ہم نے لعنت جازل کی یعنی جن لوگوں نے بدعت والے دن میلے کر کے شکار کیا تھا تاکہ انہیں اس کام سے ممانعت کر دی گئی تھی انہیں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہند اور سورہ ہارے گئے۔ ان کا مفصل واقعہ سورہ اعراف میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر فرمایا اللہ کے کام چارے ہو کر رہتے ہیں۔ وہ جب کوئی قسم کر دے تو کوئی نہیں ہوا اس کی مخالفت یا ممانعت کر سکتے۔

پھر خبر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کے جانے کے گناہ کو نہیں بخشتا یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ شرک ہو اس پر بخشش کے دروازے بند ہیں۔ اس جرم کے سوا اور گناہوں کو خواہ وہ کیسے ہی ہوں جس کے چاہے بخش دیتا ہے۔ اس آیت کریمہ کے متعلق بہت سی حدیثیں ہیں ہم یہاں بظہر آسانی ذکر کرتے ہیں۔ پہلی حدیث بحوالہ مسند احمد۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہوں کے تین درجہ ہیں ایک تو وہ جس کی اللہ تعالیٰ کچھ پروا نہیں کرتا تو دوسرا وہ جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہیں مہوڑتا تیسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشتا۔ پس جسے وہ بخش نہیں دے شرک ہے۔ اللہ عز و جل خود فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے







توبہ کرنے والوں کے لیے توبہ کی بات ہے۔ ان میں سے کچھ توبہ کرنے والے ہیں، کچھ توبہ کرنے والے ہیں، کچھ توبہ کرنے والے ہیں۔

توبہ کرنے والوں کے لیے توبہ کی بات ہے۔ ان میں سے کچھ توبہ کرنے والے ہیں، کچھ توبہ کرنے والے ہیں، کچھ توبہ کرنے والے ہیں۔

توبہ کرنے والوں کے لیے توبہ کی بات ہے۔ ان میں سے کچھ توبہ کرنے والے ہیں، کچھ توبہ کرنے والے ہیں، کچھ توبہ کرنے والے ہیں۔

الَّذِينَ يَزْكُونَ نَفْسَهُمْ بِإِلَهِ اللَّهِ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَلَا يَظْلِمُونَ  
فَتِيلًا ۚ أُنْظِرْ كَيْفَ يَقْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَكَفَى بِهِ إِثْمًا مُبِينًا ۚ  
الَّذِينَ آتَوْا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ  
وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ  
الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ۚ

توبہ کرنے والوں کے لیے توبہ کی بات ہے۔ ان میں سے کچھ توبہ کرنے والے ہیں، کچھ توبہ کرنے والے ہیں، کچھ توبہ کرنے والے ہیں۔

توبہ کرنے والوں کے لیے توبہ کی بات ہے۔ ان میں سے کچھ توبہ کرنے والے ہیں، کچھ توبہ کرنے والے ہیں، کچھ توبہ کرنے والے ہیں۔



کیا تو اہل کتاب ہو، اس طرح وہ بھارت کا توہم بکتر میں پڑا کھینچا انہوں نے کہا تم کہنا کہ وہ لوگ ہیں۔ تو اہل مکہ نے کہا کہ اسرار مخفی کرتے ہیں انہیں ان لوگوں کے کھاتے ہیں انہی چلاتے ہی ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں انہیں لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور کھینچتا تو مسطور میں ہمارے دھنچے آتے تو انہیں کا ساتھ ساتھ ہیوں کے چروانے دے دے جو تمہیں غدار میں سے ہیں اب غدار تمہیں ملے ہیں وہ تو ان دونوں نے کیا تم بکتر ہو اور تم زیادہ وسیع رہتے ہو جس پر یہ آیت اتنی دوسری دہشت میں ہے کہ انہی کے بارے میں ﴿وَإِنْ شَأْنُكَ فَمَوْلَا الْأَنْتَرِ﴾ بھارتی ہے۔

یہ لوگ اہل عرب اور عیسائی کے دھرم اور مذہب عرب میں مسطور اگر مہینے کے خلاف اہل مکہ رہتے اور حبیب کی عقیم چاری میں تھے اس وقت حبیب یہ قریش کے پاس آئے تو قریشوں نے انہیں عالم دور و دلیس چن کر ان سے پوچھا کہ تمہارا ہمارا میں اچھا ہے یا تمہارا تمہارا تو ان لوگوں نے کہا تمہارے بن راسلے اور ان سے زیادہ صحیح کرتے ہو اس پر یہ آیت اتنی اور خردی ملتی ہے۔ یہ اعلیٰ کر دے اور ان کا کام و محاورہ بنیاد اور آخرت میں کوئی نہیں اس سے کہ صرف کھڑا کو اپنے ساتھ ماننے کے لئے بطور چاہی اور خوشامد کے یہ کھاتے اپنی مصروفیت کے خلاف کھڑے ہیں لیکن یہ دیکھ لیں کہ یہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یہی ہو کر بدست ان کے لئے کہ وہ عرب کو بنا کر کے تمام تر قوت و طاقت اعلیٰ کر کے ان لوگوں نے مدینہ شریف پر چڑھائی کی یہاں تک کہ وہ اس لڑنے لکھنے کو مدینہ کے ارد گرد کو دھکی دھکی پڑی۔ لیکن یہ آخر اٹھائے دیکھ لیا کہ ان کا کمر انہی پر لٹ آیا یہ غریب و خاسر رہے ہمارا دیکھو مہینے اس میں مرلا خالی رہا بلکہ ہمارا ہی ہو وی نقصان عظیم کے ساتھ تو خانا پڑا اور خالی نے مومنوں کی کھاتہ آپ کی اور اپنی قوت و عزت سے انہیں اور ہم سے مل کر دیا تو کھڑا کھیرا اٹھا۔

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ إِذَا الْكُفُّونَ النَّاسُ نَقِيرًا أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مَّا لَدُنَّا عِظَمًا فِيمَهُمْ مَّنْ أَمَنَ بِهِ وَوَعَدْنَاهُمْ مِّنْ صَدَقَاتِنَا وَكُفِّي بِهَتَّهُمْ سَعِيرًا

یہاں کوئی حد و سبب میں ہے اگر ایسا نہ ہو تو ہم انہی کو تیرا کھڑا کر دے انہی کو تیرا کھڑا کرتے ہیں انہی پر جو قصہ توہنی نے اپنے عقل سے انہیں دیا ہے۔ جس نام سے توہنی انہیں کو کتاب و رحمت محمدیہ نے دے دی ہے انہی کو عقل و حکمت دی ہے۔ چاروں میں سے انہیں نے انہیں کو کتاب و عقل دی ہے۔ انہیں نے دیکھ لیں۔ انہیں نے دیکھ لیں۔ انہیں نے دیکھ لیں۔

یہ وہ انصاف کی کوئی اور امداد۔ یہاں انصار ان کے حواس پر ہے کہ کیا ملک کے کسی حصہ کے مالک ہیں یا نہیں ہیں۔ یہ ان کی نفسی بیان ہوتی ہے کہ اگر انہیں ہر قوم کی کسی کو اور سماجی فطرت کے لئے دے دیا جائے تو انہیں ان کے ان آخری ذخیرہ کے لئے انہیں کوئی دینے ہر کچھ کی عقل کے اور میان کو پروردگار ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے۔ ﴿وَإِن لَّا نَفْعُ لَتَصْلَحُنَّ عِزًّا﴾ اور بعد میں چوتھیں اور پھر یہ ہے کہ انہیں کے خزانوں کے مالک ہوتے تو تم خرچ ہو جائے گے خوف سے بالکل ہی روک دیتے کہ غایب ہے کہ وہ تمہیں کوئی تمہیں کوئی نہیں آراؤں دے ہی لئے دے دے کہ انسان پرانی عقل ہے۔ اس قسم کے بیان نے بعد میں ان کا مدینہ پر ہوا ہے کہ انہیں کو کرم اللہ تعالیٰ نے جو دی بھاری بھاری دی ہے اور آپ ﷺ نے انہیں کو عرب





فرمایا میں نے اسی طرح حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے۔ حضرت زین العابدینؑ فرماتے ہیں پہلی کتاب میں لکھا ہے کہ ان کی کھالیں چالیس ہاتھ یا چھتر ہاتھ کی ہوں گی اور ان کے ہیٹ اتنے بڑے ہوں گے کہ اگر ان میں پہاڑ کھایا جائے تو بھج جائے۔ جب ان کھالوں کو آگ کھائے گی تو اور کھالیں آجائیں گی۔

ایک حدیث میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ جہنمی جہنم میں اس قدر بڑے بڑے ہاتھ چائیں گے کہ ان کے کان کی ٹوک سے سوئے حساسات سال کی راہ پر ہو گا اور ان کی کھال کی موٹائی ستر ذراع ہو گی اور ہلکی مثل لہو پہاڑ کے ہو گی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد کھال سے لباس ہے۔ لیکن یہ ضعیف ہے اور ظاہر لفظ کے خلاف ہے۔

پھر نیک لوگوں کا انعام بیان ہو رہا ہے کہ وہ جنت عدن میں ہوں گے جس کے پتے پتے پر عسریں جہانری ہوں گی کہ جہاں جاہل انہیں لے جائیں اپنے نکالت میں ہلاکت میں راستوں پر غرض جہاں بی چاہے وہاں وہ پاک نہیں رہنے لگیں گی۔ پھر سب سے اعلیٰ لطف یہ ہے کہ یہ تمام نعمتیں ابدی اور بے شک واپسی ہوں گی نہ انہیں زوال آنے میں کی ہونہ وہ وہاں لے جائیں نہ وہاں نہ سڑیں نہ جھریں نہ خراب ہوں نہ ختم ہوں۔ پھر ان کے لئے وہاں شیش و طلا کی گندگی اور پلیدی سے میل جیکل اور بوہاس سے رطیل عسوں اور وہابی افلاک سے پاک بیاباں ہوں گی۔ اور گھنے لمبے چوڑے ساتے ہوں گے جو بہت فرحت والے بڑے سرد والے راحت افزا دل خوش کن ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جنت میں ایک درخت ہے جس کے ساتے ساتے ایک سو سال تک بھی ایک ایک وار چلا جائے تو اس کا سایہ فحتم نہ ہو یہ شجرہ قائم ہے۔ (ابن جریر)

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ۚ وَإِذْ أَكُنْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا

اللہ تعالیٰ تمہیں تاکید کرتا ہے کہ امانتوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ اور ہر ایک کو اپنے امانت کے ساتھ امانتوں سے فیصلہ کرنا بھیجتا ہے۔ جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کر رہا ہے۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ شہادت دیتا ہے۔

امانت کی قسمیں اور ادائیگی امانت کی تاکید: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو تیرے ساتھ امانت دہری کا ہر تاؤ کرے تو اس کی امانت اور کرو اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے تو اس کی خیانت مت کر (امام احمد و ابی سنن)۔ آیت کے الفاظ عام ہیں اللہ تعالیٰ عز و جل کے کلی حقوق کی ادائیگی کو بھی شامل ہیں جیسے روزہ نماز زکوٰۃ کفارہ وغیرہ اور بندوں کے آپس کے کلی حقوق کو بھی شامل ہیں جیسے امانت دہی ہوئی چیزیں وغیرہ پس جس حق کو جو ادا نہ کرے گا اس کی پکار قیامت کے دن ہو گی۔ صحیح حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ہر حق دار کا حق اسے دلوایا جائے گا یہاں تک کہ بے سیٹک والی بکری کو اگر سیٹک والی بکری نے مارے تو اس کا بدلہ بھی دلوایا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ شہادت کی وجہ سے تمام گنہگار مت چلتے ہیں مگر امانت نہیں ملتی جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوا ہو اسے بھی قیامت کے دن دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اہل امانت اور کرو۔ جواب دے گا کہ تو اب ہے نہیں میں کہاں سے اسے ادا کروں۔ فرماتے ہیں پھر دو چیز اسے جہنم کی تھ میں نظر آئے گی اور کہا جائے گا اسے لے آ۔ وہ اسے اپنے کندھے پر ادا کر لے چلے گا لیکن وہ اگر پائے کی بھر اسے لینے جائے گا آپس اسی مذاہب میں دو جہاد ہے گا۔ حضرت زکوانؓ اس روایت کو سن کر حضرت برداءؓ کے پاس آکر بیان کرتے ہیں۔ دیکھتے ہیں میرے بھائی نے جی کا بھر قرآن کی اس آیت کو پڑھتے ہیں۔ ابن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہیں ہر نیک و بد پر یہی حکم ہے۔ ابو العالیہؓ فرماتے ہیں جس چیز کا حکم دیا گیا اور جس چیز سے منع کیا گیا وہ سب





[illegible]















[illegible][illegible]







يَقُولُوا هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ نُسَبِّحُكُمْ سِتَّةُ يَوْمٍ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ بِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ  
قُلْ مَنْ عِنْدَ اللَّهِ فَمَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكْذِبُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا  
مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنَ نَفْسِكَ وَأَنْ  
أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا نَارِسُورًا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا

[illegible][illegible]

ای منہم کو، میری آواز میں امر صرف ہونے کی ہے۔ ج۔ ویقول اللہ عزوجل لا یزکک حورۃً <sup>۱۰۸</sup>۔ مطلب





لڑائیوں میں جنگجوؤں سرکوں میں گم گاہات تھیں پھر ان کے قتل و لہو لہو سے جسم کا کوئی عضو ایسا نہ  
تھے جس کوئی شخص یہ نہ سارے میں یہ مجھے کا گوارا، تجھ کو تو یہ نہیں ہے کہ میں ان تک جس موت نہ ملے جس کا  
ہرگز نہ پہنچے، یہ وہی موت ہے، یہ وہی جہاں میں زندگی سے نفی ہے اسے الے ہمارے کذا سے جتنی نہیں۔

موت ایک اصل حقیقت ہے، پھر فرما دے کہ موت کے پہلے سے بلند والا مفہود اور محفوظ نقطہ ہے، عمل بھی نہیں ہے۔  
بعضوں نے کہا ہے کہ موت سے آسمان کے پورے ہیں، لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ یہ ہے کہ مراد مختلف مقامات ہیں یعنی کسی  
حالت سے موت سے کی جائے لیکن وہاں وقت سے آگے چلے نہیں، یعنی وہاں کا شعر ہے کہ "موت سے بھاگنے والا کوئی نہ بھاگے"  
اسباب آتی بھی جگہ کر کے اس سے کوئی نفع نہیں پہنچتا۔

ایک قول ہے: "ما مضیٰ فاما مضیٰ اور مضیٰ بلکہ مضیٰ ہی مضیٰ میں ہیں اور نہیں ہیں، دونوں میں فرق کے حامل  
ہیں کہتے ہیں کہ قول کا معنی معلوم دوسرے کا معنی مزید یعنی چلنے سے۔ من جری اور من جری نام میں اس وقت یہ وقت معلوم تھا  
جہاں حضرت نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے زمانے میں ایک عورت حاملہ تھی جب اسے روک دیا گیا اور وہی تو اس نے اپنے  
ملازم سے کہا کہ جو ان کے لئے آواز دہاؤں، نکلا تو دیکھ کہ دروازے پر ایک شخص کھڑا ہے جو جھٹکے کی دکان پر بیٹھا ہے اس  
نے کہا "اے اے" کہ میں یہ بڑی ایک سو آدمیوں سے زنا کرتے کی طرح اس کے ہاں اب جو شخص ملازم ہے اس سے۔ کاشکے ہو گا  
اور ایک کڑی اس کی موت کا قاضی بنے گا۔ یہ شخص سب سے بڑا تھا اور آج ہی ایک تاجر جی نے کہا کہ اس نے کہا کہ اس نے کہا کہ اس نے کہا  
اور اسے مردہ تھوکر وہاں سے بھاگ نکلا۔ اس کی دکان پر اس کو دیکھ کر اس نے کہا کہ اس نے کہا کہ اس نے کہا کہ اس نے کہا کہ اس نے کہا  
جس سے اس کا زخم میرا بے اختیار نہ ہو گیا، یہ بڑی بدعت کو مٹانے کی اور حق میں، فیضی قتل موت کی یہ بدعتی میں چھٹی  
دوسرے وہ ملازم سند کے راستے گئے پھر ان کا مکان ترغیب اور بہت، قہر ان کی ہل میں کہ بہت موت ہو رہی ہے، اسی اپنے گاؤں  
میں آگیا اور ایک بڑا عورت کو لے کر کہا کہ میں نکلتا کر دیکھوں گا کہ میں جو بہت خوبصورت عورت ہوں اس سے میرا کاح کرنا  
وہ یہ عورت تھی اور جو کچھ شہر میں اس کی سے زیادہ خوش شکل کوئی عورت نہ تھی کتنی پیغام والا دستور ہو کیا گاتے بھی ہو گئے  
اور وہاں ہو کر یہ اس کے یہاں آگئی کئی روزوں میں ان میں بہت محبت ہو گئی۔

ایک دن ذکر الہام میں اس عورت نے اس سے پوچھا آخر آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں یہاں کیسے آئے وہ فرما دے  
اپنا تمام باہر ایمان کر۔ اس میں یہاں ایک عورت کے ہاں ملازم تھا وہاں سے آئی لڑکی کے ساتھ یہ حرکت کر کے بھاگ گیا تھا وہ  
اسے دوسرے کے بعد یہاں آیا ہوں تو اس لڑکی نے کہا جس کا کہیں جی کر تم بھاگے تھے میں وہی ہوں یہ کہہ کر اپنے اس زخم کا نشان  
مجھ سے دیکھا جب اسے لہجہ آگیا۔ کہنے لگا جب تو وہی ہے تو ایک بات حیرت نہ ہو گئے اور بھی مضمون سے وہی کہ تو ایک  
سو آدمیوں سے مجھ سے پہلے ہی بچی ہے، اس نے کہا ایک ہے یہ کام تو مجھ سے اسے نہیں گنتی ہو نہیں۔

اس نے کہا کہ مجھے حیرت نہ ہو تو ایک بار بات بھی عظیم ہے وہی کہ یہ تو موت کا سبب ایک خزانہ ہے کی طرح جو لوگ مجھے  
جو سے بہت زیادہ محبت ہے میں سے لے لے ایک ہندو ملائے اور اعلیٰ علیہ کر دیا جس وی میں جو وہ گاؤں وہاں تک پہنچ گیا۔  
کوڑے لگائی نہ کس چنانچہ وہاں سے گھر تیار ہو اور یہ وہاں۔ بنے پہنچ گئے۔

ایک مدت کے بعد ایک روز دونوں میاں بی بی بیٹے تھے۔ ایک ایک محبت پر ایک خزانہ کی حالت تھی۔ اس کے کہنے ہی اس شخص  
نے کہا کہ مجھ کو یہاں کھڑی دکھائی دی۔ عورت اس پر اچھا یہ میری بہن ہے اسے عجب ہی سہی کہ میں اس کی جان لوں۔ ہمارے کو غم  
ہو کہ اسے زندہ بچ کر میرے سامنے لاؤ۔ وہ بچ کر گئے اس نے زینت پہن کر اپنے چہرے کو گھومے اسے ملنے والی اس کی جان

نہی کی اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔ خداوند اس سے کوئی بے خوف نہیں ہو سکتا۔ اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔

اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔ خداوند اس سے کوئی بے خوف نہیں ہو سکتا۔ اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔

اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔ خداوند اس سے کوئی بے خوف نہیں ہو سکتا۔ اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔

اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔ خداوند اس سے کوئی بے خوف نہیں ہو سکتا۔ اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔

اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔ خداوند اس سے کوئی بے خوف نہیں ہو سکتا۔ اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔

اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔ خداوند اس سے کوئی بے خوف نہیں ہو سکتا۔ اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔

اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔ خداوند اس سے کوئی بے خوف نہیں ہو سکتا۔ اس میں سے وہ بے خوف ہو جائیگا۔



ان پر وہاں اسی جگہ سے منقطع ہوا کہ ان کے لئے کتبہ لکھ کر ان کو سب سے پہلے لکھ کر دیا۔  
 ان کی زبان کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان کی وجہ سے وہ ان کی زبان سے

ہر منقطع ہوا کہ ان کے لئے کتبہ لکھ کر ان کو سب سے پہلے لکھ کر دیا۔  
 ان کی زبان کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان کی وجہ سے وہ ان کی زبان سے

ان کے لئے کتبہ لکھ کر ان کو سب سے پہلے لکھ کر دیا۔  
 ان کی زبان کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان کی وجہ سے وہ ان کی زبان سے

ان کے لئے کتبہ لکھ کر ان کو سب سے پہلے لکھ کر دیا۔  
 ان کی زبان کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان کی وجہ سے وہ ان کی زبان سے

ان کے لئے کتبہ لکھ کر ان کو سب سے پہلے لکھ کر دیا۔  
 ان کی زبان کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان کی وجہ سے وہ ان کی زبان سے

ان کے لئے کتبہ لکھ کر ان کو سب سے پہلے لکھ کر دیا۔  
 ان کی زبان کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان کی وجہ سے وہ ان کی زبان سے

ان کے لئے کتبہ لکھ کر ان کو سب سے پہلے لکھ کر دیا۔  
 ان کی زبان کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان کی وجہ سے وہ ان کی زبان سے

ان کے لئے کتبہ لکھ کر ان کو سب سے پہلے لکھ کر دیا۔  
 ان کی زبان کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان کی وجہ سے وہ ان کی زبان سے

ان کے لئے کتبہ لکھ کر ان کو سب سے پہلے لکھ کر دیا۔  
 ان کی زبان کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان کی وجہ سے وہ ان کی زبان سے

ان کے لئے کتبہ لکھ کر ان کو سب سے پہلے لکھ کر دیا۔  
 ان کی زبان کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان کی وجہ سے وہ ان کی زبان سے

ان کے لئے کتبہ لکھ کر ان کو سب سے پہلے لکھ کر دیا۔  
 ان کی زبان کی وجہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی زبان کی وجہ سے وہ ان کی زبان سے













فَوَجَّهْهُمْ كَمَا حَصَرْتُمْ صُدُّوا عَنْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ فَإِنْ اعْتَذَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَالْقَوَالِ بَيْنَكُمْ السَّامُ فَبَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا سَيَجِدُونَ مِنْكُمْ مَنْ يَرِيذُ أَنْ يُؤْمِنَ بِكُمْ وَيُؤْمِنُوا بِقَوْمِهِمْ كُلِّبَارَةٌ وَالْإِلَافَةُ زَكَاةً فَهُمْ فَإِنْ لَمْ يَعْزَلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمْ السَّلَامَ وَيَكْفُوا أَيْدِيَهُمْ فَعَذَابُهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَقِفُوا مُؤْمَرًا وَأُولَئِكَ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا





































پوچھتے ہیں۔ آپ فرمائیے میں مضر کی کیا اور کیا ہے؟ انہی دو اہم مسائل پر اپنی رائے سے تمہیں جس قسم کی مشورہ آملو، خوف میں سے کہ  
وہ کیا ہے، رعایت کو کیا ہے، رعایت پر جو ہے، اور مری رعایت انہی کے ساتھ ہے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ کیا رعایت لاس کے انہیں  
پہنچائی تو کام کی اور رعایت کو نہیں اور ان دونوں میں تمہیں ایک ہی رعایت ملتی۔

وَلَا أَكُنْتُ بِمِرْمٍ فَأَقَمْتُ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلَتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا  
أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَى لَمْ يُصَلُّوا  
فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَذَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ  
عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ  
عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَدَى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ  
وَتُخَذُوا حِذْرًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ لِّلْكَافِرِينَ عَذَابُ اللَّهِ عَظِيمٌ

















خَطِيئَةً أُولَئِكَ يَمْرُؤُونَ بِرَبِّكَ فَقَدْ احْمَلُ بُحْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۖ وَلَوْلَا فَضْلُ  
 اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ  
 وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ ۖ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ  
 تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝

الغالب

جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بخشے والا ہو جی کرے وہ اپنے سے کہہ کر بخوشی کرے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت و احسان ہے۔ جو شخص کوئی گناہ یا ظلم کرے کسی بابر و گناہ کے بعد تو پے سے اس نے اپنا جہنم اختیار کر لیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحم نہ ہوتا تو ان کی ایک جماعت نے تو جیسے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کو ہدایت کرنا کہ اس نے اپنے تئیں ہی گمراہ کر کے ہیں یہ نیز انکو نہیں بخلائے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر کتاب و حکمت عطا کر دی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ سے کہیں ہمارا اللہ تعالیٰ کا تقویٰ یا ایمان ہی فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کرم اور اپنی مہربانی کو بیان فرماتا ہے کہ جس گناہ سے جو کوئی توبہ کرے اللہ اس کی طرف مہربانی سے رجوع کرتا ہے نیز وہ شخص جو رب کی طرف جھکے رب اپنی مہربانی سے اور اپنی وسعت و رحمت سے اسے ڈھانچ لیتا ہے اور اس کے صغیر و بزرگ گناہوں کو بخش دیتا ہے گو وہ گناہ آسمان و زمین اور پہاڑوں سے بھی بڑے ہوں۔ غلام اس میں جب کوئی گناہ کرتا تو اس کے دروازے پر قدرتی حروف میں اس کا گناہ لکھا ہوا نظر آتا تھا جو اسے اور گناہ تانور انھیں یہ بھی حکم تھا کہ ان کے پیرے پر اگر پیٹیاں لگ جائے تو انکا کپڑا کھڑوڑا لیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر آسمانی کردی پائی سے وصولی ہی کپڑے کی پاکی رکھی اور توبہ کر لینا ہی گناہ کی معافی نہ رکھی۔ ایک عورت نے حضرت عبداللہ بن مظعل سے سوال کیا کہ ایک عورت نے بدکاری کی پھر جب بچہ ہوا تو اسے مار ڈالا۔ آپ نے فرمایا اس کی سزا جہنم سے دور دینی ہو لی وہیں چلی تو آپ نے اسے بلایا اور آیت ﴿وَمَنْ يَفْعَلْ يَفْعَلْ كَرَاهًا﴾ تو اس نے اپنے آسوپا بچہ ڈالے اور وہیں لوٹ گئی۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں جس مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے پھر وہ وہ گناہ کر کے دور رکھ کر نماز اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس گناہ کو بخش دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت اور آیت اللہ ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً رَأَوْا فِيهَا مُثْقَلَةٌ كِىَ السَّامِوتِ﴾ کی اس آیت کا پورا ایمان اہم نے مسند ابو یوسف میں گرد پایا ہے اور چھ بیان سورہ آل عمران کی تفسیر میں بھی لکھا ہے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ مجلس میں سے اٹھ کر اپنے کسی کام کے لئے بھی جاتے اور وہاں شریف لائے کار اور بھی ہوتا تو جوتی یا کپڑا کچھ نہ کچھ چھوڑ جاتے۔ ایک مرتبہ آپ اپنی بوتلی چھوڑے ہوئے تھے اور ڈونڈی پانی کی ساتھ لے کر چلے۔ میں بھی آپ کے پیچھے ہو گیا۔ آپ کچھ دور جا کر بغیر حاجت پوری کے وہاں آئے اور فرمانے لگے میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آلہ آیا اور مجھے یہ پیغام دیا گیا پھر آپ نے یہ آیت ﴿وَمَنْ يَفْعَلْ﴾ اٹھا کر پڑھی اور فرمایا میں اپنے صحابہ کو یہ خوشخبری سنائے کے لئے راستے میں سے ہی لوٹ آیا ہوں۔

اس سے پہلے جو کہ آیت ﴿وَمَنْ يَفْعَلْ سَنُؤَهُ يُخْرِجُهُ﴾ یعنی ہر برائی کرنے والے کو اس برائی کا بدلہ لے گا اور جیسی جی اس لئے صحابہؓ مشقت میں تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی نے گناہ کیا تو پھر وہی کی ہو پھر وہ استغفار کرے تو اسے بھی اللہ





عُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۚ لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا  
مَفْرُوضًا ۚ وَارْضَاهُمْ ۖ وَآمِنْتَهُمْ ۖ وَآمَنْتَهُمْ فَلْيَقْبَلُوا إِذْ أُنِصُّوا  
وَأَمَرْتَهُمْ فَلْيَعْبُدُوا خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ  
خَسِرَ خُسْرًا مُبِينًا ۚ يَعِدُهُمْ وَيُمِيتُهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۚ  
أُولَٰئِكَ نَؤْوُهُمْ جَهَنَّمَ وَلَا يَجُودُونَ عَنْهَا حَيْصًا ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ  
عُدُّوا حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قَوْلًا ۚ













یہ حدیث الی حدیث سے توضیح ہے، میں نے نہ کرنا جس کی ضرورت ہو۔ اس حدیث میں جو بات ہے اس پر اس حدیث سے  
 تفسیر ہے کہ اس حدیث میں اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے

اس حدیث میں اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے

اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے  
 اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے اس حدیث سے

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُثْنِي عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي  
 يَتَمَى النِّسَاءِ الَّتِي لَا تُولَدْنَ لَهُنَّ مَكْتَبَ لِهِنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ  
 وَالْمُسْتَغْفِرِينَ مِنَ الْوُلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَى بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوا  
 مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا

[illegible][illegible][illegible]

وَلِإِمْرَأَةٍ خَاَفَتْ مِنْ بُعْلِهَا نُشُورًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصَاحِبَا بِئْتَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ وَإِنْ تُحْسِنُوا

وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۖ وَلَنْ تُصْلِحُوا عَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ  
النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا عَلَى الْبَيْتِ فَأَنْتُمْ وَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْهِ وَانْ  
تَصِلُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۖ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللَّهُ كُلًّا مِنْ  
سَعْيِهِ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝

















[illegible]

خداوند کی صفات سے۔ ﴿وَإِن تَنصُرُوا مَنَا وَالْكُفْرَ لَا يَنْصُرُكُمْ﴾ الخیرۃ المثلثہ ۱۰۱۔ اچھے رسولوں کی اور ایمانداروں کی مدد دینا جس بھی لاری طور پر نہ ہو کر ہے۔ اور اسی معنی کے کرتے ہیں کہ یہ لفظ ہے۔ بھی ہے کہ مسلمانوں کو جو مسلمانوں کی دست کے اور ان کے اُٹنے کے وقت کا اظہار تھا یا اس کی کیا کیا کہ اظہار کو مسلمانوں پر ہندوؤں کی طرح کیا ہے کہ وہ گارڈ چھوٹے نہ ہوں اور ان کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار طور پر ہے۔ ہے جسے تو بھی ناعی کہ کیا کہ تم پر نہ سمجھو۔ کسی وقت بھی مسلمانوں سے نہیں ہے۔

اسی مطلب کی وضاحت آیت ۱۰ فری المذنبین فی کلوبیہم موحیٰ پ میں کر دی ہے۔ اس آیت کریمہ سے حضرات علماء کرام نے اس سوجھ بوجھ استدلال کیا ہے کہ مسلمان خواہ کافر کے ساتھ بھی بیچا جائے نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں ایک ذفر کا ایک مسلمان کو غائب کر دیتا ہے اور اس میں مسلمان کی ذات ہے۔  
جس شخص ذی ظلم حضرت نے اس عذاب کو جان کر کہا ہے: اوقات غم کرتے ہیں اپنی ملک اس سے ذی وقت ذائقہ کر دیتے۔

إِنَّ السَّاعِقِينَ يُخِزُّهُمْ اللَّهُ وَهُوَ خَازِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُفًّا  
لِىُرَاءَ وَنَ النَّاسِ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا مَّذْهَبَيْنِ بَيْنَ ذَلِكَ  
لَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا

[illegible]

مناقضات صحیح مومن نہ صحیح کافر ہے : سورہ بقرہ کے شروع میں بھی آیت : مَا يَخْلُقُ اللَّهُ ۖ اِنْ هِيَ اِلَّا اَرَاغِي  
ہے۔ یہاں بھی کہیں یوں جو دے کہ یہ تم کچھ منافق میں رب کے سامنے چلے میں جو ستونوں میں کچی ہوئی باتوں۔ دل کے  
فیور و دروں سے اکاڑ ہے۔ تم فحشی سے چلے گئے پٹھے پر کہ میں حرج کا کائنات کو دکھائیں گی اور مسلمانوں میں سے چلے  
رہے اسی حربہ اللہ تعالیٰ کے پاس بھی یہ خلافی چل جائے گی۔ چنانچہ قرآن میں ہے کہ قیامت کے دن بھی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے  
سامنے اپنی یک رنگی منہیں دکھائیں گے۔ چکے یہاں خلائق میں ان کا رعب کے سامنے یہ کار و خشیوں بہ کار آمد نہیں  
نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی انہیں دھوکے میں نہ رکھ دے گا۔ اصل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھولنے میں خوش ہوا۔ اپنے نے  
اسے اچھائی سمجھتے ہیں۔ قیامت میں بھی ان کا کب مال ہو گا مسلمانوں کے نور سے سہرا کے میں ہوں گے وہ آٹے کی جوتے سے یہ  
آٹا بنیں۔ میں نے کہ غصہ ہم بھی تھپائی۔ دشمنی میں چلیں جو اب نہ لاکا کے چھوٹے مڑ جاؤ اور وہ کئی سو قوت کر۔ کہ یہ حزن سے نادم



میں وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔ ان کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔ ان کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔

انہی میں سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔ ان کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔ ان کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔

انہی میں سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔ ان کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔ ان کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ أَنْ  
تَجْعَلُوا اللَّهَ عَدُوًّاكُمْ سُلْطَانًا مَبِينًا إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَجَةِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ  
تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا إِلَّا الَّذِينَ نَبَّأُوا بِأَصْحَابَهُمْ وَاعْتَصَمُوا بِهِمْ وَأَخْلَصُوا إِلَيْهِمْ  
فَأُولَئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ اللَّهُ يُؤْتِي الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا مَا يَفْعَلُ اللَّهُ  
بَعْدَ أَمْرِهِمْ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ وَأَمَّا كَلِمَاتُ اللَّهِ فَكُلَّمَا عَصَا عَنْ أَمْرِهِ

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکَافِرِیْنَ وَلِیًّا مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ  
تَجْعَلُوْا اللّٰهَ عَدُوًّاكُمْ سُلْطٰنًا مَّبِیْنًا اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرَجَةِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ  
تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا اِلَّا الَّذِیْنَ نَبَّأُوْا بِاَصْحَابِهِمْ وَاعْتَصَمُوْا بِهِمْ وَاَخْلَصُوْا اِلَیْهِمْ  
فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ اللّٰهُ یُوْتِی الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ  
بَعْدَ اَمْرِیْهِمْ اِنَّ سَعٰیْکُمْ لَشَتٰی وَاَمَّا کَلِمٰتُ اللّٰهِ فَکُلَّمَا عَصٰی عَنْ اَمْرِیْهِ

کافرین کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔ ان کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔ ان کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں میں سے ان کے لئے چاہا ہے۔







لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالشُّعْرِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنِ ظَلِمَ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۖ إِنْ تَبَدُّوا خَيْرًا أَوْ لُغْفُوهُ أَوْ تَغْفُوا عَنْ سُوءِ قَوْمٍ كَانَ اللَّهُ غَافِقًا قَدِيرًا

زنی کا تو دل بھل کر ہے کوئلہ، قلہ بند کس کا ہمارا غم کو چلات ہے۔ اے تونی، اب مکتا جانے پر ہر قسم کی ٹھکی کو مارتا رہا۔  
چلیں، اب کبھی جوتی سے دو ٹکڑا کرنا، کبھی پتیلی اٹھانے، کبھی چوڑی پہنانے کے لیے اس کی دلی تہمت لگاتے۔

[illegible]

ایسا ہی ہو گا۔ آپ محقق نے فرمایا کہ میں اس کتاب کو لکھ کر اپنے دوستوں کو دکھاؤں گا۔ ان کے پاس یہ کتاب آج بھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اب جو ضرورت ہے اسے پورا کرنا ہے کہ جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سے کچھ کو دوبارہ لکھ دیا جائے۔

پاک آگئیں گے۔ لے گیا کہ اپنے کچھ چھوڑ کر آگیا۔ ہم نے دیکھا کہ آپ کو کسی طرف نہ جاتا تھا۔ پھر اٹھا ہے کہ اس کو تو ان کی  
سچی خاطر آواز دلا دی تھی کہ وہ کسی نے غلطی ہو کر تم سے دور نہ کر دے۔ اور اللہ کے پاس تیرا ہے جو آپ پر اور اس  
مافی ہے ہیں۔ اور وہ بھی معاف کرے گا۔ اب اس کی بھی یہ دعوت ہے جو اللہ کی قدرت کے تحت بھی معاف  
فرماتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے اگلے فرشتے اللہ کی تسبیح کرتے رہے ہیں۔

پس فرماتے ہیں: **يُنَادِيكَ عَلَىٰ عَرْشِكَ عَلَىٰ عَرْشِكَ عَلَىٰ عَرْشِكَ عَلَىٰ عَرْشِكَ** اے اللہ تیری ذات پاک ہے کہ تو پہنچا۔ چلنے کے بعد بھی  
یہ باتی اور چشم پڑی کر رہا ہے۔ **يُنَادِيكَ عَلَىٰ عَرْشِكَ عَلَىٰ عَرْشِكَ عَلَىٰ عَرْشِكَ** اے اللہ قدرت ہے کہ جو وہ کرے۔ اسے  
اس اللہ تعالیٰ کیان تیری ذات کے اسی میں کچھ حد سے محدود اور غیر اس کے کسی کمال نہیں۔ خداوند کریم نے اسے اس کے  
اور اپنے اللہ تعالیٰ کی عزت نہ ملتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کے حکمت کو واضح نہ کرے اور اس کی عزت نہ کرے اور اس کی توحید  
نہ کرے۔

**إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ  
وَيَقُولُونَ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكْفِرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ  
سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا  
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمُ  
الْجُزْءَ كُلَّهُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا**

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرآن کے پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق نہیں  
ہو جو لوگ کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو اللہ ایمان ہے۔ بعض پر نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے اور اس کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ لیکن اللہ نے  
سب لوگ علیحدہ کر دیے۔ اور انہوں نے اپنے اپنے دانت تیسرے پاس کر رکھے ہیں اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول  
پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ان میں سے سے کسی میں فرق نہیں کرتے۔ یہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ان کے ہرے ثواب سے عطا کرے۔ اور  
مقرر ہوا ہے۔ اور رحمت والا ہے۔

ایمان باللہ کے ساتھ رسالت محمدیہ پر ایمان ضروری ہے: اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ ایک نبی کو بھی جو  
اسے کافر ہے۔ یہودی جو اسے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ اعزہ علیہ السلام کے اہل بیت کو مانتے تھے۔ نصرانی اہل رسل  
عالم انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے سوا اور انبیاء علیہ السلام پر ایمان نہ کرتے تھے۔ سامری جو شیخ علیہ السلام کے لہ کسی نبی کی نبوت سے  
تاکل نہ تھے۔ حضرت شیخ علیہ السلام حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ جو سب کی نسبت مشہور ہے کہ وہ اپنا نبی  
زودست کو مانتے تھے۔ لیکن ان کی شریعت کے دہب پر مقرر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے وہ شریعت ہی ان سے اٹھائی: **اللہ اعلم** میں یہ لوگ ہیں  
جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کی یعنی کسی نبی کو۔ کسی کا انکار کر دیا۔ کسی اللہ کی کلمہ کی جادو نہیں بلکہ محض اپنی تفسیہ  
فرمانی جو شریعت اور عقیدہ اپنی کی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک نبی کو نہ ملے والا اللہ کے نزدیک تمام نبیوں کا مشترک



عرب کی سرزمین پر دریاؤں کے درمیانی تیل اور تروکان کی کار اور دودھ دے جو جائے ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ جس بطور نقلی سے  
آنحضرت ﷺ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان لی ان کی سرنگی اور عطا سوس پر آپ رنجیدہ و غافلہ ہوں" ان کی یہ حالت یہ تھی ہے  
انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی زیادہ بیہودہ سوال کیا تھا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کو اسے اس تمہارے اور سرنگی اور فضول  
سوال کی پواش بھی یہ بھٹکت چکے ہیں۔ یعنی ان پر انہی نقلی کرنی تھی جیسے مرد و بزرگمیں تحصیل و ایمان نازدیک ہے ملاحظہ ہو آیت: "وَأَنذَرْتُ  
مُوسَىٰ أَن لَّا تُلَاقِنِي لَكَ حَتَّىٰ تَأْتِيَ بِلَاغٍ مِّنْهُ فَإِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ مِنِّي مِثْلُ مَا يُغَيِّرُ" اور یہاں کہ نام کے جب  
تھے کہ اللہ تعالیٰ کو ہم مناسب طور پر اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکتے تھے۔ جس شخص علی کے گز کے گز کیا اور ایک دوسرے نے سامنے سب  
جاکر ہوئے۔ پھر بھی ہم نے تہداری موت کے بعد ہر شخص زکوٰۃ دیا جاکر تم غلو کرو۔ پھر فرمایا کہ کہ بتی دی نشان دیکھ تھے تھے  
بعد بھی ان لوگوں نے پختہ کر دیا جاتا رہا۔ مگر میں اپنے دشمن نہ ہوں کا اعتراض موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ملا کہ ہوا  
ان کے تمام کام اور ان کی موت میں کاس و پائیس سے نقلی نہ ہاں بھی ان کی نگاہوں کے سامنے ہوا تھا جس وجہ سے نقل  
کر کہ وہ جاکر بہت پرست کو بہت پرستی کرتے ہوئے دیکھ کر اپنے پیغمبر علیہ السلام سے کہتے ہیں: ہمارا بھی ایک ایسا ہی پیغمبر ہوا۔ جس کا  
پورا ایمان سورۃ الف میں ہے اور سورۃ قلم میں بھی۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ سے مخاطبت کرتے ہیں۔ ان کی توبہ کی قبولیت کی یہ صورت ظہور تھی ہے کہ جنہوں  
نے کوسال پرستی نہیں کی وہ سالہ پرستوں کو نقل کریمہ سب نقلی شروع ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ہم نے ان  
کو بھی دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ پھر میں فرماتا ہے ہم نے اس سے بھی زکوٰۃ دیا یہ جرم عظیم بھی بخش دیا اور موسیٰ علیہ السلام کو خاطر  
جست ہوئے۔ مخاطبت فرماید اور جب ان لوگوں نے قرآن کے انکشاف سے انکشاف کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فراموشی سے  
یہ اور نقلی ظہور کی توان کے سرال پر ظہور یہ کہ سختی کر دیا اور ان سے کہا کہ اب ہر لوہہ زکوٰۃ دیا اور ان کے احکام قبول کرتے ہو تو یہ سب  
بجود میں کر پڑے اور گریہ و زاری شروع کر دیا اور انکشاف کے مضبوطی و پناہ کی یہاں تک دل میں دہشت تھی کہ مجھے بھی  
میں تنہا ہوں سے اور پھر وہ کہتے تھے کہ ہمیں پڑھ کر دے پڑے اور جب کہ نہ ہر جائیں پھر پڑھنا پڑا گیا کہ ان کی دوسری سرنگی کیا جان  
ہو رہا ہے کہ قول و فعل دونوں کو بدل دیا حکم ماحقا کہیت انھوں نے کے اور ان سے میں مجھے کرتے ہوئے جائیں اور جو خطبہ کہیں یعنی  
اسے اللہ! اہمیری خطائیں خطی کہ ہم نے جدا چھوڑ دیا اور حکم کر دیا ہے جس کی مراد میں چالیس (۴۰) سالہ میدان تھی "میں بہشت  
و جہنم اور پیمان رہے لیکن ان کی تم غریبی کیا جان تھی مظاہرہ ہو اور اپنی رفاہی کے مل سمجھتے ہوئے نہ وہ ان سے میں جانتے تھے اور جو حفظہ  
میں خضرہ کہ کہتے تھے یعنی میں ان کی باتیں میں دے پھر ان کی اور شرارت ہے جتنے والے ان کی تھیم و تحریک کرتے کان سے دے دیا  
کیا اور مضبوطی و ایمان ہو گیا۔ لیکن انہوں نے اس کی بھی مخالفت کیا اور اپنی پرکریست ہو کر حمت کے ارتکاب کے خطے ٹھال لئے ہیں  
کہ سورۃ الف میں منقول بیان ہے: "مَآ أَتَىٰ جِبْرًا وَأَسْأَلُهُمْ غَيْرَ مَلْفُوقَةٍ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَاتٌ أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ مَعَهُ رِيشٌ  
مَّحِي بَعْدَ كَيْدِهِمْ سِوَىٰ مَا يَكُونُ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَاتٌ أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ مَعَهُ رِيشٌ مَّحِي بَعْدَ كَيْدِهِمْ سِوَىٰ مَا يَكُونُ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ  
نُؤْمِنُ بِمَسْجِدٍ مَّحِي بَعْدَ كَيْدِهِمْ سِوَىٰ مَا يَكُونُ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَاتٌ أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ مَعَهُ رِيشٌ مَّحِي بَعْدَ كَيْدِهِمْ سِوَىٰ مَا يَكُونُ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ

فَمَا نَقُصُّهُمْ ذَٰلِكَ لَعْنًا وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ  
فُلُونَا عَلَيْنَا بَلِ طَبَعُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ لَعْنُهُمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا وَكَفَرِهِمْ

وَقُولِهِمْ عَلٰى زُرَّارٍ لِّمَنَّا عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ وَقُولِهِمْ اِنَّا قَاتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ  
رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَاتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلَٰكِنْ سُبَّٰهُ لَهْمُ وَارِنْ الَّذِيْنَ اسْتَفْتَوْا  
فِيْهِ لَقَدْ كَانَ مِنْهُمْ مُمَالِحٌ ۖ فَغَفَلْنَا عَنْ اٰلِ اِيْمَانَ الطِّينِ ۖ وَمَا قَاتَلُوْهُ يُقِيْلُوْنَ ۝  
بَلْ رَفَعُوْهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۖ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَارِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ  
اِلَّا الْيُودِيْنَ ۖ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۝





[illegible][illegible][illegible]



۱۰۔ اے کافر یہاں تک نصیب اور خوف کی وجہ سے ان کے دھرم سے غفلت چھوٹے گا۔ اس وقت اس مکان میں آپ کے ساتھ بارہ (۱۲) عورتیں تھیں انہی کے نام یہ ہیں فاطمہ، زینب، جبرائیل، یونس، یعقوب، کاہلہ (قی) نہ رشتہ منسوب ہیں۔ ان کے علاوہ ایک صاحب بن حنفیہ اور ایک قتیہ بن کلاب اور ایک کعبہ بن کثیرہ اور ایک عروہ بن زینب تھا ان کے لئے کئی عورتیں بھی تھیں اور ایک صاحب بن کثیرہ اور ایک عروہ بن زینب تھا۔

[illegible]

پہلا قولی۔ ایک قویہ کہ موت جتنی جلد اسوام سے پہلے آتی تھی اب آپ آکر دیر لے لے اور دوزخ میں پرانیں لے گئے۔  
دوسرا قولی۔ آپ نے اب انہر جا کر شہر کو آ کر قتل کیا اور اسے بھڑا کر اہل طائفہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ اہل طائفہ نے اسے قتل کیا۔  
تیسرا قولی۔ آپ نے اہل طائفہ کی خدمت میں پہنچا دیا اور انہر جا کر قتل کیا۔ اہل طائفہ نے اسے قتل کیا۔  
چوتھا قولی۔ آپ نے اہل طائفہ کی خدمت میں پہنچا دیا اور انہر جا کر قتل کیا۔ اہل طائفہ نے اسے قتل کیا۔  
پنجم قولی۔ آپ نے اہل طائفہ کی خدمت میں پہنچا دیا اور انہر جا کر قتل کیا۔ اہل طائفہ نے اسے قتل کیا۔

دوسرا قول ہے کہ ہر کتاب پر اپنی صحت سے پہلے زمانہ کتابت کے وقت ہی ملاحظہ کیا جائے۔







































[illegible]

لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَنْ  
يَسْتَنْكِفَ عَنْ عِبَادَتِي وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْمِلُهُ إِلَهِهِ جَمِيعًا ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا  
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ  
اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۖ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ  
اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۖ

[illegible]

یہاں سے کہیں اور بھی جھانک کر دیکھیں۔











بادی کرے۔ مگر جب آپ کو فرمایا تو آپ نے اس حق کو سکھوا کر ملایا اور کسی کو طمٹ نہ ہوا۔ اس میں کیا حرج تھا؟ مگر خود فرمایا کہ میں نے اس میں دل کا درد گزارا تھا۔ تمہارے لئے اس کو سکھایا تھا۔ مگر یہ اخیل ہو کر نہیں آئی۔ یہ چھوڑ دوں جس پر تم ہو۔ اسی حرج میں ہے۔ میں اس بارے میں اب کبر کے خلاف کرتے ہوئے شرمناکوں۔ "اور ابو بکر" کا فرمان تھا کہ کفار وہ سے جس کا وہ وہاں ہوا۔ اور اسی پر مجبور ہو گیا۔ رضی اللہ عنہم۔ اور ان دین میں "ہو میں حال چاروں ماموں" اور سابق القہر میں نے مذہب کا ہے۔ اور اسی پر ولایت ہے قرآن کریم کی جیسے کہ بادی تعالیٰ فراموش ہے اسے واسطے کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کول کول کر بیان فرمادیا ہے تا یہ تم کو نہ ہو چکا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے دانتے "واللہ علیہم" واللہ تعالیٰ نے سورۃ نسا کی تفسیر میں بولی اللہ تعالیٰ کر لیا فرماتے۔

## تفسیر سورہ مائدہ

حضرت سورہ مائدہ ج ۲، رضی اللہ عنہا فرمائی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اپنی ماضی کی تکمیل قضاے ہوئی تھی۔ آپ ﷺ پر سورہ مائدہ پوری منزل ہوئی قریب تھا کہ اس کو پڑھ دے۔ مگر آپ نے پڑھوٹ جائیں (منہ اخرج) اور روایت میں ہے کہ اس وقت آپ ﷺ طر میں تھے وہی کے پڑھ دے۔ یہ معلوم ہو تا تھا کہ گواہی کی تردید ٹوٹ گئی۔ (اور مرد یہ پھر روایت میں ہے کہ جب انہی کی حالت سے زیادہ ہو جو گویا حضور اکرم ﷺ اس پر سے اتر گئے۔ اس منہ اخرج کر تہذیبی شریعت کی روایت میں ہے کہ سب سے قریبی سورہ حضور اکرم ﷺ پر اتاری ہو۔ اور یہ "اذا حادۃ فطوۃ" ہے۔ منہ رک حاکم میں ہے کہ معیت میں من تہذیب فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے گیا ہوں حضرت ماضی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا تم سورہ مائدہ پڑھاؤ۔ مانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا منہ سب سے آخر میں سورہ نزل ہوئی ہے اس میں جس چیز کو حال چاروں بالائی سمجھو۔ اس میں جس چیز کو حرج چاروں علی جاو۔ منہ اس میں بھی ہے۔ روایت ہے اس میں بھی ہے کہ پھر میں نے اس سے انصرفت ﷺ کے اطلاق کی نسبت ساری بات آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے اطلاق قرآن کا کلی نمونہ تھے۔ یہ روایت ماضی شریعت میں بھی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿۱﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهْمَةِ الْأَنْعَامِ الْأَمْثَلُ عَلَيْكُمْ غَيْرُ مُحِلِّ الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُّوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا أَسْمَاءَ أَسْرَامِهِ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْفَلَاحِيذَ وَلَا آيَاتِ الْبَيْتِ الْعَرَامِ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا يَجْرِمُكُمْ شَتَانُ قَوْمٍ أَنْ صَدَلْتُمْ عَنْ الْمَسْجِدِ الْعَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۚ وَمَعَنَا وَلَوْ أَعْلَى الْبَيْتِ وَالْقَوَىٰ ۚ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

الذین آمنوا

الذین آمنوا

بسم



















[illegible]























[illegible][illegible]

اور میری سہ ماہیہ نہ پھٹا اور اس کی لٹی اور منڈا کہ میں ہے اور اس کی لٹی سے میں مچکی ہوں اور میں نے  
فریاد میں کہ اس نے اس کی لٹی میں لٹی اور منڈا کہ میں ہے اور اس کی لٹی سے میں مچکی ہوں اور میں نے  
سہ ماہیہ نہ پھٹا اور اس کی لٹی اور منڈا کہ میں ہے اور اس کی لٹی سے میں مچکی ہوں اور میں نے  
فریاد میں کہ اس نے اس کی لٹی میں لٹی اور منڈا کہ میں ہے اور اس کی لٹی سے میں مچکی ہوں اور میں نے  
سہ ماہیہ نہ پھٹا اور اس کی لٹی اور منڈا کہ میں ہے اور اس کی لٹی سے میں مچکی ہوں اور میں نے  
فریاد میں کہ اس نے اس کی لٹی میں لٹی اور منڈا کہ میں ہے اور اس کی لٹی سے میں مچکی ہوں اور میں نے  
سہ ماہیہ نہ پھٹا اور اس کی لٹی اور منڈا کہ میں ہے اور اس کی لٹی سے میں مچکی ہوں اور میں نے  
فریاد میں کہ اس نے اس کی لٹی میں لٹی اور منڈا کہ میں ہے اور اس کی لٹی سے میں مچکی ہوں اور میں نے

[illegible]

























جوتی میں بھی جھگڑ گئے اس سے مراد جو تینوں میں ہی بکا و صواب اور نیکل جوتی میں ہوتے ہوئے حج و عمرہ مل سکتا ہے۔ فرض یہ حدیث بھی دھوئے کی دلیل ہے البتہ اس سے دھواہی اور دھواہی لوگوں کا رد ہوتا ہے جو حد سے گزر جاتے ہیں اسی طرح دوسری حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک قوم کے کوڑا لٹائے کی جگہ پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا پھر پانی منگوا کر دھو لیا اور اپنے ٹھیلے پر مسح کر لیا۔ لیکن یہی حدیث دوسری سندوں سے مروی ہے اور ان میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی جرابوں پر مسح کیا اور ان میں اسی طرح مسح بھی ہو سکتی ہے کہ جرابیں حج میں ٹھیں اور ان پر ٹھیلے تھے اور ان دونوں پر آپ ﷺ نے مسح کر لیا یہی مطلب اس حدیث کا بھی ہے۔ مسند احمد میں اس بن ابی اس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے میرے دیکھتے ہوئے دھو لیا اور اپنے ٹھیلے پر مسح کیا اور کھڑے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ یہی روایت دوسری سند سے مروی ہے ان میں آپ ﷺ کا کوزہ پر پیشاب کرنا پھر دھو کر ان میں ٹھیلے اور دونوں قدموں پر مسح کرنا کوزہ کو بے کام ان جرابوں سے لائے ہیں پھر فرمایا ہے کہ یہ معمول ہے ان پر کہ اس وقت آپ ﷺ کا پہلا وضو تھا اور معمول ہے ان پر کہ ٹھیلے جرابوں کے اوپر تھے۔ مزہم (بھلا کوئی مسلمان اسے کیسے قبول کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فریضے میں اور عجیبہ کی سنت میں تعارض ہو اللہ تعالیٰ کچھ فرماتے اور عجیبہ کچھ اور ہی کر رہے ہیں حضور ﷺ کے دواہی فعل سے وضو میں حج کے دھوئے کی فریضے ثابت ہے اور آیت کا صحیح مطلب بھی یہی ہے جس کے کالوں تک یہ دلائل پہنچ جائیں اس پر اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہو گئی چونکہ ذہن کی قرات سے حج والوں کا دھواہی اور زیر کی قرات کا بھی اسی پر محمول ہوا فریضے کا قطعی ثبوت ہے اس نے بعض سلف تو یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ اس آیت سے جرابوں کے مسح کا حکم منسوخ ہے۔ گو ایک روایت حضرت علیؑ سے بھی ایسی مروی ہے لیکن اس کی اصلاح صحیح نہیں بلکہ خود آپ سے صحت کے ساتھ اس کا خلاف ثابت ہے۔ اور جن کا بھی یہ قول ہے ان کا یہ خیال صحیح نہیں۔ بلکہ حضور ﷺ سے اس آیت کے جزل ہونے کے بعد بھی جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔ مسند احمد میں ہے حضرت جریر بن عبد اللہ علیؑ کا قول ہے کہ سورۃ فاتحہ کے جزل ہونے کے بعد ہی میں مسلمان ہوا اور اپنے اسلام کے بعد میں نے پیغمبر اللہ ﷺ کو جرابوں پر مسح کرتے دیکھا۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت جریرؓ نے پیشاب کیا پھر وضو کرتے ہوئے اپنی جرابوں پر مسح کیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کرتے ہیں؟ تو فرمایا میں یہی کرتے ہوئے میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو دیکھا ہے۔ راوی حدیث حضرت ابو ایوبؓ فرماتے ہیں لوگوں کو یہ حدیث بہت اچھی لگتی تھی۔ اس لئے کہ حضرت جریرؓ کا سلام ہی سورۃ فاتحہ کے جزل ہونے کے بعد کا تھا و حکام کی بڑی بڑی کتابوں میں تو اصرار کے ساتھ حضور ﷺ کے قول و فعل سے جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے اب سبکی کی مدت وغیرہ اس کے ذکر کی یہ جگہ نہیں احکام کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ راویوں نے اس میں بھی خلاف کیا ہے اور اس کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں صرف جہالت اور غلط فہمی ہے۔ خود حضرت علیؑ کی روایت سے صحیح مسلم میں یہ حدیث ثابت ہے لیکن راویوں نے اسے نہیں مانا۔ جیسے کہ حضرت علیؑ کی روایت سے بخاری و مسلم میں کھاجہ کی ممانعت ثابت ہے لیکن تاہم شیوعہ اسے ممانعت قرار دیتے ہیں بلکہ اسی طرح یہ آیت کریمہ دونوں بیروں کے دھوئے پر صاف دلالت کرتی ہے اور یہی امر حضور ﷺ کا دستور ابراہیمؑ سے ثابت ہے لیکن شیوعہ جماعت اس کی بھی مخالف ہے فی الواقع ان مسائل میں ان کے ہاتھ دلیل سے باقی خالی ہیں اللہ الحمد۔ اسی طرح ان لوگوں نے آیت کا اور سلف صالحین کا ٹھیلے کے بارے میں بھی خلاف کیا ہے دیکھتے ہیں کہ ہر قدم کی پشت پر ایک ٹھیلہ ہے جس ان کے نزدیک ہر قدم میں ایک ہی اکوب یعنی ٹھیلہ ہے اور مجبور کے نزدیک ٹھیلے کی دو ڈیاں جو پندلی اور قدم کے درمیان ابھری ہوئی ہیں۔ دو ٹھیلے ہیں۔ امام شافعی کا فرمان ہے کہ جن ٹھیلوں کا یہاں ذکر ہے یہ ٹھیلے کی دو ڈیاں ہیں جو اوپر اوپر قدرے ظاہر دونوں طرف ہیں ایک ہی قدم میں ٹھیلے ہیں لوگوں کے عرف میں بھی یہی ہے اور حدیث کی دلالت بھی اسی پر ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے وضو کرتے ہوئے اپنے دائیں پاؤں کو ٹھیلے سمیت دھویا پھر بائیں کو بھی اسی طرح بخاری میں تھیلے سمیت ہر قدم اور صحیح ابن خزیمہ میں اور سنن ابی داؤد میں ہے







وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمْ شُعُوبَكُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ فَمَا نَقِضَهُمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَآئِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُوْحِي إِلَى الصَّيِّغِينَ ۝ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي أَخَذْنَا مِنْهُمُ اثْنًا فَمِنْهُمْ قَسْوَا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَكْثَرْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمْ شُعُوبَكُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ فَمَا نَقِضَهُمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَآئِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُوْحِي إِلَى الصَّيِّغِينَ ۝ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي أَخَذْنَا مِنْهُمُ اثْنًا فَمِنْهُمْ قَسْوَا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَكْثَرْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمْ شُعُوبَكُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ فَمَا نَقِضَهُمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَآئِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُوْحِي إِلَى الصَّيِّغِينَ ۝ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي أَخَذْنَا مِنْهُمُ اثْنًا فَمِنْهُمْ قَسْوَا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَكْثَرْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝















الْأَرْضِ الْمَقْدُوسَةِ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ﴿٧٧﴾ قَالُوا يَمُوسَى إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَنَدْخُلُهَا حَتَّى يُخْرِجُوا مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَالْقَوْمَ عَلَيْكُمْ غِلَبُونَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿٨٠﴾ قَالُوا يَمُوسَى إِنَّ لَنَا لَنَدْخُلُهَا أَعْدًا مَّأْدُومًا فِيهَا فَادْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلْ إِنَّا هَهُنَا قَاعِدُونَ ﴿٨١﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرِقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٨٢﴾ قَالَ فَإِنَّهَا مُخِزَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَكُونُونَ فِيهَا لَاسٌ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٨٣﴾



















اسم یہ اسلام آئے گا جو تمہارے گناہات ہے؟ تمہیں یہ خوب دانتے تھیں۔ آپ صبر و شہادت فرمایا لیکن قرآن مجید نے فرمایا کہ وہ اس کی نوبت نہ آئی گا کہ پھر اللہ تعالیٰ جیسی بی بیاریات دے گا جسے علم و تدبیر کے ساتھ اس سے بری ہیں۔ کامل شہادت ہوئے وہ نقصان والا جو حیات و دنیا اور آخرت دونوں میں بگڑی۔

[illegible]

اس قصہ میں مسلمان کے قول کی بات پر تو حشک ہیں کہ یہ وہ قول حضرت آدم علیہ السلام کے بھی بیٹے تھے اور اسی قرآن کے الفاظ سے بخاری معصوم ہوتا ہے اور کسی حدیث میں بھی ہے کہ ۱۰۔ زمین پر جو عقلی حجت ہوتا ہے وہی کا ایک حصہ اور ۱۱۔ خدا کا حضرت آدم علیہ السلام کے اسی بیٹے پر ہوتا ہے اس لئے کہ اسی نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ بتا دیا تھا۔ لیکن مسیحی صہرئی کا قول ہے کہ یہ وہ قول ہی اسراہیل میں سے تھے۔ قریانی سب سے پہلے انہیں میں آئی اور زمین پر سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال ہوتا ہے لیکن یہ قول داخل منصب ہے اور اس کی انتہا بھی ٹھیک نہیں۔ کہ یہ صرف اصرار میں ہے کہ یہ اللہ جلوت ایک مثال کے لئے ہے تم اس میں سے چھائی کے لئے اور یہ کہ پچھو ۱۰۔ یہ حدیث میں ہے۔ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے حضرت آدم علیہ السلام بہت مطمئن ہوئے اور اسلیٰ بھرتک انہیں یمنی۔ مئی آخر فرشتوں نے ان کے غم دور ہوئے اور انہیں یمنی۔ مئی کی دعا کی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت پڑے اور ان میں یہ بھی کہا تھا کہ شیر اور شہر کی سب چیزیں اختیار ہو گئیں۔ زمین کا لکھ کہ یہاں گیا اور وہ نہایت بہ صورت ہوئی۔ یہ برج کا رنگ اور دھواں اور کشتل والے چرواہے کی حدیث بھی عجیب ہو گئی۔ ان پر انہیں جواب دیا گیا کہ ان سراسر کے ساتھ اس زمانہ میں بھی ہوا ہے تیس جہاں کر دیا اور جو دنیائی فحش کے قہم اس کا جو اس پر آگیا بخاری معصوم ہوتا ہے کہ کہ قہم اور اس وقت کوئی سزا دی گئی۔ چنانچہ وہ وہاں کے اس کی پزلہ اس کی۔ ان سے ملاؤ کی گئی۔ اور اس وقت سحران کی طرف توجہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ تھوڑا سا تھوڑا سا۔ مئی ۱۰۲۰ اور جس کی ان کا ان اقدار تک دیکھ کر شہر میں سے۔ اور اس وقت فرشتوں نے اس









مجاہدین کھڑے ہو گئے بغیر اس کے کہ کوئی کسی کا لشکارہ کرے ان مردوں اور بچیوں کے پیچھے دوڑے خود حضور ﷺ بھی ان کو روک کر ان کے پیچھے چلے۔ دو لوگ اپنی جانے امن میں چلنے کو تھے۔ جو صحابہ نے انہیں گھیر لیا اور ان میں سے جتنے کو قرار ہو گئے انہیں لے کر حضور ﷺ کے سامنے پیش کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی ان کی ہمارے حق میں جی کہ انہیں حکومت اسلام کی حدود سے خارج کر دیا گیا۔ پھر ان کو خبر تک سرائیں دی گئیں ان کے بعد حضور ﷺ نے کسی نے بھی اعطاء ہوا نہ سے جدا انہیں کرانے بلکہ آپ نے اس سے منع فرمایا۔ جانوروں کو بھی اس طرح کرنا منع ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ قتل کے بعد انہیں جدا دیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ جو مسلم لوگ تھے۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ حضور ﷺ نے جو انہیں دئی دوائے تعالیٰ کو پسند نہ آئی اور اس آیت سے اسے منسوب کر دیا۔ ان کے نزدیک گویا اس آیت میں آنحضرت ﷺ کو اس سزا سے روکا گیا ہے۔ آیت ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ﴾ میں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مشورہ کر کے یعنی ہاتھ پاؤں کانہ کاٹنے سے جو ممانعت فرمائی ہے اس حدیث سے یہ سزا منسوب ہوئی لیکن ہے ذرا یہ تاویل طلب پھر یہ بھی سوالی طلب اس پر ہے کہ ناحق ہی جانچ لی گئی کہ اس آیت میں حد و اسلام مقرر ہوئی اس سے پہلے کا یہ واقعہ ہے لیکن یہ بھی کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ حد کے انفر کے بعد کو واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس حدیث کے ایک روایتی حضرت جریر بن عبد اللہ ہیں۔ اور ان کا اسلام سورہ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ بعض کہتے ہیں حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں میں گرم ملائیاں بھیری تھیں چاہی تھیں لیکن یہ آیت نازل ہوئی اور آپ اپنے ارادے سے باز رہے۔ لیکن یہ بھی درست نہیں ہے اس لئے کہ بخاری و مسلم میں یہ لفظ ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں میں ملائیاں پھرا لیں۔ محمد بن عثمان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جو سخت سزا انہیں دی اس کے انکار میں یہ آیت نازل ہوئی اور ان میں صحیح سزائیں کی گئی تھیں جو قتل کرنے اور ہاتھ پاؤں اپنی طرف سے کاٹنے اور وطن سے نکال دینے کے حکم پر شامل ہے چنانچہ دیکھ لیجئے کہ اس کے بعد پھر کسی کی آنکھوں میں ملائیاں بھیری ثابت نہیں۔ لیکن لازمی کہتے ہیں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے کہ اس آیت میں حضور ﷺ کے اس فعل پر آپ ﷺ کو ناکار کیا ہو۔ بات یہ ہے کہ جو انہوں نے کیا تھا اس کا وہی بدلہ مل گیا۔ جب آیت نازل ہوئی جس نے ایک خاص حکم ایسے لوگوں کا بیان فرمایا اور اس میں آنکھوں میں گرم ملائیاں بھیرنے کا حکم نہیں دیا۔ اس آیت سے مجبور علماء نے دلیل پکڑی ہے کہ راستوں کی بندش کر کے لڑنا اور شہر میں لڑنا دونوں برابر ہیں کیونکہ لفظ ﴿وَيَسْتَفِئُونَ فِي الْأَرْضِ﴾ فسافہ کے ہیں۔ لام مالک اور ازی فیٹ لٹافعی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ انہیں کا یہی مذہب ہے۔ کہ باقی لوگ نہ وہ شہر میں ایسا فتنہ مچائیں یا بیرون شہر میں ان کی سزا یہی ہے۔ بلکہ لام مالک تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو اس کے گھر میں اس طرح مچو کہ وہی سے مار ڈالے تو اسے پکڑ لیا جائے گا اور اس کا تمام مال و اسباب جو اسے پاس ہے لے لیا جائے گا اور اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اور خود لام وقت ان کاموں کو خود کرے گا نہ کہ مقتول کے اولیاء کے ہاتھ میں یہ کام ہوں بلکہ اگر وہ اور گزرتا نہ چاہیں تو بھی ان کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ جو بے واسطہ حکومت اسلامیہ کا ہے۔ لام ہو ضلیہ کا مذہب یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ مجاہد اسی وقت لایا جائے گا جب کہ شہر کے باہر ایسے فساد کوئی کرے کیونکہ شہروں میں تو فساد کا پہنچنا ممکن ہے راستوں میں یہ بات ناممکن ہے جو سزا ان مجاہدین کی بیان ہوئی ہے اس کے بارے میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ جو شخص مسلمانوں پر تلوار اٹھائے راستوں کو پر خطر بنائے لام المسلمین کو ان تین سزائوں میں سے جو سزا دینا چاہے اس کا اختیار ہے۔ یہی قول اور بھی بہت سوں کا ہے اور اس طرح کا اختیار ایسی ہی اور آیتوں کے احکام میں بھی موجود ہے جیسے عرم جو خطار خبیثہ اس کا بدلہ۔ حکام کے برابر کی قربانی یا مساکین کا کھانا اس کے برابر کہ روزے یا عاری یا سیر کی تکلیف کی وجہ سے حالت ارجام میں سر منڈا دے اور خلاف احرام کام کرنے والے کے فدیہ میں بھی روزے یا صدقہ یا قربانی کا بیان ہے احکم کے کفار میں اور ممانے ارجام کا حکم جس مسکینوں کا بیان کا پیرا ایک حکام کی آزادی ہے تو جس طرح یہ اس صورتوں میں سے کسی ایک کے پسند کر لینے کا اختیار ہے۔ اسی طرح ایسے مجاہد مرد لوگوں کی سزا بھی یا تو قتل ہے یا ہاتھ پاؤں اپنی طرف سے کاٹنے یا جانوروں کا کھانا یا جانور کا قتل ہے۔



لقدروا علیہم کلمۃ الہی کی تائید کی تو آپ نے فرمایا میں تو ایسے شخص کو امن نکلاؤں گا۔ حضرت سعیدؓ نے فرمایا یہ جہاں یہ بن چکا ہے چنانچہ جہاں یہ بنے اس کے بعد ان کی مدین میں اشعار بھی کہے جن۔

قبیلہ مراد کا ایک شخص حضرت ابو موسیٰ اشعرمیؓ کے پاس کوئی کی مسجد میں جہاں گورنر نے ایک فرض نماز کے بعد آیا اور کہنے لگا: امیر کوئی اہل غلام بن غلاموں میں نے اللہ تعالیٰ ہمارے رسول ﷺ سے لڑائی لڑی زمین میں فساد کی جو شخص کی لیکن آپ لوگ مجھ پر قدرت پائیں میں سے پہلے میں تائب ہو گیا آپ میں آپ سے یاد حاصل کرنے والے کی تہذیب کھڑا ہوں۔ اس پر حضرت ابو موسیٰؓ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: تم میں سے کوئی تائب اس تو بہ کے بعد اس سے کسی طرف کی برائی نہ کرے اگر یہ سچا ہے تو اللہ اور اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کے گواہی اس کو بنا کر دیں گے۔ یہ شخص اپنے مدت تک تو ٹھیک ٹھیک، لیکن پھر غلام کھڑا ہو اللہ نے بھی اسے گناہوں کے بدلے سے عارت کر دیا اور یہ یاد آگیا۔ حق ہی ایک احمدی شخص نے بھی لڑائی کی، اسے جہاں شکر کروئے ہوگوں کو قتل کیا، لالہ کو مارا، لشکر اور رعایا نے ہر چند اسے گرفتار کر لیا لیکن یہ تو چونہ نکلا۔ ایک مرتبہ یہ بدخل میں تھا تو ایک شخص کو قرآن پڑھتے سنار وہاں وقت یہ آیت تارت کرتا تھا: یا عباد اللہ اسرفوا فی ما سے سن کر کہ گیا اور اس سے کہا: اللہ کے بندے یہ آیت مجھے یاد ہے نہ اس نے پھر پڑھی اللہ ہی اس اور تو کو سن کر رو رہا تھا کہ میرے یہ گناہ بندہ اتم میری رحمت سے مامیہ نہ ہو چکا میں سب گناہوں کے بخشتے ہوں میں غلور، خیر ہوں اس شخص نے تہمت سے اپنی تلوار کو میان میں کر لیا یہی وقت ہے دل سے تو بہ کی اور صبح کے نماز سے پہلے مدینہ میں آگئی کیا۔ غسل کیا اور مسجد میں ﷺ میں نماز صبح دعا کے ساتھ ادا کی اور حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس جو لوگ بیٹھے تھے ان ہی میں ایک طرف یہ بھی بیٹھ گیا، جب روشنی ہو گئی تو کو کون نے اسے دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ تو مسلمان کا کافی بہت باخبر ام اور مقرب شخص علی احمدی ہے۔ اچھ کھڑے ہوئے کہ اسے گرفتار کر لیں۔ اس نے کہا سنا بھائیوں! تم مجھے گرفتار نہیں کر سکتے اس لئے کہ تم مجھ پر قابو پاؤ اس سے پہلے ہی میں تو بہ کر چکا ہوں بلکہ تو بہ کے بعد تہذیب پاس آیا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: کی کہتا ہے اور اس کا اچھ پکار کر مراد ان ہی حکم کے پاس سے پہلے یہ اس وقت حضرت معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے۔ وہاں پہنچ کر فرمایا: علی احمدی ہیں یہ تو بہ کر چکے ہیں اس لئے کہ تم انہیں پتہ کر لیں تھے چنانچہ کسی نے اس کے ساتھ کچھ نہ کیا۔ جب مجاہدوں کی ایک جماعت وہاں سے لائے کے لئے پہلی تو ان مجاہدوں کے ساتھ یہ بھی ہو گئے۔ مسرور میں ان کی کشتی جاری تھی کہ ساتھی سے چند کشتیاں وہاں کی آگئیں۔ یہ اپنی کشتی میں سے وہاں کی گروہ میں لائے گئے ان کی کشتی میں کوئی تھے۔ ان کی آجدار عداوت کھڑی چمک کی تاب رہی نہ آسکا۔ ہمارے سے ایک طرف ہو جائے یہ بھی ان سے پیچھے ہی طرف پہلے پہنچا کہ سارا ہوجہ ایک طرف ہو گیا اس لئے کشتی ٹپٹ گئی جس سے وہاں سے روئی نکلا، جاکہ ہو گئے اور حضرت علی احمدی بھی ذوق کر شید ہو گئے (اللہ اعلم ہر محسن مائل فرماتے) آمین۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ  
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ مَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ  
يُرِيدُونَ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِمُخْرِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ



اس وقت روئے زمین کے مالک ہوں بلکہ انسانی اور انہی جو تو ان مذاہبوں سے پہنچنے کیلئے بطور بدلے کے سب دے ڈالیں۔ لیکن اگر ایسا ہو بھی جائے تو بھی ان سے اب لذیہ قبول نہیں بلکہ جو مذاہب ان پر ہیں وہ واقعی الہی اور دہائی ہیں جیسے وہ کہتے ہیں کہ جہنم میں سے نکالنا چاہیں گے تو پھر دوبارہ جہنم میں لوہا دیے جائیں گے۔ ہر کسی کو اپنی بات کے شعلے کے ساتھ اوپر آجائیں گے کہ وہاں سے انہیں موت کے ہتھوڑے مار کر پھر قعر جہنم میں گرادیں گے۔ فرض ان واقعی مذاہبوں سے چھٹکارا محال ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ایک جہنمی کو دیا جائے گا پھر اسے پوچھا جائے گا کہ اے آدم اکبر جہاد کی جگہ کنسی ہے؟ دو کہے گا بدترین اور سخت ترین۔ اسے پوچھا جائے گا کہ اس سے چومنے کیلئے تو کیا خرچ کر دینے پر راضی ہے؟ دو کہے گا ماری زمین بھر کر سو جاؤں گا مگر بھی میں یہاں سے چھوٹوں تو بھی سستا چھوڑا۔ منہ تعالیٰ فرمائے گا جو مانتے ہیں میں نے تو تجھ سے اس بھی بہت گماں کا تھا۔ لیکن تو نے کچھ بھی نہ کیا۔ پھر حکم دیا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم) ایک مرتبہ حضرت جابرؓ نے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا کہ ایک قوم جہنم میں سے نکال کر بہت میں پہنچائی جائے گی اس پر ان کے مشرک و حضرت یزیدؓ نے یہ فقیرؓ نے پوچھا کہ پھر اس آیت قرآنی کا کیا مطلب ہے کہ ﴿يَوْمَ يُلْقُونَ أَكْبَاحَهُمْ هَوًّا﴾ لیکن وہ جہنم سے آزاد ہو جائیں گے لیکن وہ آزاد ہونے والے نہیں تو آپؐ نے فرمایا اس سے پہلے کی آیت ﴿يَوْمَ يَلْعَبُونَ فِي الْحُحُوفِ﴾ پھر جس سے صاف ہو جاتا ہے کہ یہ کافر لوگ ہیں یہ بھی نہ فقیہیں گے (مسند وغیرہ) دوسری روایت میں ہے کہ یزیدؓ کا خیال یہی تھا کہ جہنم میں سے کوئی بھی نہ نکلے گا اسلئے یہ عکرا انہوں نے حضرت جابرؓ سے کہا تجھے اور لوگوں پر تو افسوس نہیں ہاں آپؐ سمجھائیوں پھر افسوس ہے کہ آپؐ بھی قرآن کے خلاف کہتے ہیں اس وقت مجھے بھی غصہ آ گیا تھا اس پر اگلے ساتھیوں نے مجھے انکار کیا لیکن حضرت جابرؓ بہت عظیم الشان تھے انہوں نے سب کو روک دیا اور مجھے سمجھایا کہ قرآن میں جن کے جہنم سے نہ نکلنے کا ذکر ہے وہ نکال دیں تم نے قرآن نہیں پڑھا میں نے کہا میں مجھے سارا قرآن یاد ہے۔ کہا پھر کیا یہ آیت قرآن میں نہیں ہے ﴿يَوْمَ يَلْعَبُونَ فِي الْحُحُوفِ﴾ یہ کہ اس میں مدام محمود ذکر کرتے ہیں مقام شفاعت ہے اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو جہنم میں آگے خطاؤں کی وجہ سے اسے گاؤں جب تک چاہے انہیں جہنم میں ہی رہے گا پھر سب چاہے گا نہیں اس سے آزاد کرے گا حضرت یزیدؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میرا خیال ٹھیک ہو گیا۔ حضرت علقم بن صیبتؓ کہتے ہیں میں بھی مکر شفاعت تھا یہاں تک کہ حضرت جابرؓ سے ملنا اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں جن جن آیتوں میں جہنم کی نجاتی گائیڈ ہے سب وہ اس نے آپؐ سے من کر فرمایا اسے طلق کیا تمہارے تیس کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے علم میں مجھ سے افضل جانتے ہو؟ اسلئے جتنی آیتیں تم نے پڑھی ہیں وہ سب اہل جہنم کے بارے میں ہیں یعنی مشرکوں کیلئے لیکن جو لوگ فقیہیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو مشرک نہ تھے لیکن انکار تھے گناہوں کے بدلے سزا بھگت کر رہے تھے جہنم سے نکال دیے گئے۔ جابرؓ نے یہ سب فرما کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ دونوں بھرے ہو جائیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سناؤں تو کہ جہنم میں داخل ہونے کے بعد بھی لوگ اس میں سے نکالے جائیں گے۔ اور وہ جہنم سے آزاد کر دیے جائیں گے۔ قرآن کی یہ آیتیں جس طرح تم پڑھتے ہو ہم بھی پڑھتے ہیں۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥٢﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٥٣﴾



انہم لکنی ابو معمر باقر سے بھی مروی ہے۔

مید میں میر فرماتے ہیں انچوں نہ کالی جائیں گہ پانچ دینار پانچاس درہم کی قیمت کے برابر مال کی چوری میں۔ ظاہر یہ کہ مذہب ہے کہ یہ تھوڑی بہت چیز کی چوری پر ہاتھ لگے گا انہیں جہنم رہنے پر جو اب دیکھ دو کہ ان کا یہ مطابق منسوب ہے لیکن جواب ٹھیک نہیں اس لئے کہ تاریخ نسخ کا کوئی یقین نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ انہوں نے ممالک کا انہوں نے اور ری سے ممالک انہوں نے انہوں نے لٹی ہوئے ہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ فرمان باقدا تھیں۔ یہ ہے کہ انہوں نے چھوٹی چھوٹی معمولی سی چیزوں سے چوری شروع کرنا شروع کر دی۔ چھٹی چیز یہ ہے کہ انہوں نے لٹا ہے۔ اور ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ فرمان حضور ﷺ بیان واقعہ کے ہوا لام باہمیت میں ہے۔ چھٹی چیز یہ ہے کہ چوری پر بھی ہاتھ کاٹ دیا جاتا تھا۔ تو کیا حضور ﷺ ابو موسیٰ کے اور چور کو مار کرنے کے فرما رہے ہیں کہ کیرا لیل اور بے وقوف انسان ہے کہ معمولی چیز کے لئے ہاتھ جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ نہ تو ہے کہ ابو العلاء معمری جب بغداد میں آیا تو اس نے اس بارے میں بڑے اعتراض شروع کر دیے اور اس کے حق میں یہ خیال پیش کیا کہ میر نے اس اعتراض کا جواب کسی سے نہیں ہو سکتا۔ تو اس نے ایک شعر کہا کہ اگر ہاتھ کاٹ دیا جائے تو بیت پانچ سو لوہا میں اور پھر اسی ہاتھ کو پادینار کی چوری پر نہ کرنا لوہا میں یہ ایسا ناقص ہے کہ ہماری کچھ چیزیں تو آج بھی نہیں خاموش ہیں اور کہتے ہیں ہمارا مولانا ہمیں جہنم سے بچا ہے۔ لیکن جواب اس کی یہ کہ اس مشہور ہوئی تو علمائے کرام نے اسے جواب دینا چاہا تو یہ بھاگ گیا۔ پھر جواب مشہور کر دیئے گئے۔ عاضی عبد الوہاب نے جواب دیا کہ جب تک ہاتھ امین تھا تب تک شیش بھی قیمتی تھا اور جب یہ ناپ ہو گیا۔ اس نے چوری کرنی تو اس کی قیمت گھٹ گئی۔ بعض بزرگوں نے اسے قدرے تفصیل سے جواب دیا تھا کہ اس سے شریعت کی کامل حکمت ظاہر ہوتی ہے اور دنیا کا کامن وکان قائم ہو جاتا ہے۔ جو کسی کا ہاتھ بے وجہ کاٹ اٹلے اس پر بڑا جراثیم رکھتا ہے کہ لوگ اس بارے میں غصے سے بھجیں تو یہی حکم مناسب تھا۔ چوری میں تھوڑی سی چیز ہے اسے کاٹ دینا حکم دیا تاکہ چوری کا اور والا اس خوف سے بند ہو جائے نہیں یہ تو میں حکمت ہے۔ اگر چوری میں بھی اتنی رقم کی قدر لگائی جاتی تو چوروں کا اندہ اندہ ہوتا۔ یہ بدلہ ہے ان کے کہ قوت کا مناسب مقام بھی ہے کہ جس عضو سے اس نے دوسرے کو نقصان پہنچایا ہے اسی عضو پر براہوں تاکہ نہیں کافی عبرت حاصل ہو اور اسوں کو بھی توبہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے انتقام میں غالب ہے اور اپنے مخلوق میں عظیم ہے۔ جو شخص اپنے گناہوں کے بعد توبہ کرے اور اللہ کی طرف رجوع کرے اللہ تعالیٰ اسے اپنا گناہ و عاف فرما دیتا ہے۔ لیکن جو مال چوری میں کسی کا لئے لیا ہے وہ نہ وہ اس شخص کو عاف کرے یہ بے لحد صرف توبہ کرنے سے دو معاف نہیں ہوتا ہے۔ فقید و مال جس کا ہے اسے نہ پہنچائے یا اس کے بدلے چوری چوری قیمت ادا کرے۔ جہود آئندہ کا یہی قول ہے صرف اہم ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جب چوری پر ہاتھ کاٹ گیا اور مال تلف ہو چکا ہے تو اس کا بدلہ دینا اس پر ضروری نہیں۔ اور فقہی و غیرہ کی ایک مسئلہ حدیث میں ہے کہ ایک یہود حضور ﷺ کے ساتھ آیا گیا۔ جس نے ہمارے اچھے اچھے آپ نے اس سے فرمایا میرا مال ہے کہ تم نے چوری نہیں کی ہوگی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے چوری کی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ جب ہاتھ کاٹ دیا تو آپ ﷺ نے پاس آئے تو آپ نے فرمایا تو چور کہہ رہا ہوں نے توبہ کی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ (رضی اللہ عنہ) ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عمر بن عمرؓ حضور ﷺ کے پاس آکر کہتے ہیں کہ حضرت! مجھ سے چوری ہو گئی ہے تو آپ مجھے پاک کہنے لگاں قبیلہ وادوں کا انٹ میں نے چرایا ہے۔ آپ ﷺ نے اس قبیلہ والوں کے پاس آدمی بھیج کر دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا ایک اونٹ تو ضرور گم ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ دو ہاتھ کہتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے میرے جسم سے الگ کر دیا۔ تو نے میرے سارے جسم کو جہنم میں لے جاتا تھا۔ (رضی اللہ عنہ) ابن جریر میں ہے کہ ایک عورت نے کچھ زیور چھائے۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ کے پاس اسے پیش کیا۔ آپ نے اس کا دینا ہاتھ کاٹنے

کا حکم دیا۔ جب گنت دکھا تو اس عورت نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آیا میری توپ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم دیکھیں پاک صاف ہو گئیں کہ گویا آتش پہلے ادا ہوئی ہو اس پر آیت **وَلَقَدْ نَادَانَا هَذَا نَادٍ** ہوئی۔ مسند احمد میں انکا اور بھی ہے کہ اس وقت اس عورت وادوں نے کہا ہم اس کا نہ یہ دینے کو تیار ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے اسے قبول نہ فرمایا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ یہ عورت مخدوم قبیلہ کی تھی اس کا یہ واقعہ بخاری و مسلم میں بھی موجود ہے کہ چونکہ یہ یہ گھر اس کی عورت تھی۔ لوگوں میں بڑی تشویش پھیلی اور ارادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں کچھ کہیں سکیں۔ یہ واقعہ مروج میں ہوا تھا۔ بلاخرطے یہ ہوا کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ جو رسول اللہ ﷺ سے بہت پیارے ہیں وہ ان کے بارے میں حضور ﷺ سے سفارش کریں۔ حضرت اسامہؓ نے جب ان کی سفارش کی تو حضور ﷺ کو سخت ناگوار لڑا اور فیصلے سے فرمایا اسامہ! اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہا ہے اب تو حضرت اسامہؓ بہت گھبرائے اور کہنے لگے مجھ سے بڑی خطا ہوئی میرے لئے آپ استغفار کیجئے۔ شام کے وقت اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایک خطبہ دیا جس میں اللہ تعالیٰ کی پوری حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ اسی فصلت پر چاہو رہا ہوں گے۔ کہ ان میں سے جب کوئی شریعت میں سے کسی کام کا کفر کے لئے آتی تھی اور اس کی حاجت اٹھانے کے لئے حضور ﷺ سے بیان کر دیا کرتی تھی (رضی اللہ عنہا)۔ مسلم میں ہے کہ ایک عورت لوگوں سے اسباب اصرار لیتی تھی پھر انکار کر دیا کرتی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اور روایت میں ہے یہ زور اس طرح لیتی تھی اور اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم حضرت ہلالؓ کو ہوا تھا۔ کتاب الادب میں ایسی بہت سی حدیثیں وارد ہیں جو پوری کے ہاتھ تعلق رکھتی ہیں غلام اللہ۔ تیج الملوک کا مالک۔ ہماری کائنات کا حقیقی مالک و حاکم اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے کسی حکم کو کوئی روک نہیں سکتا۔ جس کے کسی ارادے کو کوئی بدل نہیں سکتا جسے چاہے بخشے چاہے عذاب کرے۔ یہ سب چیزیں پر چھوڑے ہوئی کی قدرت کاملہ اور اس کا قبضہ سچا ہے۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا  
 امْكَا يَافُوهُمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۖ سَمْعُونَ لِلْكَذِبِ  
 سَمْعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ  
 أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ  
 تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرْ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي  
 الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ سَمْعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَلُونَ  
 لِلسُّعْتِ ۖ فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ



فَلَنْ يَخْشَوْاكَ شَيْئًا وَلَئِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ  
 الْمُقْسِطِينَ ۝ وَكَيْفَ يُحْكُمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ  
 يَتَوَكَّلُونَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا  
 هُدًى وَنُورٌ يَخْتَصِمُ بِهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالزَّكَاتِيُونَ وَالْأَ  
 حْزَابِ بِمَا اسْتَحَفُّوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَآ  
 خَشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِهَا أَنْزَلَ  
 اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝

اے نبی ﷺ! تو ان لوگوں سے کچھ ڈرنا نہ مانگنا کہ جو کچھ میں سے ہو جو کہ زہنی توازن کا  
 دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقتاً ان کے دل پامیان نہیں اور خود وہ یہ دعویٰ میں سے ہوں جو لفظ باتوں کے سننے کے عادی ہیں اور ان لوگوں کے  
 پاس میں جہاں تک آپ ﷺ کے پاس نہیں آئے۔ باتوں کے اصلی موقعوں کو چھوڑ کر ان میں بے اسلوب اور حقیقہ کریم کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ  
 اگر تم یہی علم اپنے جائز قول کر لینا اور اگر یہ علم اپنے جائز قول چھوڑ دینا۔ جس کا خراب کرنا کہ ان کو حضور کو تو تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی  
 جاہت میں سے کسی چیز کا اعتبار نہیں۔ اللہ کا وہ ان کے راہوں کو پاک کرنے کا نہیں۔ ان کے لئے دنیا میں بھی بڑی دولت اور رسالت ہے اور آخرت  
 میں بھی ان کے لئے بہت نفع ہے۔ یہ ان لوگوں کا کہ جو اللہ کی عبادت کے لئے دنیا میں بھی بڑی حرام کمانے والے ہیں۔ اگر یہ حیر ہے اس آئیں تو  
 تجھے اختیار ہے خود ان کے آپس کا فیصلہ کر لو ان کو مال دے۔ اگر تو ان سے منہ پھرنے کا تو تجھے یہ تجھے ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر تو  
 فیصلہ کرے تو ان میں عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کر۔ عدل و انصاف کے ساتھ اللہ عزت کرے۔ جب کہ بات ہے کہ وہ اپنے پاس تو راہ ہوتے  
 ہوتے اس میں احکام الہی ہیں تجھے علم ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد بھی پھر جاتے ہیں۔ دراصل یہ ایمان و یقین والے ہی نہیں۔ ہم نے تو راہ  
 ہزل فرمائی ہے جس میں جاہت و نور ہے۔ یہودیوں میں اسی تو راہ کے ساتھ اللہ کے ماننے والے ایمان اور اہل اللہ اور علماء فیصلہ کرتے تھے۔ کیونکہ  
 انہیں اللہ کی اس کتاب کی اطاعت کا علم دیا گیا تھا۔ وہ اس پر وفرائی ہو گئے تھے اب جنہیں چاہئے کہ لوگوں سے نہ درو اور صرف میرا ذکر و کھبری  
 آجوں کو جو اسے قبولے مول پر نہ پھر جو لوگ اللہ کی اماری دہلی دہلی کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہ پھر سے اور پھلے کا فر ہیں۔

یہودیوں کا رجم سے اعراض اور قصاص میں ظلم کا ارتکاب: ان آجوں میں ان لوگوں کی بدست بیان ہو رہی ہے  
 جو راستے قیاس اور خواہش نفسانی کو اللہ کی شریعت پر مقدم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ در رسول ﷺ کی اطاعت سے ان کی کفر کی طرف دوڑتے  
 بھاگتے رہتے ہیں۔ گو یہ لوگ زہنی ایمان کے دعوے کریں لیکن ان کا دل ایمان سے خالی ہے۔ منافقان کی یہی حالت ہے کہ زبان کے  
 کھرے دل کے کھوٹے اور یہی فطرت یہودیوں کی ہے جو اسلام اور اہل اسلام کے دشمن ہیں۔ یہ جہوت کو جہ سے سے سنتے ہیں اور  
 دل کھول کر قبول کرتے ہیں۔ لیکن حق سے بھاگتے ہیں بلکہ غرت کرتے ہیں۔ اور جو لوگ آپ ﷺ کی مجلس میں نہیں آتے یہ یہاں کی  
 وہاں لگاتے ہیں ان کی طرف سے جاسوسی کرنے کو آتے ہیں پھر انہی ہی کرتے ہیں کہ بات کو بدل دیا کرتے ہیں مطلب کچھ ہوا لے

[illegible][illegible]





مفسرین اہل کتاب نے وہ جو ہے لیکن حکم نے وہاں سے ہر قسم کو شامل ہے۔ دوسرا نکل کے بارے میں تفریق اور اس مسئلہ کا بھی ایک قسم ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ دعوتِ حرام ہے اور ثوابِ حلالی کے بعد کسی شرعی مسئلہ کے خلاف فحش یا کفر ہے۔ یہودی فرماتے ہیں جس نے وہی روپائی کے خلاف کوئی دھوکا دیا جائے یا دھوکا دینے کے خلاف کیا اور کافر ہے۔ یہاں فرماتے ہیں کہ اس نے اللہ کے فریضہ کا انکار کیا اس کا یہ حکم ہے تو جس نے انکار تو کیا لیکن اس کے مطابق نہ کہا اور ظالم اور فاسق ہے۔ خدا اہل کتاب کو خود کوئی بھی ہو معنی فرماتے ہیں مسلمانوں میں جس نے قربِ حق کے خلاف فحش اور کافر ہے اور یہودیوں میں دیا ہو تو ظالم ہے۔ دوسرا انہوں میں دھوکا فاسق ہے۔ اس میں فرماتے ہیں اس کا کفر اس آیت کے ساتھ ہے۔ عاؤن فرماتے ہیں کہ اس کا کفر اس کے کفر جیسا نہیں جو سر سے سے ہندو رسولِ قرآن اور فرشتوں کا کفر ہو۔ عا فرماتے ہیں کفر کفر سے کم ہے کسی طرف ظلم و فساد کے بھی ہونی چاہی درجہ ہے۔ اس کفر سے اس وقت اسلام سے بھر جائے وہ نہیں ہو یا تاہیں یہاں فرماتے ہیں اس سے مراد کفر نہیں جس کی طرف ترجیح ہے اور۔

وَسَبَّنا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنْ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارٌ لَّكَ وَمَنْ لَمْ يَمْسَسْكُمْ بِمَا اَنْزَلْنَا لَكُمْ فَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

ہم نے یہودیوں کے ذمہ قرآن میں یہ بات معلوم کرانی تھی کہ جان اکھ کے بدلے جان اکھ کے بدلے آنکھ کے بدلے آنکھ کے بدلے کان کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص خاص دانت کا بھی بدلہ ہے مجرم جس شخص اس کو صدمہ کرے تو اس کے لئے کفار ہے۔ اور جو شخص اللہ کے آؤں کے بدلے کے مطابق حکم نہ کرے وہی گناہ کا ملامت ہو۔

قاسم میں مساواتِ دین اور خوف کر دینا یہودیوں کو قرآن کی ہدی ہے کہ ان کی کتاب میں صرف نفسوں میں جو حکم تھا یہ نظر کو اس کا بھی خلاف کر دے ہیں دوسری قسمی اور بے پرواہی سے اسے بھی سمجھو دیتے ہیں۔ یہودیوں کو تو قرآنی یہودیوں کے بدلے قتل کرے ہیں لیکن قریح کے یہودیوں کو تو نصیر کے یہودی کے خلاف قتل نہیں کرتے بلکہ دین کے بدلے یہودیوں کے بھی اسی طرح نہیں لے سکتی۔ شہرہ دانی کی عسکر دانی کے حکم کو بدل دیا ہے اور صرف نہ کلا کر کے دوسرے کے اور پیت کر سمجھو دیتے ہیں اس لئے تو اس انہیں کا کہ یہاں اضافہ کرنے کی وجہ سے انہیں ظالم قرار دیا جاتا ہے۔ یہودیوں کا دھوکا دینا بھی حرام ہے۔ اور انہوں کو غیر دھوکا دینے کا حکم کا قول ہے کہ اگر شریعت جو ہمارے سامنے ہے اور فقرہ کے جان کی جائے اور مسلمان نہ ہو جائے تو وہ دھوکا دینے کا بھی شریعت ہے جیسے کہ یہ احکام سب کے سب ہماری شریعت میں بھی اسی طرح ہیں۔ امام ربوئی فرماتے ہیں اس مسئلہ میں مسلک ہیں ایک۔ کہ یہودی جو یہودی ہو ایک اس کے بدلے ایک اور خلاف ایک یہ کہ ان ایک شریعت صرف جاری رہا ہے اور کوئی کفر۔ اس آیت کے بموجب ہے یہی مسئلہ اس کی وجہ سے کہ ہر دھوکا دینے کے بدلے بھی قتل کیا جائے گا کیونکہ یہاں حکم نہیں ہے جو ہر دھوکا دینے کو قتل کرنا ہے چنانچہ حدیث میں بھی ہے کہ ہر دھوکا دینے کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ اور حدیث میں یہ ہے کہ مسلمانوں کے خون انہیں میں مساوی ہیں۔ بعض بزرگوں سے مروی ہے کہ ہر دھوکا دینے کی صورت کو قتل کرے تو اس کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ بلکہ صرف دین کی جان کی تکلیف ہے۔ امام ربوئی فرماتے ہیں کہ اگر کافر کے قتل کے بدلے بھی مسلمان قتل کر دیا جائے گا اور ظالم کے قتل کے بدلے اگر کوئی قتل کر دیا جائے گا لیکن یہ نہ ہو جب یہودی کے خلاف ہے۔ یہودی و مسلمان کے درمیان حدیث فرماتے ہیں مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا اور عکس کے بعد سے اس سے بھی سزا دینا کہ مظالم



دوسرے دن صبح اٹھ کر کھانا کھا کر اپنے دوستوں کے ساتھ گھر آیا۔

[illegible][illegible]

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ  
التَّوْرَةِ وَإِنَّا لَهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ  
التَّوْرَةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۖ وَلَنَحْكُمَ أَهْلَ الْإِنجِيلَ بِمَا أَنزَلْنَا  
اللَّهُ فِيهِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

اس کے لئے اس نے کچھ بھی نہیں کر سکا۔ اسلام و مومنوں پر اس کی کتاب میں شریعت کی تصدیق کرنے والے تھے۔ وہ اسلام کے پیروکاروں کو  
 دیکھا جانی نہیں میں ہر وقت تھی اور وہ اس کے لئے اپنی کتاب کو جو اس کی تصدیق کرتی تھی اور وہ اس کے لئے ہر وقت تھی۔ وہ اس کے لئے  
 تھے۔ اس کے لئے اس نے کچھ بھی نہیں کر سکا۔ اسلام و مومنوں پر اس کی کتاب میں شریعت کی تصدیق کرنے والے تھے۔ وہ اسلام کے پیروکاروں کو





نے ایک دستور رو بہ مقرر کر دی ہے۔ اگر منظور ہو جائے تو ہم سب کو ایک ہی امت کا پابن بنیں گے جس کی چاہت ہے کہ جو قسمیں دیا ہے اس میں ہمیں آزمانے تم نکلیں گی طرف ہندی کرو، ہم سب کا جو اہمیت ہی کی طرف سے ہم وہ قسمیں بروہی ہیں جو ہمیں تم اختلاف کرنے رہتے تھے۔ آپ ان کے باقی معاملات میں اٹھ کی ڈال کر دوئی کے مطابق ہی حکم کیا کچھ۔ ان کی خواہش کی ابتدا ہی نہ کیجئے ان سے یہ شمار واکر کہیں بقیے اٹھ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے ادھر ادھر نہ کریں۔ اگر یہ لوگ مدد طلبیں تو یقین کر لے کہ اٹھ کارواہی ہے کہ ان میں ان کے بعض کاموں کی مراد سے ہے۔ اکثر لوگ بے علم ہی ہوتے ہیں۔ کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ انہیں سمجھاؤ کہ ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھیڑنا اور حکم کرنے والا ان کو نہیں ملتا ہے۔

قرآن کے بعد تمام شریعتیں منسوخ ہیں: تو اذانِ اُحلیٰ کی ثناء، صفت اور تعریف و مدحت کے بعد اب قرآنِ حکیم کی بزرگی جاننا ہو رہی ہے کہ ایم نے اسے حق و صداقت کے ساتھ جہاں فرمایا ہے یہ بالیقین ربِ واحد کی طرف سے ہے اور اسی کا کام ہے یہ تمام اگلی اللہ کی کتابوں کو سچا ماننا ہے اور ان کتابوں میں بھی اس کی صفت و ثناء ہو جو ہے کہ یہ بھی جاننا ہی ہے کہ یہ پاک اور آخری کتاب آخری اور افضل رسول ﷺ پر اترے گی پس ہر وہ شخص اس پر یقین رکھتا ہے اور اسے مانتا ہے جیسے فرمان ہے ﴿وَإِنَّا لَنُؤْتِيكَ الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ﴾ کہ جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا تھا جب ان کے سامنے اس کی صداقت کی جاتی ہے تو وہ غمخیزوں کے مٹی جودے میں گر پڑتے ہیں اور زبانی اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے رب کا وہ سچا ہے اور وہ سچا ثابت ہو چکا ہے اس نے اگلے رسولوں کی زبانی جو خبر دی تھی وہ ساری ہوئی اور آخری رسول رسولِ کامل آئی گئے۔ اور یہ کتاب ان کی اگلی کتابوں کی امین ہے یعنی اس میں جو ہے وہی اگلی کتابوں میں تھا۔ اب اس کے خلاف کوئی کہے کہ فلاں اگلی کتاب میں یوں ہے تو یہ غلط ہے۔ یہ ان کی جہاں کو اور انہیں گھیر لینے والی اور سمیٹ لینے والی ہے جو اوجھائیاں پہلے کی تمام کتابوں میں مل کر تھیں وہ اب اس آخری کتاب میں آگیا ہو جو اسی لئے ہے سب پر عام اور سب پر مقدم ہے اور اس کی مخالفت کا نفلِ خود اللہ تعالیٰ ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿إِنَّا لَنُخَوِّضُكَ فِي الْبَحْرِ وَنُنَازِلُكَ الْجِبَالُ لِيُخْرِجَنَّ مِنْكَ الرِّبَا وَنُقْلَقَ مِنْكَ كُلُّ دَيْنٍ﴾ کہ ہم نے کہا کہ اس سے ہے یہ کہ حضور ﷺ امین ہیں اس کتاب پر۔ واقع میں تو یہ قول بہت صحیح ہے لیکن اس آیت کی تفسیر یہ کرنی ٹھیک نہیں بلکہ عربیت کے اعتبار سے بھی یہ لغو طلب امر ہے۔ صحیح تفسیر یہی ملتی ہے۔ امام ابن جریر نے بھی حضرت مجاہدؒ سے اس قول کو نقل کر کے فرمایا ہے یہ بہت دور کی بات ہے بلکہ ٹھیک نہیں ہے اس لئے ﴿مَنْ هُنَالِكَ﴾ کہ کا صنفِ صدق پر ہے پس یہ بھی اسی چیز کی صفت ہے جس کی صفتِ صدق کا لفظ تھا اگر حضرت مجاہدؒ کے معنی صحیح مان لئے جائیں تو مہارت بغیر صنف کے ہونی چاہئے تھی۔

پس اے نبی ﷺ! آپ ان سب میں اللہ کی اس کتاب کے احکام پھیلائے خود عرب ہوں خود انہم ہوں خود انھیں پڑھتے ہیں خود اے پڑھتے ہوں۔ اللہ کے نازل کردہ سے خداوند کی وحی ہے خود وہ اس کتاب کی صورت میں ہو خود وہ اگلے احکام اللہ نے آپ ﷺ کے لئے مقرر کر رکھے ہوں۔ ان مہاشن فرماتے ہیں اس آیت سے پہلے تو آپ کو آزادی رہی تھی اگر چاہیں ان میں فیصلہ کریں چاہیں نہ کریں لیکن اس آیت نے حکم دیا کہ وحی الہی کے ساتھ ان میں فیصلے کرنے ضروری ہیں۔ ان بد نصیب جاہلوں نے اپنی طرف سے جو احکام کھڑے ہیں اور ان کی وجہ سے کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا ہے مغربدار اے نبی ﷺ! تم ان کی باتوں کو جیسے لگ کر حق نہ چھوڑنا۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے راستہ اور طریقہ بتا دیا ہے۔ کسی چیز کی طرف ابتداء کرنے کو شرع کہتے ہیں 'مبدأ لفت' میں کہتے ہیں واضح اور آسان راستے کو پس ان دونوں لفظوں کی یہی تفسیر زیادہ مناسب ہے اگلی تمام شریعتیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھیں وہ سب توحید پر توحیق تھیں البتہ چھوٹے موٹے احکام میں قدرے ہیر پھیر تھا جیسے بدعت شریف ہے ہم سب انبیاء، علما، بھائی ہیں ہم سب کا دین ایک ہے۔ ہر نبی توحید کے ساتھ بھیجا جاتا رہا اور ہر آسمانی کتاب میں توحید کا بیان ہے اس کا ثبوت اور اسی کی طرف دعوت ہوتی رہی۔ جیسے قرآن فرماتا ہے کہ تجھ سے پہلے جتنے بھی رسول ہم نے بھیجے ہیں ان سب کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی



کہ اہل جاہلیت و مغلطات اپنی رائے سے اور اپنی مرضی کے مطابق حکم احکام جاری کر لیا کرتے تھے اور جیسے کہ ۱۲ تاریخی مکتبی معاملات میں  
جائزہ خانی احکام کی پیروی کرتے تھے جنہیں الیامین نے کھڑا کیا تھا۔ وہ بہت سے مجموعی احکام کے وکالت تھے جو مختلف شریعتوں اور مذہبوں  
سے چمکانے گئے تھے۔ یہ وہیت انصاریت اور اسلامیت وغیرہ سب کے احکام کا وہ مجموعہ تھا کہ پھر اس میں بہت سے احکام دوہرائے گئے تھے جو  
صرف اپنی شکل اور رائے اور وقت نظر سے ایجاد کئے گئے تھے جن میں اپنی خواہش کی موافق بھی تھی جس میں وہی جیسے ان کی اور اس میں کامل  
عمل ضرور گئے۔ اور اس کو کتاب و سنت پر توفیق اور اللہ مدد ملی۔ در حقیقت ایسا کرنے والے کافر ہیں اور ان سے جہاد واجب ہے یہاں  
تک کہ وہ لوگ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی طرف آجائیں اور کسی چھوٹے یا بڑے مذہبی یا ملکی معاملہ میں سوائے  
کتاب و سنت کے کوئی حکم کسی کا نہ لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا یہ جاہلیت کے احکام جاری کر رہے ہیں اور اللہ کے حکم سے سرک رہے ہیں  
یا یقین والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر مقرر اور کار فرماں کون ہو گا اللہ سے زیادہ عدل و انصاف والے احکام کس کے ہوں گے؟ ایمان  
دار اور یقین کامل والے کو بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ اس حکم کا انکس اور تمام ائمہ عین سے زیادہ واضح صاف سبکیں اور عمدہ احکام و قواعد  
مسائل و ضوابط کسی کے بھی نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنی مخلوق پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے جسکی ماں اپنی اور اپنے بھائی سے وہ بڑا ہے اور نہ اس کا علم  
والہ اور اس کا اور فہم و نشان قدرت والا اور عدل و انصاف والا ہے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فیصلے بغیر جو کوئی نہ اس کا  
قوتی جاہلیت کا حکم ہے۔ ایک شخص نے حضرت خالدؓ سے پوچھا کہ کیا میں اپنی اور اس سے ایک کو زیادہ اور ایک کو کم دے سکتا ہوں؟ تو  
آپ نے یہی آیت پڑھی۔ طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں سب سے بڑا اللہ کا دشمن وہ ہے جو اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اور  
پال چاش کرے اور یہ وجہ کسی کی گردن مارنے کے اور بے ہو جائے۔ یہ حدیث بخاری میں بھی قدرت سے زیادت کے ساتھ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ  
وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ٥٠ فَذَرَى  
الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ  
فَعَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُضْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسْرَوْا فِي أَنْفُسِهِمْ  
لَدِيمِينَ ٥١ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ  
رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْيَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ٥٢

اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنالو یہ تو تمہیں میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی  
کرے وہ انہی میں سے ہے۔ ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز دوست نہیں رکھتا۔ تو دیکھ کہ دشمن کے دل میں یہاری ہے اور وہ دُور و نزدیکان میں کھس رہا ہے  
ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطر ہے ایمان والوں کو کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ایسا چاہے کہ کوئی اور حج الہ کے ہر  
تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر بے طرح دھم دھم ہونے لگیں گے۔ اور ایمان دار کہنے لگیں گے کیا میں وہ لوگ ہیں جو بڑے مہالہ سے اللہ کی  
خوشنیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان کے اعمال نیکات اوتے اور یہ ناکام ہو گئے۔



میرے طرف سے اور یہ ہوا ایک ہی دن یہ سب فی کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ پھر تو آئے والی مہینوں کا بڑا ٹھکانا ہے۔ آخر حضور ﷺ نے فرمایا چاہو سب میرے لئے ہیں۔ اور روایت میں ہے کہ جب ان قبیلوں کے پیروؤں نے حضور ﷺ سے جنگ کی اور اللہ نے انہیں نجات دیکھا تو عبد اللہ بن ابی قحان کی حمایت حضور ﷺ کے سامنے کرنے لگا اور عبادہ بن صامتؓ باوجودیکہ یہ بھی ان کے خلیف تھے لیکن انہوں نے اس سے صاف ہرانت ظاہر کی اس پر یہ آیتیں ﷻ خُمُ الْعُلَیُّونَ پڑھ کر انہیں۔ مشرک احمد میں ہے کہ اس منافق عبد اللہ بن ابی کی عیادت کے لئے حضور ﷺ نے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے بارہا بن پیروؤں کی محبت سے روکا تو اس نے کہا صدیق زور و توتہ ان سے دشمنی رکھنا خدا بھی مر گیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٦﴾ وَإِلَيْكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿١٠٧﴾ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿١٠٨﴾

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے ہٹ جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو آئے گا جو اللہ تعالیٰ کی محبوب ہوگی۔ اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی انہوں نے انہوں کے مسلمانوں پر اور سخت اور سنجیدہ ہوئے گا۔ پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں گے۔ اور ان کی عداوت کرنے والے کی عداوت کی پناہ مانگ کر نہیں لے سکیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے وہ اللہ تعالیٰ باری رحمت والا اور بڑا دستِ علم والا ہے۔ مسلمانوں کے ہمارے دوست خود اللہ ہے۔ اور اگر کوئی رسول ہے تو ایمان والے ہیں جو ایمان والے کی پابندی کرتے ہیں اور اگر کافر کرتے ہیں اور وہ خوش و خشن اور خشن و غصہ کرنے والے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور مسلمانوں سے دوستی کرے وہ یقیناً نہ کہ اللہ تعالیٰ کی شرافت ہی غالب رہے گی۔

مرتبہ اپنا اپنی نقصان کرتا ہے۔ اللہ رب العزت جو تبار و غالب ہے خیر و عیب کے اگر کوئی اس پاک دین سے مرتد ہو جائے تو وہ اسلام کی قوت، جتنا نہیں دے گا اللہ تعالیٰ انہوں کے بدلے ان لوگوں کو اس سے دین کی خدمت پر مامور کرے گا۔ جو ان سے ہر حیثیت میں اچھے ہوں گے۔ پیغمبر اور آیت میں ہے ﷻ وَأَنْ تَتْلُوا ﷻ اور آیت میں ﷻ إِنَّ يَشَاءُ يَذْهَبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِالْغَالِبِينَ ﷻ اور کہہ فرمایا ﷻ وَيَأْتِ بِمُخْلِطٍ جَدِيدٍ ﷻ مطلب ان سب آیتوں کا وہی ہے جو بیان ہوا کہ اللہ کہتے ہیں حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف ہٹ جائے گا۔ محمد بن کعبؓ فرماتے ہیں یہ آیت سرور اہل قریش کے پاس سے اتری ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں خلافت صدیق علیؓ میں جو لوگ اسلام سے ہٹ گئے تھے ان کا حکم اس آیت میں ہے جس قوم کو ان کے بدلے لائے گا وہ اور بڑے اہل قلوب ہیں یا قوم سپاہ باطل نہیں ہیں جو کدو اور سکون قبیلوں کے ہیں۔ ایک بہت ہی غریب مرد فوسلہ بیٹھ میں بھی یہ عجیب بات بیان ہوئی ہے۔ اور روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا وہ اس کی قوم ہے۔ ان کا اہل ایمان و ان کی صفت بیان ہو رہی ہے کہ یہ اپنے دوستوں اور مسلمانوں کے سامنے قوت نہ بچے جائے والے ہوتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں جن ہاتھ والے ان پر بھاری پڑنے والے اور











اس اعلیٰ الشیخ میں اہل حق و باطل کو کھینچ کر، اشارت پرماں کر کے پہنچائی گئی ہے اس آیت میں ﴿وَضَعَفْتِ الْهَيْئَةَ بَوْمًا﴾  
 حَيْثُ مَنَعَهُمُ الْوُحْشَ مَعْقِلًا ۝

پھر منفقین کی ایک بد قسمت پان اور اسی ہے کہ ظاہر میں تو وہ مولوں کے سامنے انکار ایمان کرتے ہیں۔ اور ان کے باطن  
خبر سے خبر نہ لے رہے ہیں۔ یہ خبر پاس آتے ہیں تو لڑکی حالت میں اور حیرت پاس سے جاتے ہیں تو اسی حالت میں۔ حیرتی انھیں حیرتی  
لشکریں من ہی کچھ بھی تو نہ نہیں کر سکتی۔ (۱۹۷۱ء) یہ اور انہی انھیں کیا کام آئے گی انھیں سے کام نہ آتا ہے۔ تو عالم الغیب سے انہوں سے علیہ  
اس پر روشن ہیں وہیں پاک پر راجع اور راجع ہو جکتے رہتے۔ کا۔ تو کچھ رہتے کہ یہ گناہوں پر مہرام ہے۔ انہوں کے ساتھ لوگوں کے مال پر کس  
طرح چڑھو؟ وہ جاتے ہیں ان کے افعال وہ جاتے ہی اگر سب اچھے ہیں۔ ان کے کولہ، یعنی ماہر و عالم داران کے علماء انھیں ان باتوں سے کیا  
نہیں، دیکھتے اور اصل ان علماء درجوں سے۔ افعال بھی ہر طرح ہو گئے۔ انہیں مہاس "فرماتے ہیں کہ علماء اور فقہاء کی اذیت کے لئے ان  
سے زیادہ علت آیت قرآن میں کوئی نہیں۔

[illegible]

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلَعْنُوا إِمَّا قَالُوا بَلْ يَدُهُ مَبْسُوتَةٌ  
طَائِفَةٌ يَنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ وَلَئِنْ يَدُكَ كَثِيرٌ أَفَمِنْهُمْ مَاءٌ أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنَ رَبِّكَ  
طُغْيَانًا وَكُفْرًا وَالْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كُلَّمَا أَوْقَدُوا  
نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ  
الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠﴾ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكُنَّا عَنْهُمْ سَاهُونَ وَلَاذُ  
خُلْنَاهُمْ جَدَّتِ الرِّجْمُ ﴿١١﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ آقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أَنْزَلَ  
إِلَيْهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ لَآكُلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ  
مُقْتَصِدَةٌ ﴿١٢﴾ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ﴿١٣﴾



[illegible][illegible]

يَأْتِيهَا الرُّسُولُ بِبَلَدٍ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ أَمْ تَفْعَلْ فَمَا يَكُنْ لَكَ مِنَ اللَّهِ عَاقِبَةٌ  
وَاللَّهُ يَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ أَنْ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ٥٠

[illegible][illegible]

\_\_\_\_\_

[illegible]

دینی لیکن کمزور اس کے ہاتھ میں آتے ہی اس پر اس ہلکا کر زونچا حاکم آخر کمزور سنبھل نہ سکی اور ہاتھ سے گر چئی تو آپ نے فرمایا تیرے چہرہ پر تیرے دل کے درمیان اللہ تعالیٰ کا حال ہو گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ فوراً بنی حارث کا بھی ایسا ہی قصہ مشہور ہے۔ اہل سر دیوہ میں ہے کہ صحابہؓ کی عادت تھی کہ سفر میں جس جگہ ٹھہرتے آنحضرت ﷺ کے لئے گھٹے ہاتھ والا روشت چھوڑ دیتے کہ آپ ﷺ اس کے زیر سایہ آرام فرمائیں۔ ایک دن آپ ﷺ اسی طرح اپنے روشت کے لئے چلے گئے اور آپ ﷺ کی کمزور اسی روشت میں ٹکے رہی تھی۔ ایک شخص اکیلا اور کمزور ہاتھ میں لے کر آئے گا اب ہاتھ میرے ہاتھ سے تھے کون چائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھائے گا کمزور رکھ دے۔ وہ اس قدر محبت میں آیا کہ کلمہ برداری کرتی ہی چائی ہار کمزور آپ ﷺ کے سامنے ڈال دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿وَاللّٰهُ يَخْتَصُّكَ مِنَ الْخَاصِّ﴾ کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مومن آدمی کے پیٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر یہ اس کے سوا میں ہو تو توحید سے لئے بہتر تھا ایک شخص کو صحابہؓ بکرا کر آپ ﷺ کے پاس لائے اور کہا کہ یہ آپ کے قتل کا رونا دھون ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا گھبرا نہیں کو تو رونا تو رونا کرے لیکن اللہ اسے پورا نہیں کرے گا پھر فرماتا ہے تیرے سامنے صرف تعلق ہے جوایت رب کے ہاتھ ہے وہ کافروں کو ہدایت نہیں دے گا تو یہ پچھتاتے حساب کا لینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَيْءٍ حَتّٰی تُقِيمُوْا التَّوْرَةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ لِيْزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيٰنًا وَّ كُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۝۱۰۱ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادَوْا وَالصّٰبِغُوْنَ وَالنّٰصِرِيْنَ مِّنْ اٰمَنِ يٰٓاَلٰهُمَّ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلْ صٰلِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۱۰۲

کہہ دے کہ اے اہل کتاب تم ہر مصلحت کی پیروی میں جب تک کہ تورات انجیل پر اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب تعالیٰ کی طرف سے اتارا گیا ہے قائم نہ ہو جاؤ جو تیری جانب تیرے رب تعالیٰ کی طرف سے اترا ہے وہ ان میں سے اکثروں کو شرارت اور ابتلا میں اور بھی لے جائے گا۔ تو تو ان کافروں پر غصہ نہ ہو۔ مسلمان یہودی ستارہ ستارہ لائی ہو جو بھی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور ایک عمل کرے وہ شخص بے خوف ہے اور ہلکا نہیں ہے۔

ایمان دار بننے کے لئے شرط! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود نصاریٰ کسی دین پر نہیں جب تک کہ اپنی کتابوں پر اور اللہ تعالیٰ کی اس کتاب پر ایمان نہ لائیں۔ لیکن ان کی حالت تو یہ ہے کہ جوں جوں قرآن اتارتا ہے انہوں کو یہ سرکشی اور کلمہ میں بیڑے ہاتھ ہیں۔ پس اے نبی ﷺ ان کافروں کی طرف سے حسرت افسوس کر کے کیوں اپنی جان میں کھنکھائے؟ صابی نصاریٰ اور مجوسیوں کی بے دین جماعت کو کہتے ہیں اور صرف مجوسیوں کو بھی اور یہ ایک گروہ یہود نصاریٰ دونوں میں سے مثل مجوسیوں کے قرار دے کہتے ہیں کہ یہ زور پڑھتے تھے بغیر قبلہ کی طرف نمازیں پڑھتے تھے اور رشتوں کو پڑھتے تھے۔ وہبؓ فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کو ایک ہاتھ تھے کسی شریعت پر عامل نہ تھے۔ ان میں کفر کی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ یہ عراق کے مشعل آباد تھے۔ کوئی کہے ہاتھ تھے انہوں کو مانتے تھے غیر سال میں روزہ رکھتے تھے اور یمن کی طرف منہ کرتے دن بھر میں پانچ نمازیں بھی پڑھتے تھے اس کے سوا اور قول بھی





لَوْ كَسَبَتْ أَلْسِنُ الْبَاطِلِ كَفَرُوا وَمِنْهُمْ عَذَابُ أَلِيمٌ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ  
يَسْتَغْفِرُونَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَالْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ الْأَرْسُولُ قَدْ خَلَتْ مِنْ  
قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأَمَّا صَلَافُهُ كَأَنَّا يَكُلُّنَ الطَّعَامَ أَنْظَرُ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ  
ثُمَّ أَنْظَرُ أَتَى يُؤْفَكُونَ

[illegible][illegible][illegible]



یہ اس کی تفسیر کرو۔ انسانوں کو جنہیں اللہ نے نبوت دینی ہے نبوت کے درجے سے اعلیٰ ہے اسے تک نہ پہنچاؤ جیسے کہ تم یہاں تک کے بارے میں غلطی کر رہے ہو اور اس کی کوئی وجہ نہیں بلکہ اس کے کہ تم اپنے پیروں میں خداوند انسانوں کے پیچھے لگ گئے ہو وہ خود ہی گمراہ ہیں بلکہ انہوں میں اشتقاق اور عدل کے واسطے کو چھوڑے ہوئے انہیں زمانہ گزر گیا حضرات اور بدعتوں میں مبتلا ہونے سے منع ہو گیا۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک شخص ان میں تھا یہاں تک کہ ایک زمانہ کے بعد یہاں تک کہ اسے اسے پہنچا دیا کہ جو اچھے کر کے وہی تم بھی کر رہے ہو اس میں کیا حجاب اس کی وجہ سے نہ تو عام لوگوں میں تمہاری قدر دہی نہ شہرت جیسی چاہیے کہ کوئی نئی بات ایجاد کروا کر لوگوں میں پھیلایا دے دیکھو کہ کبھی شہرت ہوتی ہے اور کس طرح جگہ بہ جگہ پھیلا کر ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کی دو چیزیں لوگوں میں پھیل گئیں اور ایک زمانہ اس کی تقلید کرنے لگا یہ تو اسے ہی نہ امت ہوئی اسطاعت و ملک چھوڑ دیا اور تمہاری میں اللہ تعالیٰ کی عبادتوں میں مشغول ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے جواب یہ ملا کہ میری ہی خاطر صرف اتنی تو میں معاف کرونا لیکن تو نے تو عام لوگوں کو بھلا دیا اور انہیں گمراہ کر کے لٹور دیا یہاں جس راہ میں چلتے چلتے دوسرے بھی گئے ان کا پھر تھوہ پتہ کیسے ہے کاش تو میری توجہ قبول نہیں کرناں تو ان لوگوں ہی سے ہے۔ میں یہ آیت اترتی ہے۔

لَعْنُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿١٦٠﴾ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٦١﴾ تَرَى كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَكَّلُونَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٦٢﴾ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمَا التَّحْذِيرُ هُمَ أَوْلِيَاءَ وَلَكِن كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿١٦٣﴾

یہی اسرائیل کے کافروں پر لعنت ہے حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی۔ اس وجہ سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے اور اہل سے آگے یاد جانتے تھے۔ انہیں میں ایک دوسرے کو نہ مانوس نہ جو کرتے تھے روکتے نہ تھے بلکہ بھی یہ کرتے تھے جتنی وہ بہت برا فعل ان میں سے اکثر لوگوں کو تو دیکھے گا کہ کافروں سے دوستیاں کرتے ہیں۔ جو کچھ ایمان سے اپنے لیے آگے بھیج کر رکھتے ہیں وہ بہت برا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور نبی ﷺ پر اور جو ذلیل کیا گیا ہے اس پر ایمان نہ آتا تو یہ کہاں سے دوستیاں نہ کرتے لیکن ان میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں۔

نبی اسرائیل پر لعنت کے اسباب: ارشاد ہے کہ دوسرے اسرائیل کے کافر نے انہیں میں لعنتوں میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی انہیں نے لعنت میں ملعون قرار پائے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے اور حقوق اللہ تعالیٰ پر ظلم تھے۔ تورات انجیل زبور اور قرآن سب کتابیں ان پر لعنت نہ سانی آئیں یہ اپنے زمانہ میں بھی ایک دوسرے کو بے ایمان نہ دیکھتے تھے لیکن بعضی مادیات پیسنے رہتے تھے۔ عوام غلاموں اور گناہ کھیلے عام ہوتے تھے اور کوئی کسی کو روکنا نہ تھا یہ تھا ان کا بدترین فعل۔ منہ اندر میں فرمان رسول ﷺ ہے کہ دوسرے اسرائیل میں پہلے پہل جب انہیں ہارن و بنو امین تو ان کے علماء نے انہیں روکا لیکن جب دیکھا کہ باز نہیں آتے تو انہوں نے انہیں لگتے کیا بلکہ انہیں نے ہاتھ اٹھتے بیٹھے کھاتے پیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے دل پھرا دیے اور





